ماہنامہ

ربوہ

خالد

دورۂ یورپ نمبر

و نصلی علی رسولہ الکریم

یورپ میں تبلیغِ اسلام کی مساعی کا جائزہ
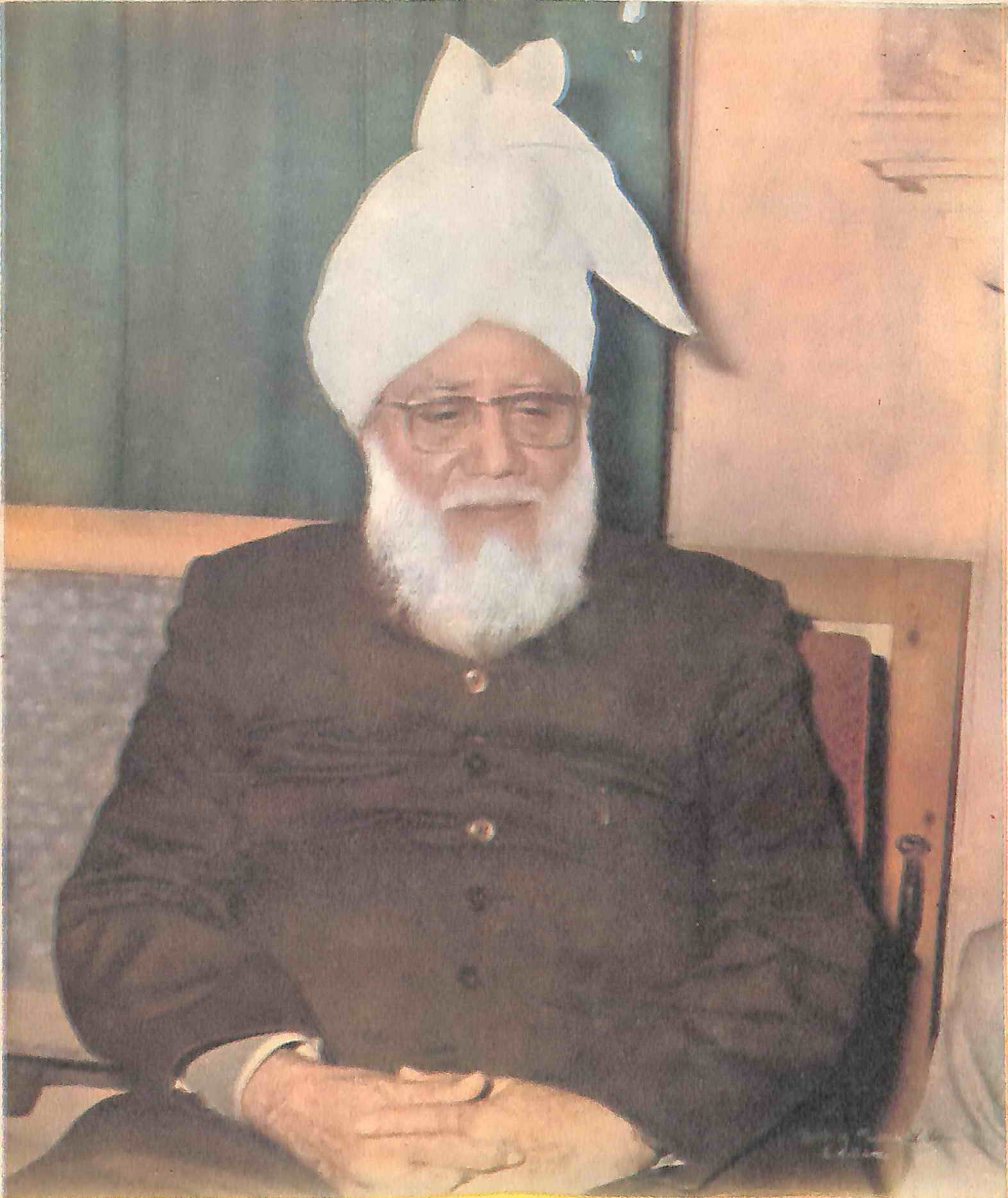
حضرت حافظ مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز (امامِ جماعتِ احمدیہ)

فتح ۱۳۵۶ ہش

بسم اللہ الرحمن الرحیم ◊ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

فاستبقوا الخیرات

◊ "تیری عاجزانہ راہیں اس کو پسند آئیں" — (الہام حضرت مسیح موعودؑ)

◊ "قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی" — (المصلح الموعودؓ)

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ

خالد

ربوہ

دورہ یورپ نمبر

فتح ۱۳۵۶ ہش

دسمبر ۱۹۷۷ء

جلد:- ۲۵
نمبر:- ۲

★ ایڈیٹر: حافظ مظفر احمد

ناشرین

◊ بشارت احمد محمود
◊ ملک خالد محمود
◊ محمد الیاس منیر
◊ سید حسین احمد
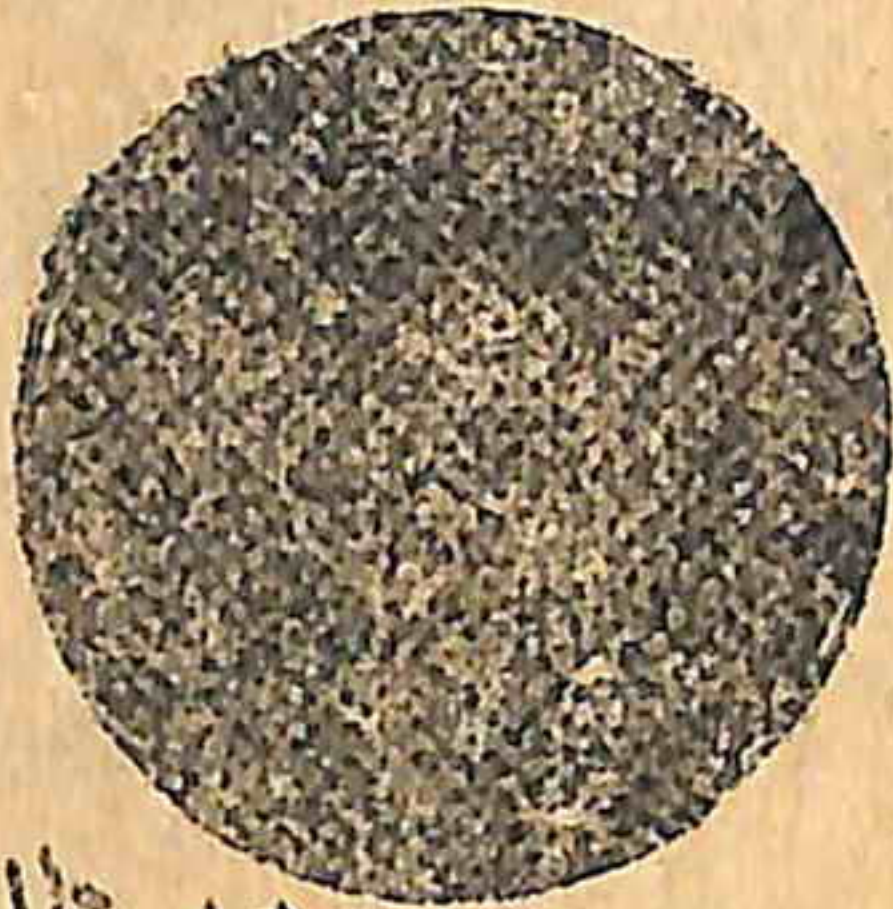
◊ پبلشر: محمد شفیق قیصر ◊ پرنٹر: سید عبدالحیٔ ◊ مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ

◊ مقام اشاعت: دفتر ماہنامہ خالد دارالصدر جنوبی ربوہ ◊ قیمت: تین روپے پچاس پیسے

الفہرست

اداریہ

اُفقِ مغرب سے

اِسلام کا چڑھتا سورج

"مَیں نے دیکھا کہ شہر لنڈن میں ایک منبر پر کھڑا ہوں اور انگریزی زبان میں ایک نہایت مدلّل بیان سے اسلام کی صداقت ظاہر کر رہا ہوں اور بعد اس کے مَیں نے بہت سے پرندے پکڑے جو چھوٹے چھوٹے درختوں پر بیٹھے ہوئے تھے اور اُن کے رنگ سفید تھے اور شاید تیتر کے جسم کے موافق اُن کا جسم ہوگا۔"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ رؤیا غلبۂ اسلام کے اس عظیم الشان سلسلہ کی ایک کڑی ہے جس کی بشارات قرآنِ کریم اور احادیثِ نبویہ میں موجود ہیں۔ ان بشارات کا بڑا حصّہ اسلام کے تمام ادیانِ باطلہ پر کلّی طور پر غالب آنے سے متعلق ہے۔ دوسرا اہم حصّہ وہ ہے جس میں خاص طور پر ارضِ مغرب یعنی یورپ میں غلبۂ اسلام سے متعلق اشارات ملتے ہیں۔

چنانچہ آیت هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ ط (سورۃ الصّفّ) میں اسلام کے تمام ادیانِ باطلہ پر مکمل غلبہ کا ذکر ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ——— "یہ وہی پیشگوئی ہے جو ابتداء سے اکثر علماء کہتے آئے ہیں کہ مسیح موعودؑ کے حق میں ہے۔ اور اس کے وقت میں پوری ہوگی۔"

مخبرِ صادق صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے بھی یہ پیشگوئی فرمائی تھی: ———

"زویت لی الارض مشارقها و مغاربها .... وقیل لی انّ ملکک الی حیث زوی لک .... ولن تزال طائفة من امّتی علی الحقّ منصورین لا یضرّهم من خالفهم" (ابنِ ماجہ)

یعنی ——— زمین کے مشرق و مغرب (اور تمام اطراف) .... میرے لئے سمیٹ کر قریب کر دیئے گئے ہیں اور مجھے بتایا گیا

کہ یہ تمام علاقے جو سمیٹ کر تجھے دکھائے گئے، سب تیرے زیرنگین ہوں گے اور ان پر تیری حکمرانی ہوگی۔ اور میری امت میں سے ایک گروہ ہمیشہ حق پر قائم رہے گا اور مظفر و منصور ہوگا۔ ان کے مخالف انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔

اس حدیث کے آخری حصہ میں پہلے حصہ کی وضاحت ہے کہ مجھ سے مراد ظلی طور پر میری امت کا ایک گروہ ہے جس کے لئے مشرق و مغرب سمیٹ کر قریب کر دیئے جائیں گے اور اس کی علامات یہ ہوں گی کہ وہ میری امت کا ایک گروہ ہوگا۔ حق پر قائم ہوگا، نصرت الٰہی اسے حاصل ہوگی اور ان کے مخالف ان کو کوئی (حقیقی) نقصان نہ پہنچا سکیں گے۔

خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ بشارت آج جماعت احمدیہ کے حق میں پوری ہو رہی ہے۔ یہ سلسلہ جاری ہے اور جاری رہے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ!

چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا سے خبر پا کر یہ عظیم الشان اعلان فرمایا تھا:———— "جھوٹے دین اور باطل مذہب ہلاک ہوں گے اور اسلام مشرق اور مغرب میں غالب آئے گا ————" اور فرمایا ———— "یہ سلسلہ مشرق اور مغرب اور شمال اور جنوب میں پھیلے گا ————"

———— یہ تو تھیں اکناف عالم میں غلبۂ اسلام کی آسمانی بشارات!

غلبۂ اسلام کی آسمانی بشارات کا ایک خاص حصہ اہل مغرب سے تعلق رکھتا ہے۔ جن میں یہ پیشگوئی ہے کہ آخری زمانہ میں ظلمت کدہ یورپ سے آفتاب اسلام طلوع ہوگا۔ جو اسے نور روحانیت سے منور کر دے گا ———— آیت حَتّٰۤی اِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِیْ عَیْنٍ حَمِئَةٍ (کہف) میں بھی اس کا ذکر ہے۔

اس آیت میں یہاں ذوالقرنین کے تین سفروں میں سے سب سے پہلے سفر کا بیان ہے جو مغربی ممالک کی طرف تھا اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ جب ذوالقرنین ثانی مبعوث ہو کر غلبۂ اسلام کی مہموں کو از سر نو جاری کریں گے تو تبلیغ اسلام کے لئے انہیں بیرونی ممالک میں سب سے پہلے مغربی ممالک کی طرف عنان توجہ پھیرنی ہوگی ———— کیونکہ اسلام کے خلاف جھوٹا پروپیگنڈا اور جارحانہ حملوں کی ابتدا انہی ممالک کی طرف سے ہوگی ———— یہی اقوام دجالی تحریک کی حامل بن کر تمام دنیا میں شیطانی تہذیب کا جال بچھا رہی ہوں گی۔ یہاں تک کہ مشرقی ممالک ان کے زہریلے اثر سے مسموم اور سیاسی اور اقتصادی لحاظ سے ان کے زیرنگین ہوں گے اس لئے سب سے پہلے تبلیغ کا حق انہی ممالک کو پہنچتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا تعالیٰ سے علم پا کر اس آیت کو مسیح موعود کے بارہ میں پیشگوئی قرار دیتے ہوئے فرمایا ———— "آیت کے معنی پیشگوئی کے لحاظ سے یہ ہیں کہ دنیا میں دو قومیں بڑی ہیں جن کو مسیح موعود کی بشارت دی گئی ہے اور مسیحی دعوت کے لئے پہلے انہیں کا حق ٹھہرایا گیا ہے ————"

حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۱۹۲۴ء میں اپنے سفر یورپ کی غرض و غایت یہ بیان فرمائی:-

"——— جب کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریر کے مطابق ذوالقرنین آپ ہیں اور مغربی ممالک سے مراد یورپ اور امریکہ کے لوگ ہیں جو مسیحیت کے چشمہ پر ڈیرے ڈالے ہوئے ہیں۔ تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ مسیح موعود یا ان کے کسی جانشین کو مغربی ممالک کا سفر کرنا ہوگا ———"

پھر فرماتے ہیں ——— "یورپ سب سے بڑا دشمن اسلام کا ہے۔ وہ مانے یا نہ مانے، تمہاری کوشش کا کوئی اثر ہو یا نہ ہو تم کو اسے چھوڑنا نہیں چاہیئے .... اور پھر میں یہ کہتا ہوں کہ یہ کسی کو کس طرح معلوم ہوا کہ یورپ آخر اسلام کو قبول نہیں کرے گا یورپ کے لئے تو اسلام کا قبول کرنا مقدر ہو چکا ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم دیکھیں کہ وہ ایسی صورت سے اسلام کو قبول کرے کہ اسلام ہی کو نہ بدل دے ———"

ہمارے نبی مصدوق صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی حدیث ——— "طلوع الشّمس من مغربھا" بھی مغرب سے اسلام کی سچائی کا آفتاب چڑھنے سے متعلق ہے ———

صحابہؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک مجلس میں آخری زمانہ کا ذکر کر رہے تھے کہ رسول اللہؐ تشریف لائے۔ آپؐ نے فرمایا۔ قیامت نہیں آئے گی جب تک کہ دس نشانات وقوع پذیر نہ ہوں۔ یعنی دجال، دخان اور سورج کا مغرب سے طلوع ہونا۔ (وغیرہ) ——— پھر فرمایا ——— جب وہ طلوع ہو جائے گا اور لوگ اسے دیکھ لیں گے تو اس پر ایمان لانے والے ایمان لے آئیں گے۔ اور یہ اس وقت ہوگا جب کسی نفس کو اس کا ایمان کوئی فائدہ نہ دے گا۔ (ابن ماجہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں ——— "طلوع شمس کا جو مغرب کی طرف سے ہوگا۔ ہم اس پر بہرحال ایمان لاتے ہیں لیکن اس عاجز پر جو ایک رؤیا میں ظاہر کیا گیا وہ یہ ہے جو مغرب کی طرف سے آفتاب کا چڑھنا یہ معنے رکھتا ہے کہ ممالک مغربی جو قدیم سے ظلمت کفر و ضلالت میں ہیں آفتاب صداقت سے منور کئے جائیں گے اور ان کو اسلام سے حصہ ملے گا۔"

اسی طرح فرماتے ہیں ——— "وہی خدا جس نے میرے ذریعہ سے اسلام کے سورج کو جس وقت وہ غروب ہو رہا تھا۔ پھر لوٹا یا پس گویا پھر اپنے مغرب سے طلوع کیا اور طالبوں کے لئے تجلی فرمائی ———"

نیز فرمایا ——— "سچائی کا آفتاب مغرب سے چڑھے گا اور یورپ کو سچے خدا کا پتہ چلے گا۔"

ارض مغرب میں غلبۂ اسلام کی ان عظیم الشان آسمانی بشارات کے پیش نظر یورپ، حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپؑ کے خلفاء کی خاص توجہ کا مورد رہا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام، شہر لنڈن میں منبر پر کھڑے ہو کر اسلام کی صداقت مدلل بیان سے ظاہر کرنے اور سفید پرندے پکڑنے کی اپنی رؤیا سے متعلق فرماتے ہیں ———

"سو میں نے اس کی یہ تعبیر کی کہ اگرچہ میں نہیں مگر میری تحریریں ان لوگوں میں پھیلیں گی اور بہت سے

واست یاز انگریز صداقت کا شکار ہو جائیں گے ـــــ "

چنانچہ جماعتِ احمدیہ کو یورپ میں تبلیغ اسلام اور حضرت مسیح موعود کا پیغام پہنچانے کی سعادت تقریباً نصف صدی سے بھی زائد عرصہ سے نصیب ہو رہی ہے۔ اس کے علاوہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلفاء کو خود یورپ میں تشریف لے جا کر لنڈن کے منبر پر اسلام کی صداقت بیان کرنے کی توفیق ملی۔ ـــــ حضرت مصلح موعود رضی نے ۱۹۲۴ء اور ۱۹۵۶ء میں سفر یورپ اختیار فرمایا۔ ۱۹۲۴ء میں ویمبلے کانفرنس انگلستان کے سٹیج پر حضور رضی کا معرکۃ آراء مضمون "احمدیت یعنی حقیقی اسلام" ـــــ پڑھا گیا۔ ـــــ

اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے بارہ سالہ مبارک دورِ خلافت میں یورپ میں غلبۂ اسلام کی عظیم الشان مہم کا جائزہ لینے اور اسے تیز تر کرنے کے لئے تین بار یورپ کا دورہ فرما چکے ہیں۔

۱۹۶۷ء کے دورہ میں حضور نے بھی لنڈن کے میئر کی موجودگی میں "وانڈز ورتھ ہال" میں "امن کا پیغام اور ایک حرفِ انتباہ" ـــــ کے عنوان سے اسلام کی صداقت کا وہ مدلل بیان پڑھا جس کا ایک حصہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریروں پر مشتمل ہے۔

گزشتہ سال ۱۹۷۶ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے امریکہ، کینیڈا، انگلستان، اور یورپ کے سکنڈے نیوین ممالک کے علاوہ ـــــ جرمنی، ہالینڈ، اور سوئٹزرلینڈ کا دورہ فرمایا۔ حضور کے اس دورہ کی رپورٹ کے سلسلہ میں گزشتہ سال ادارہ "خالد" نے "دورۂ امریکہ نمبر" پیش کیا تھا۔ امسال ـــــ "دورۂ یورپ نمبر" ـــــ پیش کیا جا رہا ہے۔ جس میں دیگر دلچسپ معلوماتی مضامین کے علاوہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورۂ یورپ کے ایک اہم حصہ ـــــ سویڈن، ناروے اور ڈنمارک کی غیر مطبوعہ رپورٹ شائع کی جا رہی ہے۔ ـــــ

جیسا کہ رپورٹ سے ظاہر ہے یہ دورہ خاص برکاتِ الٰہیہ کا حامل ہے ـــــ اور یورپ میں غلبۂ اسلام کی مہم کے لئے سنگِ میل کی حیثیت رکھتا ہے اور ـــــ وہ وقت آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ آسمانی پیش خبریوں کے مطابق سارا یورپ اسلام کی آغوش میں آجائے گا ـــــ آسمانی نشان ظاہر ہو رہے ہیں اور آسمان جوش میں ہے کہ اس قدر آسمانی نشان ظاہر کرے کہ اسلام کی فتح کا نقارہ ہر ایک ملک اور ہر ایک حصۂ دنیا میں بج جائے۔

اے قادر خدا! تو جلد وہ دن لا کہ جس فیصلہ کا تو نے ارادہ کیا ہے وہ ظاہر ہو جائے ـــــ اور دنیا میں تیرا جلال چمکے اور تیرے دین اور تیرے رسول کی فتح ہو ـــــ آمین ثم آمین! ✦

○

هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی

اسلام مشرق اور مغرب میں غالب آجائے گا

"______ اللہ تعالیٰ نے یہ امر مقدر فرمایا کہ اس کا دین (دینِ اسلام) مسیح موعود اور مہدی معہود کے زمانہ میں کامل طور پر تمام ادیان پر غالب آئے گا۔ بہت سے دلوں کو دلائل حقہ عطا کئے جائیں گے اور اکثر قلوب میں باطنی تقویٰ پیدا ہوگا....... جھوٹے دین اور باطل مذہب ہلاک ہوں گے اور اسلام مشرق اور مغرب میں غالب آجائے گا۔ اور سوائے مجرموں کے چند گھروں کے صدائے توحید ہر ایک گھر میں داخل ہو جائے گی۔ دین کا معاملہ کامل ہو گا....... اور زمین پر امن قائم ہو جائے گا اور صلح و سکینت دلوں کی گہرائیوں میں قائم ہو جائے گی۔ درندے اپنی درندگی کی عادتوں کو اور اژدھے اپنی زہرناکی کو چھوڑ دیں گے۔ رشد و ہدایت واضح ہو جائے گی۔ گمراہی مٹ جائے گی اور شرک و کفر معمولی نشانوں کے سوا کچھ بھی باقی نہیں رہے گا....... یہ بعثت ایک ایسی عظیم الشان نشأۃ ثانیہ ہے جسے نہ قرونِ اولیٰ نے دیکھا۔ نہ گزشتہ رسولوں اور تمام انبیاءؑ نے یہ نظارہ کیا۔ اگرچہ اللہ کا دین شروع سے اپنی روحانی قوت اور استعداد کے لحاظ سے ہر دین پر غالب ہے لیکن اس سے پہلے (آج تک) کبھی ایسا موقع میسر نہیں آیا کہ اس نے دلیل، برہان اور سند کے لحاظ سے باقی دینوں سے مقابلہ کیا ہو اور انہیں پورے طور پر شکست دی ہو اور یہ ثابت کر دیا ہو کہ اسلام کے سوا دوسرے مذاہب خرابیوں سے پر ہیں۔ اور نہ کبھی ایسا موقع آیا کہ استدلال کے ہتھیاروں سے مسلح ہو کر دینِ اسلام بہادروں کی طرح میدان میں آیا ہو۔ یہاں تک کہ تمام شہروں اور ملکوں میں پھیل گیا ہو۔ یقیناً یہ خدائے مہربان کی ایک آسمانی تقدیر تھی کیونکہ اس نے پہلے سے یہ خبر دیا تھا کہ کامل غلبہ اور عظیم الشان اصلاحِ عام مسیح موعود کے زمانہ سے مختص ہے۔" (حاشیہ متعلق خطبہ الہامیہ صفحہ ۲۸۶ ترجمہ از عربی)

نیز فرمایا:______

"______ دیکھو وہ زمانہ چلا آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ خدا اس سلسلہ کی دنیا میں بڑی مقبولیت پھیلائے گا اور یہ سلسلہ مشرق اور مغرب اور شمال اور جنوب میں پھیلے گا اور دنیا میں اسلام سے مراد یہی سلسلہ ہوگا۔ یہ باتیں انسان کی باتیں نہیں۔ یہ اس خدا کی وحی ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں ______" (تحفہ گولڑویہ۔ صفحہ ۱۸۲)

○

"کھیتے ہیں تثلیث کو اب اہلِ دانش الوداع"

● "——— اے تمام لوگو! سن رکھو یہ اس کی پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا۔ وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلا دے گا اور حجت اور برہان کی رو سے سب پر ان کو غلبہ بخشے گا۔ وہ دن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ دنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہو گا جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائے گا۔ .... اور ابھی تیسری صدی آج کے دن سے پوری نہیں ہو گی کہ عیسیٰ کے انتظار کرنے والے کیا مسلمان اور کیا عیسائی سخت نومید اور بدظن ہو کر اس جھوٹے عقیدہ کو چھوڑ دیں گے اور دنیا میں ایک ہی مذہب ہو گا اور ایک ہی پیشوا۔ میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا۔ اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے ———"

(تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۶۵-۶۴)

● "——— میں دیکھتا ہوں کہ جب سے خدا نے مجھے دنیا میں مامور کر کے بھیجا ہے اس وقت سے دنیا میں ایک انقلاب عظیم ہو رہا ہے۔ یورپ اور امریکہ میں جو لوگ حضرت عیسیٰ کی خدائی کے دلدادہ تھے۔ اب ان کے محقق خود بخود اس عقیدہ سے علیحدہ ہوتے جاتے ہیں۔"

(لیکچر لاہور)

● "——— میں دیکھتا ہوں کہ یورپ اور امریکہ میں میرے دلائل کو بڑی دلچسپی سے دیکھا جاتا ہے ....

اور ان لوگوں نے خود بخود صدہا اخبارات میں میرے دعویٰ اور دلائل کو شائع کیا ہے ——— بعض نے یہ بھی لکھا ہے کہ اس وقت مسیح موعود کا دعویٰ عین وقت پر ہے اور وقت خود ایک دلیل ہے۔ غرض ان کے ان تمام بیان سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ وہ میرے دعویٰ کے قبول کرنے کے لئے تیاری کر رہے ہیں۔ اور ان ملکوں میں سے دن بدن عیسائی مذہب خود بخود برف کی طرح پگھلتا جاتا ہے ———"

(تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۳۳)

جغرافیائی جائزہ

براعظم یورپ کا عمومی تعارف

جناب سید میر محمود احمد ناصر استاذ الجامعۃ الاحمدیہ ربوہ

لفظ یورپ قبل مسیح یونانی مصنفین کی تحریرات میں ملتا ہے۔ ہومر اور اسائیکولس نے یہ لفظ بولا ہے۔ مگر علماء یورپ کی یہی رائے ہے کہ یہ لفظ شرقی الاصل ہے اور قدیم مشرقِ وسطیٰ کی معروف قوم Assyrians یعنی اسوریوں کی تحریرات میں اس لفظ کی ابتدائی شکل موجود ہے۔ ان تحریرات میں لفظ asu (یعنی ایشیا) مشرق کی سرزمین اور ایرب یا ارب کا لفظ مغرب کی سرزمین کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

براعظم یورپ رقبہ کے لحاظ سے آسٹریلیا کے سوا سب سے چھوٹا براعظم ہے اور کرۂ ارض کی تمام خشکی کے ۷٪ حصہ پر مشتمل ہے۔ اس کی شمالی مغربی اور جنوبی حدود تو واضح اور متعین ہیں البتہ مشرقی حدود کی تعیین میں جو ملک روس میں ہی کچھ الجھن پیدا ہوتی ہے۔ اب بالعموم بحیرہ خزر یعنی Caspian Sea دریائے یورال اور یورال کے پہاڑی سلسلہ کو اس کی مشرقی حدود قرار دیا جاتا ہے۔ شمال میں بحر منجمد شمالی مغرب میں بحر اوقیانوس اور جنوب میں بحیرۂ روم، بحیرۂ اسود اور Caucasus (KA: KASAS) کے پہاڑ یورپ کی حد بندی کرتے ہیں۔ ان حدود کے لحاظ سے یورپ کا رقبہ ۳۸ لاکھ مربع میل ہے طول ۴۰۰۰ میل اور عرض ۲۴۰۰ میل ہے۔

اس براعظم کی ایک موٹی جغرافیائی تقسیم تین حصوں میں کی جا سکتی ہے:

(۱) وہ وسیع میدانی علاقہ جو یورال کے سلسلہ کوہ کے دامن سے شروع ہو کر مغرب میں بحر اوقیانوس تک آتا ہے۔

(۲) اونچے پہاڑی سلسلے جو زیادہ تر وسط یورپ اور جنوب میں ہیں جن میں الپس اور Pyrenees کے نام زیادہ معروف ہیں۔

(۳) نیم پہاڑی ممالک جو شمالی یورپ میں ہیں یعنی سکینڈے نیوین ممالک اور برطانیہ۔

اس براعظم کی ایک جغرافیائی خصوصیت یہ ہے کہ دوسرے براعظموں کے مقابلہ میں اس کا رقبہ اس کے [illegible] زیادہ ہے اور کوئی حصہ بھی [illegible]

کو لگتا ہے اور سمندر کی کھاڑیاں اور خلیجیں خشکی کے اندر گئی ہوئی ہیں۔ یہ جغرافیائی پہلو ماضی میں سمندری سفر اور سمندری تجارت میں ممد رہا ہے۔

اس براعظم میں بعض بڑے اور چھوٹے دریا بھی ہیں جن میں مشرقی یورپ کے دریا وولگا۔ ڈان۔ Dnie- اور وسطی یورپ میں ڈینیوب -Dniepe (Rhone اور Po معروف ہیں۔ Rhine

حسن نظارہ اور دیگر پہلوؤں کے لحاظ سے اس براعظم کی جھیلیں بھی اہمیت رکھتی ہیں۔ ان جھیلوں کو تین جماعتوں میں بانٹا جا سکتا ہے :-

(۱) سکنڈے نیوین ممالک کی جھیلیں مثلاً سویڈن میں Weener ، Wetter اور Ma- اور ناروے میں lar اور Miosem Randsfjord

(۲) میدانی یورپ کی جھیلیں مثلاً Omega- اور Papus — dadoga اور Ilman جو روس میں ہیں

(۳) تیسری بار دیت کو الپس کی جھیلیں مثلاً اٹلی میں Maggiore ، Garda اور como ہنگری میں Balaton اور سوئٹزرلینڈ میں constance جنیوا اور Lucerone.

آب و ہوا

بحیثیت مجموعی یورپ کرۂ ارض کے شمالی معتدل (North Temperate Zone) خطہ میں ہے پھر اسے طور پر چار حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

(۱) شمال مغربی خطہ جو شمالی سپین سے فرانس ہوتے ہوئے ناروے تک پہنچ جاتا ہے۔ (۲) بحیرۂ روم کا خطہ (۳) وسطی یورپ (۴) مشرقی یورپ شمال مغربی خطہ میں موسم سرما ہلکا۔ اور موسم گرما خوشگوار طور پر ٹھنڈا ہوتا ہے۔ بارش بادل سارا سال ہی رہتے ہیں گو موسم خزاں میں سب سے زیادہ بارش ہوتی ہے۔

(۲) بحیرۂ روم کا خطہ موسم سرما بالکل ہلکا۔ اور موسم گرما گرم خشک ہوتا ہے۔ دھوپ میں شدت ہوتی ہے بارش کچھ موسم بہار میں اور کچھ موسم خزاں میں ہوتی ہے۔

(۳) وسطی یورپ نسبتاً اونچے پہاڑوں پر مشتمل ہے اس لئے موسم سرما ٹھنڈا Cold اور موسم گرما گرم ہوتا ہے۔ بارش زیادہ تر موسم گرما میں ہوتی ہے۔

(۴) مشرقی یورپ اپنے شدید ٹھنڈ موسم سرما اور برف کے لئے معروف ہے

براعظم یورپ ان اہم ممالک پر مشتمل ہے۔

البانیہ

یوگوسلاویہ یونان بحیرہ ایڈریاٹک اور بحیرۂ یونان کے درمیان گھرا ہوا یہ چھوٹا سا پہاڑی ملک ۴۳ فی صد جنگلات سے ڈھکا ہوا ہے۔ آب و ہوا بحیرۂ روم کے خطہ کی ہے۔ البانی زبان بولی جاتی ہے۔ ۶۵ فیصد آبادی مسلمان ہے۔ ۲۵ فیصد گریک آرتھوڈاکس چرچ

سے تعلق رکھنے والی اور باقی رومن کیتھولک ہے۔ جنرل انور ہوکسا کی قیادت میں سوشلسٹ حکومت قائم ہے۔ آبادی ۱۹ لاکھ ۴۴ ہزار ہے دارالسلطنت تیرانا ہے۔

آسٹریا

وسطی یورپ کا یہ ملک ۴ سوشلسٹ اور دو غیر سوشلسٹ ملکوں میں گھرا ہوا ہے ۹۸ فیصد آبادی جرمن زبان بولتی ہے۔ ۹۰ فی صد رومن کیتھولک اور ۶ فیصد پراٹسٹنٹ ہے۔ دارالسلطنت وی آنا۔ آبادی ۷۳ لاکھ ۲۴ ہزار ہے۔

بلجیم

شمالی مغربی یورپ کا یہ ملک چار غیر سوشلسٹ ممالک اور نارتھ سی سے گھرا ہوا ہے اس کے شمال میں Flemish اور جنوب میں فرانسیسی بولی جاتی ہے۔ دونوں سرکاری زبانیں ہیں۔ ۵۵ فی صد Flemish، ۴۵ فی صد فرانسیسی بولتے ہیں۔ کچھ جرمن بھی بولتے ہیں۔ غالب آبادی رومن کیتھولک ہے۔ دارالسلطنت برسیلز۔ آبادی ۹۶ لاکھ سے اوپر ہے۔

بلغاریہ

مشرقی بلقان کا یہ سوشلسٹ ملک دو سوشلسٹ دو غیر سوشلسٹ ممالک اور بحیرہ اسود سے گھرا ہوا ہے بلغارین زبان بولی جاتی ہے اکثر لوگ بلغارین آرتھوڈاکس کلیسیا سے تعلق رکھتے ہیں۔ مسلمان بھی خاصی تعداد میں ہیں۔

دارالسلطنت صوفیہ آبادی ۸۳ لاکھ سے اوپر ہے۔ مسلمان رہنما مفتی حسن آدمود ۶ لاکھ مسلمانوں کی راہنمائی کرتے ہیں۔

چیکوسلواکیہ

وسطی یورپ کا سوشلسٹ ملک ہے سوائے آسٹریا کے روس سمیت سب ہمسائے سوشلسٹ ہیں۔ آبادی ۶۵ فی صدی چیک اور ۲۸ فی صد سلواکس ہیں۔ چیک اور سلواکس دونوں سرکاری زبانیں ہیں۔ ۷۰ فی صد لوگ رومن کیتھولک اور ۱۵ فیصد پراٹسٹنٹ ہیں۔

ڈنمارک

یہ سکنڈے نیوین ملک ایک جزیرہ نما اور متعدد جزائر پر مشتمل ہے ڈینش زبان بولی جاتی ہے۔ ڈینش لوتھرن کلیسیا سرکاری حیثیت رکھتا ہے کچھ رومن کیتھولک اور Baptist بھی ہیں۔ دارالسلطنت کوپن ہیگن اور آبادی ۵۱ لاکھ ہے۔

فن لینڈ

شمالی یورپ کا ملک جس کی مشرقی سرحد پوری روس سے ملتی ہے۔ سرکاری زبانیں فنش اور سویڈش ہیں۔ ۹۳ فیصد لوگ Evangelical Lutheran کلیسیا سے تعلق رکھتے ہیں آبادی لاکھ ہے۔

فرانس

مغربی یورپ کا اہم اور معروف ملک ہے آبادی

۵ کروڑ ہے ۹۰ فی صد رومن کیتھولک ہیں۔ زبان فرانسیسی ہے دارالسلطنت پیرس ہے۔

مغربی جرمنی

براعظم یورپ کے عین وسط میں ۷ غیر سوشلسٹ اور ۵ سوشلسٹ ملکوں میں گھرا ہوا ہے۔ زبان جرمنی بولی جاتی ہے۔ نصف آبادی Evangelical church اور ۴۵ فیصد رومن کیتھولک ہیں۔ دارالسلطنت بون۔ آبادی ۶ کروڑ ہے

یونان

قدیم تہذیب کا یہ ملک تین سوشلسٹ ممالک اور مشرق میں ترکی سے متصل ہے یونانی زبان بولی جاتی ہے گریک آرتھوڈاکس کلیسیا، سرکاری حیثیت رکھتا ہے۔ دارالسلطنت ایتھنز اور آبادی ۸۴ لاکھ (کریٹ کی آبادی شامل ہے)۔

ہنگری

مشرقی یورپ کا سوشلسٹ ملک جس کے ہمسایوں میں روس بھی شامل ہے زبان Magyar ہے آبادی ایک کروڑ ۸۲۱۱ لاکھ ہے جن میں ۶۰ لاکھ رومن کیتھولک ہیں باقی ہنگرین ریفارمڈ چرچ، لوتھرن چرچ، ہنگرین آرتھوڈاکس چرچ سے تعلق رکھتے ہیں۔

آئس لینڈ

آتش فشاں مادہ سے بنا ہوا یہ جزیرہ بحر منجمد شمالی کی برف کی وجہ سے بہت ٹھنڈا ہے۔ زبان Icelandic ہے Evangelical Luthern کلیسا سرکاری حیثیت رکھتا ہے۔ ۹۶ فی صد آبادی اس سے تعلق رکھتی ہے۔ دارالسلطنت Reykjevik. اور آبادی ۲ لاکھ نفوس پر مشتمل ہے۔

جمہوریہ آئرلینڈ

برطانوی آئرلینڈ سے جغرافیائی طور پر ملحق مگر پوری طرح آزاد ملک ہے سرکاری زبان آئرش ہے مگر انگریزی بھی ملک گیر سمجھی جاتی ہے۔ سرکاری کاغذات دونوں زبانوں میں چھپتے ہیں۔ ۸۸ فی صد لوگ

رومن کیتھولک اور ۱۲ فی صد پراٹسٹنٹ ہیں۔ دارالسلطنت ڈبلن آبادی ۳۲ لاکھ ہے۔

اٹلی

جنوبی یورپ کا یہ جزیرہ نما ملک جو بحیرۂ روم میں پھیلا ہوا ہے۔ اٹالین زبان بولی جاتی ہے اور مشرقی اٹلی کے کچھ حصہ میں البانوی زبان بولنے والی ایک اقلیت ہے سرکاری مذہب رومن کیتھولک ہے۔ دارالسلطنت روم ہے۔ آبادی ۵ کروڑ ۳۶ لاکھ ہے۔

لکسمبرگ

فرانس اور جرمنی کے درمیان واقع ہے فرانسیسی اور جرمن دونوں سرکاری زبانیں ہیں ایک ملی جلی عوامی بولی بھی ہے۔ ۹۰ فیصد رومن کیتھولک اور ایک فی صد پراٹسٹنٹ ہیں۔ دارالسلطنت لکسمبرگ آبادی تقریباً ۴ لاکھ ہے۔

نیدر لینڈ

ہمارے ہاں ہالینڈ کے نام سے معروف مغربی یورپ کے اس ملک کا بہت سا حصہ سطح سمندر سے نیچے ہے۔ ڈچ زبان بولی جاتی ہے۔ ۴۰ فی صد رومن کیتھولک، ۴۰ فی صد پراٹسٹنٹ ہیں اور ۱۸ فیصد کسی مذہب سے متعلق نہ ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں ہیگ۔ دارالسلطنت ہے اور آبادی سوا کروڑ ہے۔

ناروے

سکنڈے نیوین ممالک میں مغرب میں واقع ہے زبان نارو جین ہے Evangelical luthern State church سرکاری حیثیت رکھتا ہے دارالسلطنت اوسلو Oslo آبادی ۴۰ لاکھ ہے۔

پولینڈ

مشرقی یورپ کا سوشلسٹ ملک ہے اکثریت رومن کیتھولک ہے۔ اس کے بعد پولش آرتھوڈاکس کلیسیا کے متبعین کی تعداد ہے۔ دارالسلطنت وارسا۔ آبادی ساڑھے تین کروڑ ہے۔

پرتگال

سپین کے جنوب مغرب میں اس ملک کی آبادی کی غالب اکثریت رومن کیتھولک ہے زبان پرتگالی اور دارالسلطنت لزبن ہے۔ آبادی تقریباً ۹۰ لاکھ ہے

رومانیہ

سوشلسٹ جمہوریہ رومانیہ روس اور دیگر سوشلسٹ ممالک میں گھرا ہوا ہونے کے باوجود سوشلسٹ بلاک میں ایک حد تک آزادانہ خارجہ پالیسی کا حامل ہے۔ اکثر لوگ رومانی آرتھوڈاکس کلیسیا سے تعلق رکھتے ہیں زبان Rumenian دارالسلطنت بخارسٹ اور آبادی دو کروڑ ہے۔

سپین

جنوب مغربی یورپ کا وہ ملک جس کا تذکرہ قلب مومن میں ارتعاش پیدا کرتا ہے اور قرطبہ، غرناطہ، طلیطلہ، کی اذانیں سنائی دینے لگتی ہیں۔ فرانس اور پرتگال کے درمیان یہ ملک ہے۔ رومن کیتھولک کلیسیا اب سرکاری حیثیت رکھتا ہے۔ زبان سپینش ہے آبادی ساڑھے تین کروڑ کے لگ بھگ ہے۔

سویڈن

شمالی مغربی یورپ کا یہ ملک سکینڈے نیویا میں شامل ملک بعض معاشی پہلوؤں کے اعتبار سے امریکہ سے بھی زیادہ ترقی یافتہ ہے۔ غالب مذہب لوتھرن سپرالسٹزم ہے دارالسلطنت سٹاک ہوم آبادی تقریباً ۸۰ لاکھ ہے۔

سوئٹزرلینڈ

حسن فطرت سے معمور یہ پہاڑی ملک وسط یورپ میں واقع ہے جرمن فرانسیسی کے علاوہ اطالین اور Romansh بھی سرکاری زبانیں ہیں۔ علی الترتیب ۷۲ فی صد ۲۰ فیصد ۶ فیصد اور ایک فی صد آبادی یہ زبانیں بولتی ہے۔ ۵۴ فیصد لوگ پراٹسٹنٹ اور ۴۲ فیصد رومن کیتھولک ہیں آبادی ۶۱ لاکھ ہے۔

ترکی

یہ ملک یورپ اور ایشیا دونوں براعظموں میں ہے آبنائے باسفورس ان کی حد بناتی ہے۔ زبانیں ترکی، کردستانی اور شام و عراق کی سرحد کے نزدیک عربی ہے دارالسلطنت انقرہ ہے آبادی ساڑھے تین کروڑ کے قریب ہے۔

روس

بین الاقوامی اشتراکیت کا قائد یہ ملک رقبہ کے لحاظ سے دنیا کا سب سے بڑا ملک ہے جو یورپ و ایشیا دونوں براعظموں میں پھیلا ہوا ہے۔ مغربی روس کا روایتی مذہب آرتھوڈاکس چرچ تھا اور دوسرے عیسائی اور مسلمان بھی بڑی تعداد میں ہیں۔ دارالسلطنت ماسکو ہے آبادی ۲۴ کروڑ ہے۔

برطانیہ

انگلستان، سکاٹ لینڈ ویلز پر مشتمل اس ملک کی زبان انگریزی ہے ویلز میں Welsh بھی خاصی بولی جاتی ہے۔ چرچ آف انگلینڈ سرکاری حیثیت رکھتا ہے۔ دوسرے کلیسیاؤں کے متبعین بھی ہیں۔ دارالسلطنت لندن اور آبادی ساڑھے پانچ کروڑ کے قریب ہے۔

شمالی آئرلینڈ

برطانیہ کے ساتھ مل کر یونائیٹڈ کنگڈم پر مشتمل ہے۔ زبان انگریزی ہے ہر تین نفوس میں دو پراٹسٹنٹ اور ایک رومن کیتھولک ہے۔ دارالسلطنت بلفاسٹ ہے۔ آبادی ۱۵ لاکھ ہے۔

یوگوسلاویہ

سوشلسٹ اور غیر سوشلسٹ ممالک میں گھرا ہوا یہ ملک بین الاقوامی سیاست میں بھی درمیانی حیثیت کا مالک ہے۔ سربوکروٹ زبان زیادہ بولی جاتی ہے۔ سلافونی اور چند دوسری علاقائی زبانیں ہیں ۲/۵ آبادی آرتھوڈاکس چرچ اور ۱/۳ رومن کیتھولک چرچ سے تعلق رکھتی ہے۔ مسلمانوں کی بھی خاصی تعداد ہے۔ دارالسلطنت بلگریڈ۔ آبادی سوا دو کروڑ سے زائد ہے۔

ان کے علاوہ براعظم یورپ میں چند چھوٹے چھوٹے ممالک یعنی سائپرس، Andorra، جبرالٹر، Liechtenstein، San Marino، مالٹا اور واٹیکن شامل ہیں۔

تاریخی خاکہ:

موجودہ یورپ کا نقطۂ آغاز کیا ہے۔ اس بارہ میں متعدد آراء ہو سکتی ہیں۔ خاکسار کی رائے میں ۱۴۵۳ء کا سال یہ نقطۂ آغاز قرار دیا جا سکتا ہے۔

ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قسطنطنیہ کے فاتح کو جنت کی بشارت دی تھی۔ ۱۴۵۳ء میں حضرت سلطان محمدؒ نے جو فاتح کے لقب سے معروف ہیں۔ یہ قدیم تاریخی شاہی شہر فتح کیا اور یہ فتح براعظم یورپ میں ایک ہلچل پیدا کرنے کا باعث ہوئی۔ شاہی دربار کے علماء شہر چھوڑ کر یورپ میں پھیل گئے۔ ان کے درس و تدریس کے ذریعہ Reniasence یعنی تحریک احیائے علوم کا آغاز ہوا۔ ۱۴۹۲ء میں کولمبس نے نئی دنیا کا ایک دفعہ پھر انکشاف کیا۔ ۱۴۹۸ء میں ابن ماجد نے واسکوڈی گاما کو یورپ سے ہندوستان کا بحری راستہ دکھایا۔ تحریک احیائے علوم کے نتیجہ میں رومن کیتھولک کلیسیاء کی مضبوط طاقت کے خلاف تحریکات کا آغاز ہوا جن میں ۱۶۱۶ء میں لوتھر نے نمایاں کردار انجام دیا۔ ۱۷۸۹ء میں انقلاب فرانس نے قدیم یورپ کے در و دیوار ہلا ڈالے جس کی ناکامی بالآخر نپولین کی اٹھان اور وسیع فتوحات پر منتج ہوئی ۱۸۱۵ء میں واٹرلو کی لڑائی میں نپولین کی شکست نے برٹش امپائر کی وسعت کیلئے راستہ ہموار کیا۔

اٹھارویں صدی کے نصف اول میں چھاپہ خانہ کی ایجاد اور انیسویں صدی کے نصف اول میں کیمرہ کی ایجاد موجودہ یورپ کی نشوونما کے اہم مراحل ہیں۔

۱۷۶۹ء میں برطانیہ میں بھاپ کی طاقت کے استعمال کی ابتداء صنعتی انقلاب کا نقطۂ آغاز بنی اور یہ انقلاب انیسویں صدی میں تمام یورپ پر چھا گیا اور صنعتی اور سائنسی ترقیات پر منتج ہوا اور یورپین استعماری طاقتوں کے مشرق میں وسیع نفوذ کا باعث بنا۔ بیسویں صدی کے شروع کے اہم واقعات میں پہلی عالمگیر جنگ اور روس میں سرخ انقلاب کا ظہور ہے اور اسی صدی کے نصف کے قریب دوسری عالمگیر جنگ۔ ایٹمی توانائی کا استعمال اور مشرقی یورپ میں روسی افواج کی موجودگی کی وجہ سے سوشلسٹ حکومتوں کا قیام اہم واقعات میں سے ہیں۔ دوسری عالمگیر جنگ کے بعد معاہدۂ وارسا۔ معاہدۂ بحر اوقیانوس اور مشترکہ معاشی منڈی کا قیام اور غیر سوشلسٹ ممالک میں مضبوط اشتراکی پارٹیوں کی تشکیل اس دور کے ممتاز واقعات قرار دیئے جا سکتے ہیں۔

"آرہا ہے اس طرف احرارِ یورپ کا مزاج"

انتخاب از کلامِ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام

کیوں عجب کرتے ہو گر میں آگیا ہو کر مسیح
خود مسیحائی کا دم بھرتی ہے یہ بادِ بہار

آسماں پر دعوتِ حق کیلئے اک جوش ہے
ہو رہا ہے نیک طبعوں پر فرشتوں کا اُتار

آرہا ہے اس طرف احرارِ یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مُردوں کی ناگہ زندہ وار

کہتے ہیں تثلیث کو اب اہلِ دانش الوداع
پھر ہوئے ہیں چشمۂ توحید پر از جاں نثار

باغ میں ملّت کے ہے کوئی گلِ رعنا کھلا
آئی ہے بادِ صبا گلزار سے مستانہ وار

آرہی ہے اب تو خوشبو میرے یوسف کی مجھے
گو کہو دیوانہ میں کرتا ہوں اُس کا انتظار

ہر طرف ہر ملک میں ہے بت پرستی کا زوال
کچھ نہیں انساں پرستی کو کوئی عزّ و وقار

آسماں سے ہے چلی توحیدِ خالق کی ہوا
دل ہمارے ساتھ ہیں گو منہ کریں بک بک ہزار

اِسْمَعُوا صَوْتَ السَّمَاءِ جَاءَ الْمَسِيحُ جَاءَ الْمَسِيحُ
نیز بشنو از زمیں آمد امامِ کامگار

آسماں بارد نشان الوقت میگوید زمیں
ایں دو شاہد از پئے من نعرہ زن چوں بیقرار

(درثمین)

سکنڈے نیویا اور اشاعت اسلام

قطب شمالی کے برفانی خطوں میں

دعوتِ اسلام

جنابِ منیر الدین احمد صاحب سابق مبلغ سویڈن و ناروے

سکنڈے نیویا میں جماعت احمدیہ کے ذریعہ تبلیغ اسلام ڈنمارک، سویڈن، ناروے، اور آئس لینڈ کے علاقوں میں ہو رہی ہے جو شمالی یورپ کا حصہ ہیں یہاں رہنے والے لوگوں کی اکثریت کا مذہب عیسائیت ہے۔ ۱۹۵۶ء سے قبل یہاں کبھی تبلیغ اسلام نہیں ہوئی۔ نہ ہی مقامی لوگوں میں اسلام پھیلا۔ البتہ یہ پتہ لگتا ہے کہ کسی وقت بعض عرب تاجر یہاں آئے تھے۔ مگر ان کی تبلیغ کا کوئی سراغ نہیں ملتا۔

سویڈن کے جزیرہ گوٹ لینڈ میں گذشتہ سال زمین کی کھدائی کے موقعہ پر کچھ سکے دستیاب ہوئے جن پر عربی عبارت لکھی ہے۔ یہ سکے اس بات کی نشان دہی کرتے ہیں کہ یا تو عرب اس علاقہ میں آئے یا یہاں کے لوگ عرب ممالک کی طرف گئے اور یہ سکے اپنے ساتھ لائے۔

سکنڈے نیویا میں تبلیغ اسلام کا ذکر کرنے سے پہلے بعض پیشگوئیوں کا بیان کرنا مناسب ہوگا جن میں سکنڈے نیویا میں اسلام سے متعلق بعض اشارات ملتے ہیں۔

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کے زمانہ کے متعلق پیشگوئی فرمائی تھی کہ اس زمانہ میں "کبھی ایک دن ایک سال کے برابر ہوگا۔ کبھی دن ایک مہینہ کے اور کبھی دن ایک ہفتہ کے برابر۔" ایسے علاقوں میں نماز اور روزہ کے متعلق حضورؐ نے فرمایا کہ "تمہیں اندازہ سے کام لینا چاہیئے"

اس حدیث میں اشارۃً یہ پیشگوئی تھی کہ مسیح کے زمانہ میں ایسے علاقوں کے لوگ اسلام قبول کریں گے نماز اور روزہ کا التزام کرنے لگیں گے۔ جہاں اوقات کی تعیین طلوع اور غروب آفتاب کی بجائے اندازہ سے کرنی ہوگی۔ چنانچہ سکنڈے نیویا میں بعض علاقے ایسے

ہیں جہاں دن رات ہفتوں اور مہینوں لمبے ہوتے ہیں۔ ناروے کے ہمارے احمدی بھائی نور احمد بولستاد اسی علاقہ کے رہنے والے ہیں۔ احمدی ہونے کے بعد انھوں نے کئی سال اس علاقہ میں گزارے اور اندازہ سے ہی نماز و روزہ کا اہتمام کرتے رہے۔ اب وہ اوسلو میں منتقل ہو چکے ہیں

اسی طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ مسیح موعودؑ کو جب دیکھنے کا موقعہ نصیب ہو تو اس کی بیعت کرنا۔ خواہ گھٹنوں کے بل برف پہ پھسل کر اس کے پاس جانا پڑے۔ سکنڈے نیویا کے بعض علاقوں میں سال کا بیشتر حصہ برف رہتی ہے اور لوگ وہاں چلنے کی بجائے برف پر پھسلتے ہیں۔ پس اس حدیث میں بھی اشارہ تھا کہ ان برفانی علاقوں میں مسیح موعودؑ کے طفیل اسلام پھیلے گا۔ اور ان علاقوں کے سفید روحانی پرندے۔ طیور ابراہیمی، مسیح محمدیؑ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے برف کے پہاڑی علاقوں کو عبور کرتے ہوئے اس کے مرکز کی طرف اڑتے چلے آئیں گے۔ اور

یہ نظارہ جلسہ سالانہ پر آنے والی ان علاقوں کی سعید روحوں کے وجود میں پورا ہوتا ہوا ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک!

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے آخری زمانہ میں مغرب کی طرف سے اسلام کا سورج نکلنے کی بھی پیشگوئی فرمائی تھی - پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک کشف میں بھی لندن میں تقریر کرتے اور بہت سے سفید پرندے پکڑنے کا ذکر ہے جو چھوٹے چھوٹے درختوں پر بیٹھے ہوتے تھے۔ جس سے مراد یہ ہے کہ انگلستان کے علاوہ یورپ کے باقی ملکوں میں بھی حضورؑ کے ماننے والوں کی جماعت پیدا ہوگی۔ چھوٹے چھوٹے درختوں سے مراد چھوٹی چھوٹی ریاستیں ہیں جیساکہ سکنڈے نیویا کی حکومتیں آبادی کے لحاظ سے چھوٹی چھوٹی ریاستیں ہی ہیں۔

چنانچہ ۱۹۲۴ء میں ویمبلے کانفرنس میں شرکت کے بعد دوبارہ ۱۹۵۵ء میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ جب یورپ تشریف لے گئے تو لندن میں بیٹھ کر حضورؓ نے تبلیغ اسلام کی جو سکیم بنائی اس میں یہ بھی تجویز فرمایا کہ سکنڈے نیویا میں مشن کھولا جائے ۱۹۴۲ء کے ایک مکتوب سے بھی پتہ چلتا ہے کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کو ایک کشف میں بتایا گیا تھا کہ ناروے، سویڈن اور فن لینڈ کے لوگ مبلغ کے منتظر ہیں

سکنڈے نیویا کا مشن یورپ میں عہد خلافت ثانیہ کا آخری مشن ہے یہاں کی تبلیغی کوششوں کو دو ادوار میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ ایک خلافت ثانیہ کا بابرکت دور اور دوسرا خلافت ثالثہ کا تاریخی دور۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے ۱۹۵۶ء میں اس مشن کا آغاز فرمایا اور مکرم سید کمال یوسف صاحب کو سکنڈے نیویا کا پہلا مبلغ بنا کر بھیجا۔ حضورؓ کے زمانہ خلافت میں ناروے کے شہر اوسلو، سویڈن کے شہر شاک ہالم اور مالمو اور ڈنمارک کے شہر کوپن ہیگن میں

جماعتیں قائم ہوئیں۔ اور بھی کئی شہروں میں اکا دُکا لوگوں نے اسلام قبول کیا۔ ترجمہ و تفسیر قرآن مجید کے کام کا آغاز ہوا۔ مشن کو اتنی وسعت ہوئی کہ ایک مرکزی مبلغ کے علاوہ تین سکنڈے نیوین نو احمدی یعنی عبد السلام صاحب میڈسن ڈنمارک میں، الحاج سیف الاسلام محمود آرکسن سویڈن میں اور نور احمد بولستاد صاحب ناروے میں اعزازی مبلغ کے طور پر کام کرنے لگے۔ چندہ عام، چندہ تحریک جدید باشرح دینے والوں کے علاوہ یورپ کے اولین موصی بھی یہیں پیدا ہوئے۔ ماہنامہ "ایکٹو اسلام" (Aktive Islam) الحاج محمود ارکسن صاحب کی ادارت میں تین زبانوں جاری ہوا مسجد کوپن ہیگن کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ مکرم وکیل التبشیر صاحب تین دفعہ ان علاقوں کا دورہ کرنے تشریف لے گئے۔ یورپین مشنوں کی کانفرنس اور سکنڈے نیوین احمدیوں کا جلسہ سالانہ ہوا۔ حضرت سیدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا یہاں تشریف لائیں۔ تین مخلص سکنڈے نیوین احمدیوں کو حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔

دوسرا دور خلافت ثالثہ کا ہے جو دو حصوں میں بٹا ہوا ہے۔ اس مبارک عہد کے پہلے حصہ میں ترجمہ قرآن مجید ڈینش زبان میں مکمل ہو کر شائع ہوا (سویڈش ترجمہ قرآن مجید شروع ہے) ۱۹۶۷ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد نصرت جہاں کوپن ہیگن کا افتتاح فرمایا۔ اس موقعہ پر بارہ عیسائی پادریوں کو سورۃ فاتحہ کے مقابلہ کا انعامی چیلنج دیا ایک طرف قبولیت اسلام اور دوسری طرف اس کی منظم مخالفت کا دور شروع ہوا۔ سویڈش خاتون فاتنہ خان صاحبہ نے اسلام قبول کیا۔

حضور کی تحریک وقف عارضی پر لبیک کہتے ہوئے یورپ کے احمدیوں میں سب سے پہلے سکنڈے نیوین احمدی غلام احمد عودہ نے تین ہفتہ کے لئے وقف عارضی کیا۔

مکرم و محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب نے تحریک وقف عارضی کے تحت اپنا عرصہ قیام کوپن ہیگن میں گزارا اور آپ کو سکنڈے نیوین چرچ کانفرنس کے حاضرین کو خطاب کرنے کا موقعہ ملا۔ یورپ کے احمدیوں میں سب سے پہلے ایک سکنڈے نیوین احمدی کو حضور کی اجازت سے حج کی توفیق ملی۔ حضور کے ارشاد پر آئس لینڈ کا تبلیغی دورہ پہلی مرتبہ مکرم کمال یوسف صاحب نے کیا۔ الحاج محمود آرکسن صاحب کی دعاؤں۔ کوششوں اور تعاون سے گوٹن برگ میں یوگو سلاو مسلمانوں کا ایک گروہ بیعت کرکے جماعت میں داخل ہوا۔ حضور نے مکرم سید میر مسعود احمد صاحب جیسے مخلص مبلغ کو ڈنمارک بھجوایا۔ مکرم سید جواد علی صاحب کو بھی وہاں کام کرنے کا موقعہ ملا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فیصلہ فرمایا کہ سویڈن میں الگ مشن کھول کر مزید مرکزی مبلغ بھجوایا جائے۔ چنانچہ یہ شرف بھی مکرم سید کمال یوسف صاحب کو حاصل ہوا جنہوں نے ۱۹۷۰ء میں سویڈن میں مشن کھولا۔ ۱۹۷۳ء میں خاکسار کو بھجوایا گیا اور مکرم کمال یوسف صاحب

ہو کر ہی واپس تشریف لائے۔

اس کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ تین بار سکنڈے نیویا تشریف لے گئے اور سویڈن کی مسجد کا منصوبہ پیش فرمایا۔ مسجد کا سنگ بنیاد رکھا اور پھر افتتاح بھی فرمایا۔ سویڈن کے احباب جلسہ سالانہ میں شریک ہونے لگے۔ مزید لوگ اسلام و احمدیت جماعت میں شامل ہوئے اور سویڈن و ناروے میں جماعت کو زیادہ وسیع کام حاصل ہوا۔ ایک نہایت ہی مخلص سویڈش دوست جماعت کو ملے۔ جن کا نام حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جعفر تجویز فرمایا۔ مگر افسوس کہ وہ چھ ماہ بعد ایک حادثہ کا شکار ہو کر اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ؕ

اب دو مبلغ سویڈن میں کام کر رہے ہیں۔ مکرم سید کمال یوسف صاحب اور مکرم صبیح اللہ زاہد صاحب تبلیغ اسلام کے اس اجمالی خاکہ کی بعض تفصیلات یہ ہیں:۔

نشر و اشاعت:

تبلیغ اسلام کی ایک بڑی مہم نشر و اشاعت ہے بفضلہ تعالیٰ سکینڈے نیویا کے احمدی بھائیوں نے اس علمی جہاد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہے مکرم نور احمد صاحب بولستاد نے نارویجن زبان میں اسلام کی بنیادی تعلیم پر ایک پمفلٹ، دیباچہ تفسیر القرآن کے ایک حصہ کا ترجمہ، ہماری تعلیم اور اسلام کی حمایت میں متعدد مضامین اخبارات میں لکھے۔ مکرم محمود ایڈسن صاحب نے سویڈش زبان میں متعدد پمفلٹوں۔ نماز مترجم، اسلامی تعلیم کا خاکہ، اخبارات میں متعدد مضامین اور رسالہ "ایکٹو اسلام" کی ادارت کے اہم کام کے علاوہ قرآن مجید کے تقریباً ½ حصہ کا ترجمہ عیسائی طلباء کے نصاب کے لئے کیا۔ اسی طرح ہماری سویڈش بہن قانتہ خان صاحبہ نے بہت سی کتب کا ترجمہ سویڈش زبان میں کیا۔ جن میں "احمدیت کا پیغام"۔ "چالیس جواہر پارے"۔ "حقوقِ نسواں"۔ "مسلمان اور عیسائی کے درمیان مکالمہ" وغیرہ شامل ہیں۔ اس کے علاوہ قرآن مجید کا سارا ترجمہ اور کچھ تفسیر کا حصہ بھی آپ نے ترجمہ کیا ہے جو ابھی تک چھپ نہیں سکا۔ مسجد ناصر گوٹن برگ کے افتتاح کے موقعہ پر "ایک مسلمان اور عیسائی کے درمیان مکالمہ" کا سویڈش ترجمہ ایک ہزار کی تعداد میں طبع کر کے تقسیم کیا گیا۔ ڈینش زبان میں اسلام کی حمایت میں کئی احمدیوں کے مضامین اخبارات میں چھپے ہیں۔ جن کا سلسلہ بہت وسیع ہے۔ نماز، سیرۃ النبیؐ اور ترجمہ و تفسیر قرآن مجید کی وسیع اشاعت ہوئی ہے۔

قرآن مجید کا ڈینش ترجمہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی اجازت اور حوصلہ افزائی سے ڈنمارک کے پہلے احمدی مکرم عبدالسلام میڈسن صاحب نے ۱۹۶۰ء میں شروع کیا تھا۔ ۱۹۶۷ء کے ماہ رمضان میں (جو نزولِ قرآن کا مہینہ ہے) خدا کے فضل سے مکمل ہو کر چھپ گیا۔ اس ترجمہ سے پہلے کوئی مکمل ترجمہ اس زبان میں موجود نہ تھا۔ اس اعتبار سے یہ ترجمہ اولیت کا درجہ رکھتا ہے۔

ترجمہ چھپنے پر ایک کاپی ہوائی ڈاک کے ذریعہ
حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی خدمت اقدس میں بھجوائی
گئی۔ حضور نے بذریعہ تار خوشنودی کا اظہار فرمایا اور
مبارکباد دی۔ شاہ فیصل، شاہ حسین، شاہ
ایران اور جمال عبدالناصر نے بھی مبارکباد کے خطوط
لکھے۔ ترجمہ پر بہت سے تبصرے لکھے گئے۔ ایک عیسائی
پادری کارل ایرک دبن برگ نے لکھا:۔

"عبدالسلام میڈسن تعریف کے
مستحق ہیں۔ اکثر ممالک میں ترجمہ قرآن
مجید مل جاتا ہے۔ مگر ڈینش لوگ لمبا
عرصہ تک اس سے غافل رہے۔ میری
خواہش ہے کہ یہ کتاب اور اس کا پیغام
خواص و عوام سب پڑھیں کیونکہ یہ کتاب
عیسائی کلیسیا کو سب سے بڑا چیلنج
ہے۔"

مسجد نصرت جہاں:

جماعت احمدیہ کی یہ مسجد ڈنمارک کے دارالخلافہ کوپن ہیگن میں واقع
ہے اور کئی ایک وجوہات کی بناء پر بہت اہمیت کی حامل
ہے۔ یہ سکنڈے نیویا کی پہلی مسجد ہے۔ اس کی بنیاد
حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں رکھی
گئی جس میں حضورؓ کی دعائیں اس کے شامل حال تھیں
پھر خلافت ثالثہ کی دعاؤں سے بھی اس مسجد نے وافر
حصہ پایا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ
تعالیٰ نے خود ۱۹۶۷ء میں کوپن ہیگن تشریف لے جا کر
اس کا افتتاح فرمایا اور مسجد کا نام حضرت اماں جان
نصرت جہاں بیگم (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے اسم گرامی
پر نیک فال کے طور پر "مسجد نصرت جہاں" رکھا۔ یہ مسجد
واقعی نصرت دین کا موجب ثابت ہوئی ہے۔ اس مسجد
کی زمین حاصل کرنے میں کافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا
زمین حاصل ہونے کے بعد باوجود مشکلات کے کام
شروع کر دیا گیا اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ
عنہ کے ارشاد کے مطابق ۶ مئی ۱۹۶۶ء جمعہ کے
مبارک دن مسجد مبارک قادیان کی ایک مبارک اینٹ
جس پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
دعا فرمائی تھی۔ انتہائی عاجزانہ دعاؤں کے ساتھ محراب
مسجد کی بنیاد میں صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب
وکیل التبشیر نے رکھی۔

تعمیر مسجد کے اخراجات کے لئے اللہ تعالیٰ نے
یہ انتظام فرمایا کہ خلافت ثانیہ کے پچاس سالہ کامیاب
دور پر بطور شکرانہ لجنہ اماء اللہ مرکزیہ نے یہ فیصلہ
کیا کہ وہ یورپ میں ایک مسجد کی تعمیر کے لئے رقم پیش
کریں گی۔ چنانچہ صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ حضرت مریم
صدیقہ مدظلہا کی تحریک پر ممبرات لجنہ نے اپنی جماعتوں
کی امتیازی شان کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایسی عظیم الشان
قربانی کا نمونہ پیش کیا کہ اس زمانہ میں اس کی مثال
نہیں ملتی۔ اللہ تعالیٰ صحابیات کی مثال زندہ کرنے
والی ان خواتین کو بہت اجر عطا فرمائے۔ آمین!

تاریخ احمدیت کا یہ پہلا موقعہ تھا کہ حضرت
خلیفۃ المسیح الثالث نے مسجد نصرت جہاں کے افتتاح

کے لئے یورپ کا سفر اختیار فرمایا - اور سکنڈے نیویا میں
تاریخ اسلامی کے ایک عظیم الشان دور کا آغاز کرنے
کے لئے آپ بنفس نفیس ——— کوپن ہیگن تشریف
لائے اور ۲۱ جولائی ۱۹۶۷ء جمعہ کے روز متضرعانہ دعاؤں
کے ساتھ (جن میں ساری دنیا کی جماعتیں شامل تھیں)
مسجد نصرت جہاں کا افتتاح فرمایا۔

عیسائی پریس بھی اس بات کی گواہی پر مجبور
ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نصرت جہاں مسجد کو قبول فرما کر
برکت بخشی۔ "VALBYBLADET" کا ایڈیٹر
اس موقع پر رقمطراز ہے :۔

"یوں تو سب ہی مساوات کے حامی
ہیں۔ مگر اس کا عملی ظہور شاذ ہی دیکھنے
میں آتا ہے۔ اگر شاہ ایران بھی ایران
سے سکنڈے نیویا کی پہلی مسجد "نصرت
جہاں" کے افتتاح کے لئے آتے تو وہ
مجبور ہوتے کہ اُسی جگہ بیٹھیں جو
انہیں خالی نظر آتی۔ اگر تاخیر سے آتے
تو ان کو اس خوب صورت مسجد میں
جو پہلے ہی بھری ہوئی تھی پچھلی صفوں
میں جگہ ملتی۔ پھر مساوات کا اس سے
بھی اظہار ہوتا ہے کہ مدعو اور غیر مدعو
سب نے اس کھانے سے حصہ لیا جو
افتتاح کے موقعہ پر پیش کیا گیا......

..... اس مسجد میں امیر و غریب کی کوئی
تمیز نہ تھی۔ مسجد میں ایران کے سفیر،
سفیر غانا اور سفیر پاکستان ایسے لوگوں
کے ساتھ کندھے سے کندھا ملائے
کھڑے تھے جن کو وہ جانتے بھی نہ تھے"

سویڈن مشن :

خلافت ثالثہ کے مبارک دور کا دوسرا مرحلہ
۱۹۷۰ء سے شروع ہوتا ہے جبکہ سویڈن اور ناروے
کے لئے علیحدہ مشن قائم کیا گیا۔ مکرم کمال یوسف
صاحب نے کرایہ کی ایک عمارت میں اپنا مرکز بنایا جس
کا ایک کمرہ بطور دفتر اور ایک کمرہ بطور مسجد استعمال
ہوتا تھا۔ اس طرح سویڈن کے نو مبائعین کو اپنا مبلغ
اور مرکز مل گیا۔ احمدی یوگوسلاو دوستوں کے علاوہ غیر
از جماعت یوگوسلاو۔ ترکی اور پاکستانی باشندے بھی
نماز جمعہ، عیدین اور دیگر اصلاحی تقاریب میں شمولیت
کے لئے احمدیہ مرکز میں آنے لگے۔

۱۹۷۳ء سے ۱۹۷۶ء تک کا زمانہ سکنڈے نیویا
کے لئے عموماً اور سویڈن کے لئے خصوصاً انوارِ الٰہیہ
جذب کرنے کا زمانہ ہے۔ تاریخ احمدیت میں یہ زمانہ
سویڈن کا سنہری دور کہلانے کا مستحق ہے۔ اس زمانہ
میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث تین مرتبہ سکنڈے
نیویا تشریف لے گئے۔ تینوں مرتبہ سویڈن اور
ڈنمارک کا دورہ فرمایا اور دو دفعہ ناروے میں قدم
رنجہ فرمایا اور خاکسار کو اس عرصہ میں سویڈن اور
ناروے میں خدمت بجا لانے کی سعادت نصیب
ہوئی۔ (فالحمد للہ)

۱۹۷۳ء میں حضور نے سویڈن کے یوگوسلاو احباب کو شرف ملاقات بخشا اور انھیں پہلی مرتبہ مہدی موعودؑ کے ایک خلیفہ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا جس سے نہ صرف ان کے ایمان میں اضافہ ہوا بلکہ عملی رنگ میں بھی وہ ترقی کی راہ پر گامزن ہو گئے۔ غیر از جماعت دوستوں کو بھی حضور کی زیارت کا موقعہ میسر آیا۔ پریس کانفرنس سے حضور نے خطاب فرمایا اس طرح ملک میں جماعت احمدیہ کا مزید تعارف ہوا۔ بعد ازاں وہاں کے ایک مذہبی گروہ نے ایک کتاب چھاپی جس میں اسلام کی نمائندگی کے لئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تقریر "میں اسلام کو کیوں مانتا ہوں؟" سویڈش زبان میں شائع کی گئی۔

۱۹۷۳ء کے جلسہ سالانہ سے پہلے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اعلان فرمایا کہ ———

"اب ہر سال جلسہ سالانہ پر بیرونی ممالک کے نمائندے بھی وفود کی صورت میں شامل ہوا کریں گے ———"

چنانچہ حضور کے اس ارشاد کی تعمیل میں سکنڈے نیویا کے تین ممبر جلسہ سالانہ ۱۹۷۳ء میں شامل ہوئے۔ مکرم عبدالسلام میڈسن صاحب، مکرم عزت اولیویچ صاحب اور بہن خانتہ خان صاحبہ۔

اس کے بعد بھی سکنڈے نیویا کے نمائندے شامل ہوتے رہے جن میں مکرم شعیب موسیٰ صاحب مکرم جمال ترکوویچ صاحب، مکرم خالد ڈولوویچ صاحب اور نور احمد صاحب بولستاد شامل ہیں۔

مسجد ناصر

اسی موقعہ پر حضور نے مسجد کیلئے زمین حاصل کرنے کا ارشاد فرمایا۔ چنانچہ تعمیل ارشاد میں کمیون (میونسپلٹی) سے زمین حاصل کرنے کی درخواست کی گئی۔ حصول زمین میں کئی قسم کی رکاوٹیں حائل ہو گئیں۔ مگر حضور کی توجہ اور دعا کے نتیجہ میں ایک سال کی تگ و دو کے بعد شہر کے ایک اونچے محلہ میں پہاڑی کے اوپر ایک قطعۂ زمین مل گیا۔ جو کہ نہایت عمدہ اور موزوں جگہ پہ واقع ہے۔ یہاں سے سارا شہر نظر آتا ہے۔ یہ قطعہ ۱۰ کنال کا ہے۔

گوٹن برگ میں زمین ملنے کے بعد ایک سویڈش آرکیٹیکٹ سے رابطہ قائم کیا گیا اور ایک ٹھیکیدار سے بھی بات کی گئی۔ نقشہ تیار ہونے پر حضور ایدہ اللہ سے درخواست کی گئی کہ حضور مسجد کی بنیاد اپنے دست مبارک سے رکھیں۔ حضور ان دنوں لندن میں علاج کے لئے تشریف فرما تھے۔ چنانچہ حضور نے یہ درخواست منظور فرماتے ہوئے دوسری بار سویڈن کی سرزمین کو اپنے مبارک قدموں سے نوازا اور ۲۷ ستمبر ۱۹۷۵ء کو سویڈن کی پہلی اور سکنڈے نیویا کی دوسری مسجد کا سنگ بنیاد رکھا۔

بنیاد میں رکھی جانے والی اینٹ مسجد مبارک قادیان کی اینٹ تھی۔ حضور نے یہ اینٹ رکھنے کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی "اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ" والی انگوٹھی (جو حضور پہنے

ہوئے تھے) اینٹ پر رکھ کر زیر لب دعا فرمائی۔ ازاں بعد حضرت بیگم صاحبہ، حضور کے قافلہ کے ممبران، وہاں پر موجود مبلغین، جماعتوں کے صدر صاحبان، لجنہ اور خدام الاحمدیہ کے نمائندگان نے باری باری ایک ایک اینٹ حضور کے ارشاد کی تعمیل میں رکھی۔ جس کے بعد حضور نے اجتماعی دعا کرائی۔ دعا کے بعد حضور نے اعلان فرمایا کہ ——— "یہ مسجد صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ سے تعمیر ہوگی اور فنڈ کی بھی وہ رقم جو یورپ اور امریکہ میں جمع ہوگی۔ پاکستان سے کوئی رقم اس مسجد کے لئے نہیں منگوائی جائے گی۔"

اس تقریب میں احباب جماعت کے علاوہ غیر از جماعت لوگ بھی مدعو تھے۔ احمدی احباب سویڈن کے علاوہ ڈنمارک، ناروے، جرمنی اور انگلستان سے تشریف لائے تھے۔ آرکیٹیکٹ اور کنٹریکٹر بھی موجود تھا۔ مسجد بنانے کے لئے کنٹریکٹر سے ٹھیکہ کرنا تھا اس ضمن میں کنٹریکٹر ہم سے ضمانت مانگتا ہے۔ حضور سے ملاقات کے دوران حضور نے اسے تبلیغ بھی کی۔ بعد میں حضور نے اس سے پوچھا کہ: ———

"کیا مجھ سے ملنے کے بعد بھی آپ کو کسی ضمانت کی ضرورت ہے؟"

تو حضور کی شخصیت سے متاثر ہو کر اس نے کہا کہ:-

"آپ سے ملنے کے بعد مجھے کسی ضمانت کی ضرورت نہیں۔ میں بغیر ضمانت کے مسجد کا کام کروں گا۔"

چنانچہ اس نے مسجد کا کام نہایت اچھے رنگ میں سرانجام دیا اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بھی ان کا خاص خیال رکھا اور رہیں ہدایت فرمائی کہ کنٹریکٹر کے بل باقاعدگی سے بروقت ادا ہوں۔ نیز حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ذاتی دلچسپی لے کر بھی رقوم کی بروقت فراہمی کا انتظام فرمایا۔

مجلس کے سنگِ بنیاد کے موقع پر بھی کافی چرچا ہوا۔ ۳۲ اخبارات نے مسجد کے سنگِ بنیاد کی خبر تصاویر کے ساتھ شائع کی۔ ۱۴ یوگوسلاو دوستوں نے حضور کے ہاتھ پر بیعت کی جن میں آٹھ مرد اور چھ خواتین شامل ہیں۔ حضور کے لندن تشریف لے جانے کے بعد ایک سویڈش دوست نے گوٹن برگ میں اور ۱۰ مزید یوگوسلاو دوستوں نے Helsingborg شہر میں بیعت کی۔

گوٹن برگ میں مسجد کی بنیاد رکھنے کے بعد حضور ناروے کے دارالخلافہ اوسلو تشریف لے گئے اور ایک رات وہاں قیام فرمایا۔ وہاں پر ہمارے پاکستانی دوستوں پر مشتمل جماعت اور ایک نارویجین خاندان بھی ہے۔ حضور نے دوستوں کو شرفِ ملاقات بخشا اور خطاب سے نوازا۔ اس موقعہ پر ہمارے نارویجین بھائی نور احمد بولستاد خوشی سے پھولے نہ سماتے تھے انھوں نے حضور کی خدمت میں ایڈریس پیش کرتے ہوئے حضور کو ناروے میں پہلی مرتبہ تشریف لانے پر خوش آمدید کہتے ہوئے بے حد خوشی کا اظہار کیا۔ اور حضور کی خدمت میں درخواستِ دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ان کے ہم وطنوں کو جلد اسلام قبول کرنے کی توفیق دے۔

حضور نے اپنے خطاب میں آنموصوف کو بشارت

دی کہ انشاء اللہ جلد اسلام اس علاقہ میں پھیلے گا۔

اور فرمایا کہ :۔

"آپ کی قوم نے عیسائیت قبول
کرنے میں دیر کی تھی مگر مجھے امید ہے
کہ اسلام قبول کرنے میں آپ کے
لوگ دیر نہیں کریں گے۔ انشاء اللہ!"

آٹھ ماہ کی مدت میں ۲۵ لاکھ روپیہ کی لاگت سے یہ مسجد تیار ہوگئی۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس مسجد کا نام "مسجد ناصر" منظور فرمایا اور پھر تیسری مرتبہ سویڈن تشریف لاکر اس ملک کی پہلی مسجد کا افتتاح ۲۰ اگست ۱۹۷۶ء بروز جمعۃ المبارک نماز جمعہ پڑھا کر فرمایا۔ جمعہ کی اذان یوگوسلاو احمدی اور جماعت احمدیہ گوٹن برگ کے صدر محترم شعیب موسیٰ صاحب نے دی۔

خطبہ جمعہ میں حضور نے اعلان فرمایا کہ :۔

گو یہ مسجد ہم نے بنائی ہے۔ لیکن ہم
اس کے صرف نگران ہیں۔ مگر مالک
اس کا اللہ تعالیٰ ہے۔ اس لئے اس
مسجد کے دروازے ہر وقت اور
ہر اس شخص کے لئے کھلے ہیں جو خدائے
واحد کی عبادت کرنا چاہے۔ خواہ
وہ کوئی بھی مذہب یا عقیدہ رکھتا ہو

افتتاحی تقریب میں قریباً ایک ہزار کی حاضری تھی آدھے سویڈش لوگ تھے اور آدھے احمدی جو مختلف ممالک سے اس مبارک تقریب میں شامل ہونے کے لئے تشریف لائے تھے۔ انگلستان، جرمنی، ڈنمارک، ناروے، پاکستان، مشرقی افریقہ، سائپرس، انڈونیشیا، اور امریکہ کے نمائندے اس میں شامل ہوئے (پاکستان سے مکرم و محترم ملک سیف الرحمٰن صاحب مفتی سلسلہ احمدیہ و پرنسپل جامعہ احمدیہ ربوہ کو اس مبارک تقریب میں شامل ہونے کا موقع ملا۔ اسی طرح امیر جماعت احمدیہ لاہور مکرم چوہدری حمید نصر اللہ صاحب اور امیر جماعت احمدیہ شیخوپورہ مکرم چوہدری انور حسین صاحب کو بھی یہ سعادت نصیب ہوئی)

مسجد کے افتتاح کا چرچا اخبارات، ریڈیو اور ٹی۔ وی کے ذریعہ سے ہوا۔ بیالیس اخبارات نے یہ خبر چھاپی۔ ریڈیو نے اس دن بار بار اس خبر کو نشر کیا۔ آذان بھی ریڈیو پر سنائی گئی اور ٹی وی سے ایک سپیشل پروگرام مسجد سے متعلق دکھایا گیا۔

افتتاح کی تقریب کے دوسرے دن مکرم عزت ادلیوچ صاحب کی درخواست پر حضور نے رات کا کھانا ان کے ہاں تناول فرمایا اور اس سے اگلے روز مسجد میں حضور نے یوگوسلاو دوستوں کی دعوت کا اہتمام فرمایا جس میں احمدی دوستوں کے علاوہ غیر از جماعت دوست بھی شریک ہوئے۔ اس موقعہ پر بھی دس افراد نے حضور کے دست مبارک پر بیعت کی۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ ۔

سویڈن کی یہ مسجد بعض خصوصیات کی حامل ہے اور کئی باتوں میں یہ مسجد فضل لندن سے مشابہت رکھتی ہے۔ جن کا ذکر دلچسپی سے خالی نہ ہوگا:۔

(۱) مسجد فضل لندن خلافت ثانیہ کی پہلی مسجد ہے جو یورپ میں تعمیر ہوئی۔ اسی طرح مسجد ناصر" خلافت ثالثہ کی پہلی مسجد ہے جو یورپ میں تعمیر ہوئی ہے۔

(۲) "مسجد فضل" لندن کی بنیاد حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفہ بننے کے ۱۰ سال بعد ۱۹۲۴ء میں رکھی گئی۔ "مسجد ناصر" گوٹن برگ کی بنیاد بھی حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کے خلیفہ بننے کے ۱۰ سال بعد ۱۹۷۵ء میں رکھی گئی۔

(۳) "مسجد فضل" لندن کی بنیاد خود حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لندن تشریف لے جا کر رکھی۔ اسی طرح مسجد ناصر کی بنیاد بھی حضور خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے خود گوٹن برگ تشریف لے جا کر اپنے مبارک ہاتھوں سے رکھی۔

(۴) "مسجد فضل" لندن کا نام "فضل عمر" کی نسبت سے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام پر "مسجد فضل" تجویز کی گئی۔ اسی طرح مسجد گوٹن برگ کا نام بھی حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کے نام پر "مسجد ناصر" رکھا گیا ہے۔

دعا ہے کہ جس طرح مسجد فضل لندن انگلستان کے ہمسایہ ملک جرمنی، سوئٹزرلینڈ اور ہالینڈ میں تعمیر مساجد کا پیش خیمہ بنی اسی طرح مسجد ناصر گوٹن برگ بھی سویڈن کے ہمسایہ ممالک ناروے، فن لینڈ گرین لینڈ اور آئس لینڈ میں نئی مساجد کا پیش خیمہ بنے اور وہاں بھی احمدیت کا پودا لگ جائے۔ آمین!

الغرض شمالی یورپ کے ممالک میں تبلیغ کا انتظام قائم کر کے نہ صرف وہاں کے باشندوں کے لئے اسلام قبول کرنے کے راستے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے کھول دیئے ہیں بلکہ اسلامی ملکوں سے تلاش روزگار میں جانے والے مسلمانوں اور ان کی اولادوں کی تربیت کا بھی انتظام کر دیا ہے۔

اسلامی ممالک سے آئے ہوئے یورپ میں مقیم مسلمانوں کو بھی اب بڑی تیزی سے یہ احساس ہو رہا ہے کہ اگر ہم نے لمبا عرصہ یورپ میں رہنا ہے تو ہماری نسلوں میں اسلام کی بقا کے لئے سوائے اس کے اور کوئی چارہ نہیں کہ ہم احمدیت کو قبول کر لیں۔ ورنہ فتنہ دجالیت سے ہماری نسلیں کبھی محفوظ نہ رہ سکیں گی۔ یورپ میں بچوں اور بالغوں کی تعلیم و تربیت کے سلسلہ میں بھی جماعت احمدیہ کے علاوہ اور کوئی منظم مسلمان جماعت موجود نہیں ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ یورپ میں مقیم اکثر مسلمان بچوں اور عیسائی بچوں میں مذہباً بجز نام کے کوئی فرق نہیں رہا۔

ادھر یورپ کے عیسائی نوجوانوں میں بہت بے چینی ہے۔ ابتداء میں تو اکثر طلباء کے دل میں حق جوئی کی جستجو ہوتی ہے۔ مگر ایک تو ہدایت کے ذرائع محدود ہوتے ہیں اور دوسری طرف گمراہی کا دباؤ اتنا سخت ہوتا ہے کہ بجائے سکونِ قلب حاصل کرنے کے

وہ اور بھی پریشان ہو جاتے ہیں۔ آئے دن ہڑتالیں، قانون شکنی اور ہپی ازم کے مظاہر سے اس بے چینی کا اظہار اور عیسائی مذہب کے خلاف احتجاج ہے۔

مسلمانوں کی آئندہ نسل کی حفاظت اور عیسائی نوجوانوں کے لئے ہدایت کے سامان مہیا کرنا اور حق جو سعید روحوں کو دینِ واحد پر جمع کرنے کی اہم ذمہ داری ہم سے زبردست قربانیوں کا مطالبہ کرتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ان الفاظ میں ہمیں اسی طرف توجہ دلاتے ہیں:۔

"سچائی کی فتح ہوگی اور اسلام کے لئے پھر تازگی اور روشنی کا دن آئیگا جو پہلے وقتوں میں آچکا ہے۔ اور وہ آفتاب اپنے پورے کمال کے ساتھ پھر چڑھے گا جیسا کہ پہلے چڑھ چکا ہے لیکن ابھی ایسا نہیں۔ ضرور ہے کہ آسمان اُسے چڑھنے سے روکے رکھے۔ جب تک کہ محنت اور جانفشانی سے ہمارے جگر خون نہ ہو جائیں اور ہم سارے آراموں کو اس کے ظہور کے لئے نہ کھو دیں اور اعزاز اسلام کے لئے ساری ذلتیں قبول نہ کرلیں۔ اسلام کا زندہ ہونا ہم سے ایک فدیہ مانگتا ہے وہ کیا ہے۔ ہمارا اسی راہ میں مرنا یہی موت ہے جس پر اسلام کی زندگی، مسلمانوں کی زندگی اور زندہ خدا کی تجلی موقوف ہے"

(فتح اسلام)

○

تبصرہ:

سلطان القلم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جملہ کتب کا مختصر تعارف

صفحات: ۶۴ قیمت: دو روپے

اس مختصر کتابچہ میں جناب عبدالہادی قیوم شاہد ایم اے نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جملہ (اٹھاسی ۸۸) کتب کا مختصر تعارف مرتب کیا ہے۔ جس کا دوسرا ایڈیشن وہ قدرے اضافہ کے ساتھ پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔

جس طرح حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس رضی نے اس کے ایڈیشن اول میں تحریر فرمایا تھا۔ واقعی یہ یہ کتابچہ ایک انتہائی مفید تالیف ہے اور ہماری دانست میں مطالعہ کتب مسیح موعود علیہ السلام کی خاص اہمیت کے پیش نظر ابتدائی تعارف و راہنمائی کے لئے یہ کتابچہ وقت کی ضرورت تھی۔

ہمیں امید ہے کہ احباب جماعت اور خصوصاً خدام الاحمدیہ اس سے استفادہ کریں گے۔ اور اس راہنما کتابچہ کی روشنی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ شروع کردیں گے۔ اور اسے جاری رکھیں گے۔

(م۔ احمد)

○

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرینکفورٹ کے میئر کی طرف سے دعوت استقبالیہ کے موقع پر

میئر موصوف کو قرآن مجید کے جرمنی ترجمہ کا ایک نسخہ بطور تحفہ پیش فرما رہے ہیں

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز احمدیہ مشن فرینکفورٹ میں پریس کانفرنس سے خطاب فرما رہے ہیں

جرمنی میں اشاعت اسلام

جرمن قوم اور اسلام

جناب فضل الٰہی انوری سابق مبلغ انچارج مغربی جرمنی

الٰہی نوشتوں کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس زمانہ میں اسلام کی نشأۃ ثانیہ کی بنیاد رکھی۔ آپؑ کی وفات کے بعد جب آپؑ کے خلفاء کے ذریعہ برصغیر ہندو پاکستان سے باہر تبلیغی مہمات کا آغاز ہوا تو جرمنی کا ملک قدرے تاخیر سے مگر سب سے زیادہ توجہ کا مرکز بنا۔

چنانچہ پہلی بار دسمبر ۱۹۲۳ء میں مولوی مبارک احمد صاحب بنگالی اور ملک غلام فرید صاحب ایم اے جرمنی میں تشریف لے گئے۔ انہوں نے برلن میں پہنچ کر ایک تبلیغی مرکز کی بنیاد رکھی۔ مسجد کی تعمیر کے لئے ایک قطعہ زمین خریدنے کی بھی تجویز ہوئی مگر ناموافق حالات کے باعث ۱۹۲۴ء میں یہ مرکز بند کرنا پڑا اور مبلغین کو واپس بلا لیا گیا۔

دوسری عالمگیر جنگ کے بعد جرمنی میں تبلیغ اسلام کا سلسلہ از سر نو شروع ہوا۔ پہلے پہل شیخ ناصر احمد صاحب جو سوئٹزرلینڈ میں مبلغ تھے۔ جرمنی میں بھی تشریف لے جاتے رہے اور وہاں آپ کو اشاعتِ اسلام کے متعدد مواقع میسر آئے اور آپ کی مساعی جمیلہ کے نتیجہ میں متعدد افراد حلقہ بگوشِ اسلام ہوئے۔ ان میں سے ایک جرمن مسٹر عبدالصبور رائٹس آج کل جرمن جماعت کے مستعد رکن ہیں۔ گزشتہ سے پیوستہ سال انہیں ربوہ آکر جلسہ سالانہ میں شمولیت اور پھر زیارتِ قادیان کا شرف حاصل ہوا۔

۱۹۴۹ء میں چوہدری عبداللطیف صاحب کو جرمنی میں بطور مبلغ بھجوایا گیا۔ آپ نے ہیمبرگ میں باقاعدہ مشن قائم کیا۔ یہ شہر آبادی کے لحاظ سے مغربی جرمنی کا سب سے بڑا شہر ہے اور شمالی جانب ساحل کے قریب واقع ہے۔ یہاں ۱۹۵۵ء میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ورود فرمایا اور مسجد کے لئے زمین خریدنے کا ارشاد فرمایا۔ چنانچہ ۱۹۵۷ء میں جرمنی میں پہلی احمدیہ مسجد کی بنیاد رکھی گئی جو "مسجد فضل عمر" کے نام سے موسوم ہوئی۔

دوسری مسجد شہر فرینکفورٹ میں ۱۹۵۹ء میں تعمیر ہوئی۔ فرینکفورٹ مغربی جرمنی کا وسطی شہر اور

ایک بہت بڑا عالمی ہوائی اڈہ ہے۔ ۱۹۷۰ء تک جرمن مشن کا صدر مقام ہیمبرگ تھا۔ اس کے بعد سے اب تک فرینکفورٹ ہے۔ خاکسار کو بفضلہ تعالیٰ فرینکفورٹ میں ۲½ سال تک بطور نائب مبلغ اور ۱۹۷۴ء سے ۱۹۷۶ء تک بطور انچارج مبلغ کام کرنے کا موقع ملا ہے۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ!

ذرائع تبلیغ:

جرمنی میں تبلیغ اسلام کا بڑا ذریعہ مساجد ہیں۔ مسجد اپنی مخصوص طرز تعمیر اور طریق عبادت کے باعث غیر مسلموں کے نزدیک ہمیشہ ہی کشش کا موجب رہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خلافت ثانیہ کے دور میں جب تبلیغی مہم کا آغاز ہوا تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے مبلغین بھجوانے کے ساتھ ساتھ مساجد کی تعمیر کی طرف بھی خصوصی توجہ فرمائی۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی تعمیر مساجد کی طرف خاص توجہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک کشف کی عملی تفسیر بھی ہے جس میں آپ کو مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا نام "محمود" دیوارِ مسجد پر لکھا ہوا دکھایا گیا۔ اس کشف میں گویا یہ اشارہ تھا کہ مصلح موعود رضی اللہ عنہ کو تعمیر مساجد کے ساتھ گہرا تعلق ہوگا۔

جرمنی یورپ کا وہ واحد ملک ہے جہاں جماعت احمدیہ کی دو مساجد موجود ہیں۔ ان مساجد کا چرچا پریس ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر مختلف تقریبات کے موقع پر ہوتا رہتا ہے اور اس طرح ان ذرائع ابلاغ سے بالواسطہ تبلیغ ہوتی رہتی ہے۔ پھر انہی مساجد کی بدولت انفرادی اور اجتماعی طور پر مساجد میں زائرین کا تانتا بندھا رہتا ہے جو اسلام سے ان کے ابتدائی تعارف کا ذریعہ بنتا ہے۔ مسجد کی مخصوص ساخت، اس کا قبلہ رخ ہونا اور اذان یا نماز کا وقت ہو تو اذان کی دلکش آواز اور نماز کا دلفریب منظر اور طریق عبادت دیکھنے والوں کے دل و دماغ پر گہرے نقوش چھوڑتا ہے۔ جیسا کہ ہماری فرینکفورٹ کی مسجد نور ایک اطالوی عیسائی ڈاکٹر کی کایا پلٹنے کا موجب بنی۔ ۱۹۶۴ء کی بات ہے۔ خاکسار پہلی بار جرمنی گیا اور ہیمبرگ جانے سے پہلے دو دن فرینکفورٹ کی مسجد میں ٹھہرا جس دن خاکسار ہیمبرگ کے لئے روانہ ہوا اسی شام کا واقعہ ہے کہ یہ اطالوی ڈاکٹر (جو بعد میں مسلمان ہو کر ڈاکٹر محمد عبدالہادی کیوسی کے نام سے عاشق رسولؐ اور فدائی احمدیت بنے) اپنے چار سالہ بچے کے ہمراہ مسجد کے سامنے سے گزرے۔ وہ اپنی سرگزشت میں جو انہوں نے "دَس ہَاؤس اِن مکہ" (DAS - HAUS IN MEKKA.) یعنی "مکہ میں خانہ خدا کی زیارت" کے عنوان سے جرمن زبان میں لکھی اور جو تبلیشیر کی طرف سے چھپوائی گئی۔ لکھتے ہیں:-

"اگرچہ میرا گذر کئی بار پہلے بھی اس مسجد کے سامنے سے ہوا اور میں اپنی کار کے اندر سے دو سفید مینار وں اور سبز گنبد والی اس انوکھی عمارت کو اچٹتی نگاہوں سے دیکھ چکا تھا مگر آج پہلی بار پیدل چلتے ہوئے مجھے

اس عمارت کو بنظرِ غور دیکھنے اور اس کے
اندر جھانکنے کا شوق پیدا ہوا۔ چنانچہ
میں اس کے سامنے کھڑا ہو کر اس کی
عجیب و غریب ساخت اور پیشانی پر
لکھی ہوئی غیر مانوس عبارت (کلمہ طیبہ)
پر غور کرنے لگا۔ اتنے میں اندر سے
مسجد کے امام مسٹر محمود احمد چیمہ نکلے اور
مجھے مسجد کے اندر آنے کی دعوت دی
اور ان کے لب و لہجہ کی شیرینی نے میرے شوق تجسّس
کو اور بھی بڑھایا اور میں نے اندر آکر
زائرین کے رجسٹر پر اپنا نام، پتہ اور
اطالوی زبان میں مختصر فقرہ لکھ دیا کہ
"آج میں نے اس مسجد کو دیکھا ہے"۔
یہ ابتداء تھی اس زبردست انقلاب کی جو اس
مسجد کو دیکھنے کے بعد ان کی زندگی میں رونما ہوا اور جو
ان کے اسلام سے وابستہ ہو کر احمدیت کے شاندار
فدائیوں میں شامل ہونے پر منتج ہوا۔

• تبلیغ کا دوسرا بڑا ذریعہ مبلغ کا اپنا وجود
ہوتا ہے۔ میرے نزدیک مبلغ کی کامیابی کا دارومدار اس
کی علمی قابلیت، عقل و دانش، فہم و فراست اور تدبیر
و ذہانت سے کہیں زیادہ ان دعاؤں پر ہوتا ہے جو وہ
خود کرتا ہے یا جو خلیفۂ وقت اور جماعت انفرادی اور
اجتماعی طور پر اس کے لئے کر رہی ہوتی ہے۔ ان دعاؤں
کے نتیجہ میں اپنی کمزوریوں کے باوجود وہ تائید غیبی اور
نصرتِ الٰہی حاصل کرتا ہے۔ جماعت کے نمائندہ کے طور پر
ہر ملک میں ہی مبلغ کا خاص احترام کیا جاتا ہے۔ جرمنی میں
میں نے یہ بات خاص طور پر مشاہدہ کی۔

• تبلیغ کا تیسرا ذریعہ کتب کی اشاعت ہے
اس ترقی یافتہ دور میں "وَإِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ" کی قرآنی خبر
کے مطابق رسائل و جرائد کی اشاعت کی کثرت ہے اور یورپ جیسے
متمدن ممالک میں کتب بینی کا مشغلہ ایک craze
یعنی خبط کی صورت اختیار کر چکا ہے۔ اسلام کی
اشاعت کتب و رسائل کے ذریعہ وسیع سے وسیع تر
کی جا سکتی ہے۔ چنانچہ جرمن مشن نے اپنی مالی حیثیت کے
مطابق اس ذریعہ تبلیغ سے بھی خوب فائدہ اٹھایا ہے
چنانچہ قرآن کریم کے جرمن ترجمہ کے اس وقت
تک تین ایڈیشن چھپ چکے ہیں۔ اور سوائے ایک قلیل
تعداد کے سب کے سب غیر مسلم جرمن افراد نے ہی
خریدے ہیں اور خصوصاً تبلیغ کے سلسلہ میں قرآنی تاثیرات
کسی سے مخفی نہیں۔

چنانچہ ڈاکٹر محمد عبدالہادی کیوسی اپنی سرگذشت
میں لکھتے ہیں کہ جب وہ قرآن کریم کا اسپرانتو زبان
میں ترجمہ کر رہے تھے تو ان کے دل و دماغ میں جذبات
کا ایک بے پناہ ہیجان پیدا ہوا جس کی تسکین کے
لئے انہیں اس کے سوا اور کوئی ذریعہ نظر نہ آیا جس
کی طرف خود قرآن کریم نے رہنمائی فرمائی کہ:-

"أَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ
الْقُلُوبُ"

اور وہ اپنے اسلام قبول کرنے سے بہت قبل اس مخصوص
اسلامی طریقۂ عبادات کے مطابق اس سرچشمۂ حیات

سیراب ہونے لگے جس کو اسلام نے ایک زندہ اور قیوم ہستی کے طور پر پیش کیا ہے (اسپرانٹو زبان میں ترجمہ قرآن انھوں نے بعد میں اپنی کوشش اور سعی جمیلہ سے چھپوایا جس کے اس وقت تک دو ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں)

دوسرا واقعہ ایک جرمن نوجوان مسٹر ہدایت اللہ ہیوبش کا ہے۔ جن کی اسلام کی طرف راہنمائی کا موجب قرآن ہوا۔

یورپ کی آزاد اور بیباک فضا میں پروان چڑھنے والا یہ نوجوان جو بلا کی ذہانت کا مالک ہے تسکین قلب کی تلاش میں ہپی ازم کی رو میں بہہ گیا اور کسی ہندو جوگی کے بتائے ہوئے طریق کے مطابق ایک دن اپنے گھر کی دیوار کے ساتھ لٹکے ہوئے ایک قطعہ قرطاس کے وسط میں اپنی توجہ مرکوز کئے ہوئے تھا کہ اچانک اس کی نگاہیں قطعہ کے مرکزی نقطہ سے جہاں ہندی زبان میں "اوم" یعنی خدا کا لفظ لکھا ہوا تھا۔ ہٹ کر دوسری دیوار میں پیوستہ کتابوں کی الماری پر پڑیں اور آخر ایک کتاب پر مرکوز ہو کر رہ گئیں اور ساتھ ہی یہ تفہیم ہوئی کہ وہ خدا جس کی اسے تلاش ہے اس کتاب میں موجود ہے۔ یہ قرآن کریم کا ایک پرانا جرمن زبان کا نسخہ تھا جو انھیں اپنے باپ کی لائبریری سے ورثہ میں ملا تھا وہ بتاتے ہیں کہ چند آیات پڑھنے کے ساتھ ہی مجھے یقین ہو گیا کہ اسی کتاب میں تسکین قلب کا سامان موجود ہے۔ چنانچہ اسی وقت سے وہ کسی اسلامی مرکز کی تلاش میں لگ گئے یہاں تک کہ ہماری فرینکفورٹ کی مسجد نور میں پہنچے اور احمدیت قبول کر لی۔ اس قسم کی اور بھی کئی مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں۔

اشاعت لٹریچر کے ضمن میں ہمارا رسالہ "الاسلام" جسے جرمن میں "DER ISLAM" کہتے ہیں۔ ایک اہم کردار ادا کرتا ہے یہ رسالہ جرمنی، آسٹریا، اور سوئٹزرلینڈ کی تمام بڑی بڑی لائبریریوں اور اہم تعلیمی اداروں میں بھجوایا جاتا ہے۔ علاوہ تبلیغی افادیت کے اس کا ایک بڑا فائدہ یہ ہے کہ اسلام پر ریسرچ کرنے والے ادارے اس میں دی ہوئی فہرست کتب میں درج شدہ تمام کتب منگوا لیتے ہیں اور یوں یہ اسلام کی تبلیغ کا ایک بہت بڑا ذریعہ ثابت ہو رہا ہے حال میں ہی جرمنی کی دو یونیورسٹیوں میونخ یونیورسٹی اور ٹیوبنگن یونیورسٹی نے اسلام پر تحقیق کرنے کی غرض سے ہمارا جملہ مطبوعہ لٹریچر منگوایا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جرمن لوگوں میں اسلام کے ساتھ کس طرح دلچسپی پیدا ہو رہی ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے سچ فرمایا تھا:

"آ رہا ہے اس طرف احرار یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مُردوں کی ناگاہ زندہ وار"

تبلیغ کا چوتھا بڑا ذریعہ تقاریر ہیں جو مختلف اداروں، سکولوں، کالجوں اور سوسائٹیوں کی طرف سے ملنے والی دعوت پر کی جاتی ہیں۔ اسی غرض کے لئے مشن کی طرف سے وقتاً فوقتاً اس مضمون کے پمفلٹ جاری کئے جاتے ہیں کہ ہم (بلا معاوضہ) اسلام سے متعلق کسی

موضوع پر تقریر کرنے کے لئے تیار نہیں۔ معاوضہ کی وضاحت اس لئے ضروری ہوتی ہے کہ عموماً مخصوص مضامین پر لیکچر کے لئے پروفیسر اور سکالرز کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔ جن کا معاوضہ پہلے سے ہی مقرر ہوتا ہے۔ بلکہ ایک دفعہ ایک مسلمان پروفیسر عُمر اہرن فیلز (EHERENFELS.) جن کی اسلام دوستی کی شہرت میں نے سن رکھی تھی۔ ان کو میں نے خط لکھا کہ آپ ہماری مسجد میں آکر اسلام کے متعلق فلاں موضوع پر تقریر کریں تو اس کے جواب میں انہوں نے لکھا کہ "ہاں میں تیار ہوں۔ مگر میرا معاوضہ اتنے سو مارک ہے اگر وہ دینے کے لئے تیار ہیں تو میں آجاؤں گا۔"

مگر ہماری طرف سے کسی قسم کے معاوضہ کا مطالبہ نہیں ہوتا اس کے باوجود وہ ادارے آمد و رفت کا کرایہ ادا کر دیتے ہیں اور اس طرح ہمیں مفت میں تبلیغ کا موقعہ مل جاتا ہے۔ تقریری تبلیغ کے لئے یہ طریقہ بہت ہی مفید اور کامیاب ہے۔ ورنہ اگر خود دن مقرر کر کے سامعین کو مدعو کیا جائے تو اکثر مایوسی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ہمارے نومسلم جرمن دوست نے اپنے خرچ پر ایک دفعہ ایک ہال میں پانچ سو دوستوں کو اسلام سے متعلق تقریر سنانے کا انتظام کیا۔ اور دعوت نامہ بھی بھیجا۔

چنانچہ پہلی بار صرف ایک آدمی تقریر سننے آیا جسے وہ تقریر سنا رہے ہیں۔ دوسری بار ایک بھی نہ آیا پس جرمنی جیسے معروف ملک میں اداروں اور سوسائٹیوں کے زیر اہتمام اسلام کے متعلق تقاریر تبلیغ کا ایک نہایت کامیاب ذریعہ ہے

پانچواں ذریعہ تبلیغ سکولوں، کالجوں اور دیگر تعلیمی اداروں کے طلباء و طالبات کا گروپ کی شکل میں آنا ہے۔ یورپ کے اسلام کے متعلق روایتی تعصب میں کمی کے رجحان اور اسلام کا بطور ایک مذہب کے مطالعہ کرنے کی بڑھتی ہوئی خواہش اور جستجو کا یہ عملی مظاہرہ ہے جو یورپ کے ہر طبقہ کے لوگوں میں دیکھنے میں آتا ہے اس کے لئے پروگرام بہت عرصہ پہلے بن جاتے ہیں۔ طلباء و طالبات کلاس کی صورت میں دینیات کے اساتذہ کے ساتھ معین پروگرام کے مطابق آتے اور اسلام کے بارے میں معلومات حاصل کرتے ہیں۔ عام طور پر طریق یہ ہوتا ہے کہ طلباء کے ذہنی اور علمی معیار کے مطابق ایک تقریر کر دی جاتی ہے جس کے بعد طلباء کو سوالات کا موقع دیا جاتا ہے اور اس طرح اسلام کے متعلق ان کی بہت سی غلط فہمیوں کا ازالہ اور ان کی معلومات میں اضافہ کا ایک عمدہ موقع میسر آجاتا ہے۔ عموماً سوالات اس قسم کے ہوتے ہیں کہ اسلام تلوار سے پھیلا۔ یہ کہاں تک درست ہے؟ ——— تعدد ازدواج کی اجازت کیوں دی گئی؟ ——— سؤر کھانا اور شراب پینا کیوں حرام ہے؟ ——— حجر اسود کو بوسہ دینے کا حکم کیوں دیا گیا؟ ——— مکہ اور مدینہ میں غیر مسلم کو جانے کی اجازت کیوں نہیں؟

بعض اوقات ایسے ایسے سوالات بھی کئے جاتے ہیں کہ ان کا تسلی بخش جواب دینے کے لئے سوچنا

پڑتا ہے۔ ایک بار اسلام اور دیگر مذاہب کا موازنہ کرتے ہوئے میں نے نوجوان حاضرین کے ایک گروپ میں وہ حدیث پڑھ کر سنائی کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے گزشتہ مذاہب کو ایک محل سے تشبیہہ دی ہے جس میں ایک اینٹ کی جگہ خالی تھی جو اسلام کے ظہور سے پُر ہو گئی تو ایک شخص نے جھٹ سوال کیا کہ وہ اینٹیں کون سی ہیں؟ اس وقت ایک جواب تو دے دیا گیا۔ مگر میں سمجھتا ہوں کہ اس کے مبسوط جواب پر ایک پوری کتاب لکھنے کی ضرورت ہے۔

ایک دفعہ ایک بچے نے سوال کیا کہ مسلمان سؤر کیوں نہیں کھاتے؟ میں نے اس وقت یہ جواب دیا کہ مسلمان تو اس لئے نہیں کھاتے کہ قرآن کریم میں اسے حرام قرار دیا گیا ہے۔ مگر یہ سوال تو مجھے آپ سے کرنا چاہیئے کہ آپ لوگ سؤر کیوں کھاتے ہیں جبکہ آپ کی مذہبی کتاب یعنی بائیبل میں اسے ناپاک کہہ کر کھانے سے منع کیا گیا ہے۔ آپ اپنے استاد سے پوچھ لیں کہ یہ درست ہے یا نہیں؟

میرا یہ جواب سنتے ہی سب لڑکے اپنے استاد کی طرف مجسم سوال بن کر دیکھنے لگ گئے۔ اور استاد جو غالباً ایک پادری تھا ایسا خاموش کھڑا رہا جیسے اس کے منہ میں زبان نہیں اور لڑکے حیرت سے اس کا منہ تکنے لگے۔

اسی طرح ایک دفعہ بڑی عمر کے سامعین کے گروپ میں سے ایک نے یہی سوال کیا۔ لیکن ذرا مختلف پیرائے میں۔ کہ قرآن کریم نے سؤر کو کیوں حرام قرار دیا ہے؟ میں نے سوال کا انداز اور سائل کا ذہنی معیار ملحوظ رکھتے ہوئے جو جواب دیا۔ اس سے تمام مجلس کشتِ زعفران بن گئی۔

میں نے کہا۔ قرآن کریم نے تو اسے حرام قرار نہیں دیا بلکہ بائیبل نے حرام قرار دیا ہے قرآن کریم نے تو بائیبل کی تصدیق کی ہے۔ بس اتنے سے جواب سے سامعین اس قدر خوش اور مطمئن ہوئے کہ کسی کو اس کے بارے میں مزید بولنے کی ضرورت محسوس نہ ہوئی۔ تاہم میں نے اپنے جواب کو مکمل کرتے ہوئے مزید کہا کہ سؤر کو کیوں حرام قرار دیا گیا ہے اور اس کا گوشت کھانے میں کیا حرج ہے؟ یہ ایک طبی اور سائنسی مسئلہ ہے۔ آپ کو خود اس کی تحقیق کرنی چاہیئے۔

ایسے گروپوں میں ان کے علمی اور ذہنی معیار کے مطابق پہلے سے تیار شدہ پمفلٹ بھی تقسیم کئے جاتے ہیں۔ بچوں کے لئے میں نے جرمن زبان میں اسلامی آداب پر چار ورق پر مشتمل پمفلٹ تیار کیا ہوا تھا۔ مثلاً کھانا کس طرح کھایا جائے اور پانی کیسے پیا جائے قمیص پہننے اور اتارنے اور بوٹ پہننے اور اتارنے کے اسلامی آداب کیا ہیں۔ جیسے چھینک آئے تو وہ کیا کہے اور سننے والا کیا کہے؟ جرمنوں میں چھینک آنے پر سننے والا یہ معنی خیز دعا دیتا ہے۔

"GESUNDHEIT"

یعنی "خدا تمہیں صحت دے"۔ اسلامی دعا سے اس کا مقابلہ کرتے ہوئے میں بتایا کرتا کہ یہ بھی اچھی دعا ہے لیکن اسلام نے جو دعا سکھلائی ہے وہ اس سے زیادہ

اچھی اور جامع ہے کہ جیسے چھینک آئے وہ "الحمد للہ" کہے۔ اور سننے والا "یرحمک اللہ" کہتا ہے یعنی اللہ تم پر رحم کرے کی دعا دیتا ہے۔ اور چھینکنے والا "یھدیکم اللہ ویصلح بالکم" کی دعا دیتا ہے یعنی "اللہ تمہیں ہدایت دے اور تمہارے سارے کام سنوار دے۔"

یہ سلسلۂ اسباق جو جرمن زبان میں تیار کیا گیا تھا۔ میں نے وہاں مسلمان بچوں کی کلاس میں بھی جاری کیا اور اسے بہت مفید پایا۔ چنانچہ یوگوسلاویہ اور پاکستانی مسلمان بچوں کی ایک کلاس میں اسے آزمایا گیا اور اس کے بہت اچھے نتائج نکلے۔

بعض اوقات کسی گروپ کے افراد کو صرف مسجد کے تصویری کارڈ دیئے جاتے ہیں۔ مقصد یہ ہوتا ہے کہ کسی طریقے سے اسلام کا نام ان کے گھروں میں پہنچ جائے اور اسلام کی طرف ان کی راہنمائی کا ذریعہ بنے۔

چھٹا ذریعۂ تبلیغ عیدین اور دیگر تقریبات پر پریس۔ ریڈیو اور ٹی وی جیسے ذرائع ابلاغ کو بروئے کار لانا ہے۔ جرمنی میں جب ہماری جماعت کی تعداد کم تھی تو اس وقت بھی عیدین پر ترک اور دیگر مسلمان اس کثرت سے آجاتے تھے کہ بیک وقت کئی ترجمان کھڑے کرنے پڑتے اور نمازیوں کو مسجد سے باہر صفیں بنانی پڑتیں۔ بلکہ ہمیشہ ہر عید پر اخباری نمائندوں اور ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے عملہ کو مدعو کیا جاتا ہے جرمنی میں جہاں اخبار بینی کی عادت ٹھرک کی حد تک پہنچی ہوئی ہے اور گھر گھر ٹی۔وی موجود ہے۔ اس تبلیغی ذریعہ کی افادیت ظاہر ہے۔ اہل یورپ کی یہ ایجادات اسلام کا نام زیادہ مؤثر طریقے سے گھر گھر پہنچانے میں بہت کارآمد ثابت ہو رہی ہیں۔

اسی ذریعۂ تبلیغ کی ایک دوسری شکل اخبارات میں اسلام سے متعلق مضامین کی اشاعت اور ریڈیو اور ٹی وی پر نشریات کا سلسلہ ہے۔ اس ضمن میں ہمارے نومسلم بھائی برادرم ہدایت اللہ ہیوبش صاحب جو پیشہ کے لحاظ سے ایک کامیاب مصنف اور ڈرامہ نویس ہیں بہت مفید بلکہ تائید غیبی ثابت ہوئے ہیں۔ انہوں نے آج سے پانچ سال پیشتر اسلام قبول کرنے کے بعد ایک ڈرامہ تحریر کیا جس میں انھوں نے اپنے مخصوص انداز میں بتایا کہ ایک ہپی سے میں کس طرح مسلمان ہوا؟ یہ مضمون اس قدر دلچسپ تھا کہ ایک علاقہ کی صوبائی ریڈیو سروس نے اسے تین قسطوں میں نشر کیا۔ جس کے عوض انھیں دس ہزار مارک انعام کے علاوہ اعزازی سند بھی ملی اور آپ اس سال اپنے ملک کے سات چوٹی کے ڈرامہ نویسوں میں شمار کئے گئے۔ بعض اور صوبائی ریڈیو اسٹیشنوں سے بھی اس ڈرامہ کے بعض چیدہ چیدہ حصے نشر کئے گئے۔ ان کی طرف سے مضمون اور ڈرامہ نویسی کا یہ سلسلہ جاری رہتا ہے اور ہر بار وہ ایک نئے اور اچھوتے انداز سے اسلام کے کسی پہلو پر روشنی ڈالتے ہیں۔

ایک اور ذریعہ تبلیغ جسے گزشتہ سالوں سے مسلسل اپنایا جا رہا ہے وہ فرینکفورٹ میں منعقد ہونے والی عالمی نمائش کتب میں سٹال لگانا ہے۔ یہ نمائش

ہر سال اکتوبر کے مہینے میں منعقد ہوتی ہے اور چھ دن جاری رہتی ہے اس میں دنیا بھر کے ممالک کے تصنیفی ادارے اپنی اپنی کتب کی نمائش کر کے ان کی پبلسٹی کرتے ہیں۔ اس میں شامل ہونے والے تصنیفی اداروں کی تعداد میں ہر سال اضافہ ہو رہا ہے۔ گزشتہ سال چھ ہزار سے زائد عالمی اداروں نے اس میں حصہ لیا۔ نمائش گاہ میں ایک پورا ہال ڈونگ مذہبی کتب کا ہوتا ہے جن کو شائع کرنے والے سو فیصد عیسائی ادارے ہوتے ہیں۔ بعض عرب ممالک بھی حکومتی سطح پر سٹال لگاتے ہیں۔ مگر ان کی کتب زیادہ تر عرب ثقافت اور تاریخ پر مشتمل ہوتی ہیں۔

ہمارا یہ سٹال جو بیک وقت ادارہ ربوہ اور جرمن مشن کے ادارہ "ڈیر اسلام" (DER ISLAM) کی نمائندگی کرتا ہے اس وقت تک وہ واحد سٹال ہے جو خالص اسلام پر کتب پیش کرتا ہے۔ ان چھ ایام میں لاکھوں افراد جن کی اکثریت جرمن ہوتی ہے اور ہزاروں کتب فروش جو دنیا کے مختلف ممالک سے آئے ہوتے ہیں ہماری کتب یا کم از کم ہمارے سٹال سے روشناس ہو جاتے ہیں۔ گزشتہ سال ہرکش کی ایک کتب فروش ایجنسی کا نمائندہ آیا اور ہمارا سٹال اور اس کی اسلامی کتب دیکھ کر بہت خوش ہوا۔ اور جاتے ہی ہر کتاب کے ۵۰ نسخے بھجوانے کا آرڈر دے دیا۔

علاوہ ازیں ریڈیو اور ٹی وی کے ذریعہ اس عالمی نمائش کی رپورٹ نشر ہوتی ہے۔ چنانچہ گزشتہ سال یوگوسلاویہ کی ایک ٹی۔ وی ٹیم نے ہمارے سٹال کی فلم تصویریں لیں اور اپنے ملک میں جا کر دکھائیں۔ اس سے پیوستہ سال جرمن ریڈیو کی اردو نشریات نے ہمارے سٹال کی رپورٹ نشر کی جس میں نمائندہ نشریات کا خاکسار کے ساتھ ایک انٹرویو بھی نشر ہوا۔ گویا چند سو مارک کے خرچ سے یہ ذریعہ تبلیغ بھی اللہ تعالیٰ نے پیدا فرما دیا ہے۔

ایک محدود نوعیت کا مگر مؤثر ذریعہ تبلیغ

انفرادی ملاقاتوں اور دعوتوں کا بھی ہے یعنی چیدہ چیدہ افراد کو وقتاً فوقتاً مسجد میں چائے یا کھانے کی دعوت دی جاتی ہے۔ اور اس طرح اُن کے ساتھ ایک ذاتی تعلق پیدا کیا جاتا ہے۔ یہ طریق تبلیغ مشن کے لئے کئی اعتبار سے نہایت مؤثر ثابت ہوتا ہے۔ چنانچہ خاکسار نے فرینکفورٹ کے سابق چیف میئر کو کھانے کی دعوت پر بلایا۔ جس سے ان کے ساتھ نہایت گہرے مراسم پیدا ہو گئے۔

خلافت ثالثہ کا مبارک دور شروع ہونے کے ساتھ بیرونی ممالک میں تبلیغ کا ایک نہایت مؤثر اور اہم ذریعہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا بنفس نفیس ان ممالک میں تشریف لے جانا ہے۔ چنانچہ ۱۹۶۷ء میں حضور کے دورہ یورپ کے بعد وہاں کی فضا میں ایک خاص تبدیلی ہوئی ہے جس کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ اسلام کی جستجو پہلے سے زیادہ منظم طریق پر شروع ہو گئی ہے۔ یورپ کا اسلام کے خلاف روایتی تعصب اب اس قسم کا نہیں رہا جو پہلے تھا۔ بجائے کہ چرچ

اسلام کا نام بھی سننا گوارا نہیں کرتا تھا اور کجا یہ حالت کہ چرچ کے پادری ہمیں دعوت دے کر اپنے چرچوں میں اسلام پر تقریریں کرواتے ہیں۔ میں نے کئی بار کیتھولک اور پروٹسٹنٹ چرچوں میں جا کر تقریریں کی ہیں۔ اُن کو قرآن سنایا۔ حضرت مسیح علیہ السلام کی حیات و وفات کے متعلق اسلامی نظریہ اور نقطہ نگاہ پیش کیا ہے اور ان کے جھوٹے تثلیثی عقائد کا بطلان ثابت کیا ہے اور یہ جستجو دن بدن بڑھتی جا رہی ہے۔ ایک دفعہ میں نے جرمنی کے ایک جنوبی قصبہ "OFFEN BURG" کے ایک چرچ کے پادری کی دعوت پر اس کے گرجا گھر کے اندر تقریر کی۔ جس کا افتتاح خود پادری نے قرآن کریم کے جرمنی ترجمہ سے سورۃ فاتحہ پڑھ کر کیا۔ جب میں نے یہ بتایا کہ مسیحؑ کی آمد ثانی کا ظہور ہو چکا ہے تو ایک شخص نے سوال کیا کہ وہ کیسا مسیح ہے کہ دنیا کو پتہ ہی نہیں اور وہ آگیا ہے؟ میں نے کہا۔ یہ تو خود مسیح نے کہا تھا کہ میں چور کی مانند آؤں گا۔ اور دوسرا یہ کہ اگر آپ کو پہلے پتہ نہیں تھا تو اب میں آپ کو بتا رہا ہوں کہ وہ آچکا ہے۔ بلکہ آکر وفات بھی پا چکا ہے۔ اب آپ کا قائم کردہ سلسلہ آپؑ کی منادی کر رہا ہے اور آپؑ کا تیسرا خلیفہ اب یورپ میں آپ کے پاس پہنچنے والا ہے آپ چاہیں تو اسے دیکھ سکتے ہیں۔

اس پادری کو اس قدر اشتیاق پیدا ہوا کہ وہ حضور کو دیکھنے کے لئے تین سو میل کا سفر طے کر کے فرنکفورٹ پہنچا۔

۱۹۶۷ء میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرنکفورٹ میں جو تقریر فرمائی اس میں بھی حضور نے واضح طور پر بتایا کہ:-

"عیسائیت اپنے عروج پر پہنچ کر اب روبہ تنزّل ہے اس کی بنیادیں کھوکھلی ہو چکی ہیں اور اگر اسے کوئی نہ بھی گرائے تب بھی یہ گر جائے گی۔ اس کے مقابل پر اب اسلام کا درخت اپنی شاخیں پھیلا رہا ہے اور وہ وقت قریب ہے کہ یہ پھلدار درخت سارے کرۂ ارض کو اپنی لپیٹ میں لے لیگا"

تقریر کے بعد چائے (COCK TAIL) پارٹی کے دوران جس میں چرچوں کے پادری۔ ڈاکٹرز۔ پروفیسرز اور ہائیکورٹ کے جج موجود تھے۔ حضور نے اسلام کی ترقی کے دور کو پانچ بڑی جنگوں کے ساتھ منسوب فرمایا اور بتایا کہ:-

"تیسری عالمگیر جنگ کے نتیجہ میں اسلام کی طرف ایک غیر معمولی توجہ پیدا ہوگی۔ چوتھی عالمگیر جنگ اسلام کو ایک عظیم اور ناگزیر مادی اور روحانی قوت کی شکل میں ظاہر کرے گی اور پانچویں عالمگیر جنگ کے نتیجہ میں دنیا کے تمام مذاہب مٹ کر چھوٹی چھوٹی ٹولیوں کی صورت میں رہ جائیں گے اور اسلام ایک عالمی قوت کے طور پر ساری دنیا پر چھا جائے گا۔"

اسی طرح ۱۹۷۳ء میں حضور کے دوسرے دورہ یورپ کے موقع پر خاکسار کو جرمن جماعت کے انچارج کی حیثیت سے حضور پر نور کا استقبال کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ اس وقت حضور نے پریس اور ٹی۔وی کانفرنس کے نمائندگان کو بتایا کہ :۔

"آپ جس مادی ترقی کو روشنی اور کامیابی سے تعبیر کرتے ہیں۔ میں اسے اندھیرا اور گمراہی سمجھتا ہوں۔ جو مسیح موعود علیہ السلام کی آمد سے اب آہستہ آہستہ دور ہو کر اُجالے میں تبدیل ہو رہی ہے اور جس قدر جلد آپ اس اُجالے کی طرف آجائیں گے۔ اسی قدر تیزی کے ساتھ آپ کی روزمرہ کی مشکلات کا ازالہ ہو گا۔ اور وہ روشنی آپ کو اسلام کے سوا اور کہیں نہیں مل سکتی۔"

نیز بتایا کہ :۔

"تیس سے پچاس سال کے عرصہ میں اسلام اس ملک میں پھیل جائے گا۔"

حضور کے اس انٹرویو کا خلاصہ اخبارات کے علاوہ ٹی۔وی پر بھی بتایا گیا اور اس طرح اسلام کے شاندار مستقبل کے متعلق پیشگوئی اور خلیفہ وقت کی پُرشوکت آواز کی گونج تمام جرمنی میں سنائی دی۔

گزشتہ سال جب حضور تیسری بار یورپ کے دورہ پر تشریف لے گئے تو اپنے خطاب میں پہلے سے بھی زیادہ واشگاف الفاظ میں اسلام کی ترقی کا اعلان کرتے ہوئے اسے دنیا کے سارے انسانوں کے لئے واحد ذریعہ نجات قرار دیا اور فرمایا کہ :۔

"آپ نہیں تو آپ کے بچے اس آواز کو ضرور سنیں گے جو آج آپ کو اجنبی اور غیر مانوس معلوم ہوتی ہے"۔

یہ بات آپ نے اس وقت بھی دہرائی جب فرینکفورٹ کے میئر مسٹر مارٹن برگ (Martin Berg) سے آپ کی ملاقات ہوئی اور آپ نے انہیں قرآن کریم کا جرمن ترجمہ بطور تحفہ پیش کیا۔ چنانچہ اخبارات میں جو رپورٹ شائع ہوئی۔ اس میں اس تقریب کی تصویر کے نیچے یہ عبارت درج تھی کہ :۔

"مسٹر مارٹن برگ کو قرآن کریم کے تحفہ کے علاوہ امام جماعت احمدیہ کی طرف سے یہ یقین دہانی بھی حاصل ہوئی کہ جرمنی بہت جلد مشرف بہ اسلام ہو جائے گا۔"

۱۹۶۷ء کے پہلے دورے کے دوران ایک جرمن نوجوان مسٹر ہلزے (Hilse) حضور کے دست مبارک پر مشرف بہ اسلام ہوا اس کا نام "ناصر محمود" رکھا گیا۔ اسی طرح ایک اطالوی دوست کی حضور سے ملاقات ہوئی۔ اس وقت تک وہ دل سے اسلام کی صداقت کے قائل ہو چکے تھے۔ ملاقات کے بعد حضور کی شخصیت سے اس قدر متاثر ہوئے کہ فرط جوش میں اپنے آنسوؤں کو ضبط نہ کر سکے۔ یہی ملاقات

ان کو آخر اسلام کی طرف لانے اور ان کی زندگی کی کایا پلٹنے کا موجب بن گئی ۔ اس وقت تک وہ قرآن کریم کے بیس پاروں کا ترجمہ اسپرانٹو میں کر چکے تھے چنانچہ حضور نے اسلام کے حق میں اس تائید الٰہیہ کا ذکر کرتے ہوئے جلسہ سالانہ پر اپنی تقریر میں ان کے متعلق فرمایا کہ

"وہ ایسا شخص ہے کہ جب چرچ میں جاتا ہے تو تثلیث کی بجائے اس کے دل سے توحید کے چشمے پھوٹ رہے ہوتے ہیں"

یہ ڈاکٹر محمد عبدالہادی کیوسی تھے جو ۱۹۷۱ء میں اپنی وفات سے قبل ربوہ اور قادیان کی زیارت کے علاوہ عمرہ اور حج سے بھی مشرف ہو چکے تھے ۔

جرمنی کی خصوصیات

جرمنی کو بعض ایسی خصوصیات حاصل ہیں جو یورپ کے دوسرے ملکوں کو حاصل نہیں ۔ باوجود اس کے کہ جرمنی کی سو فیصد آبادی عیسائی ہے ۔ جن میں سے ۵۱ فیصد پروٹسٹنٹ چرچ اور ۴۹ فیصد رومن کیتھولک چرچ سے تعلق رکھتی ہے اور اس کی جغرافیائی حدود کسی اسلامی ملک سے نہیں ملتیں ۔ یہاں یورپ کی سب سے پرانی مسجد موجود ہے جو ایک تاریخی قصبہ شوٹزنگن (Schwetzingen) کے قلعہ کے اندر واقع ہے جو آج سے دو سو سال قبل جرمنی کے ایک فرمانروا نے تعمیر کروائی تھی ۔ اور اس وقت سے لے کر آج تک یہ مسجد حکومت جرمنی کی ملکیت چلی آتی ہے ———— اس کی تعمیر کے بارے میں کوئی مستند تاریخی شہادت تو موجود نہیں البتہ خیال کیا جاتا ہے کہ اس فرمانروا نے حکومت ترکیہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اسلامی طرز کا یہ خانۂ خدا بنایا جس کے دروازے چند سالوں سے عیدین کے موقع پر مسلمانوں کے لئے نماز عید ادا کرنے کے لئے کھولے جاتے ہیں ۔ حال ہی میں یہ خبر چھپی ہے کہ جرمن حکومت اس مسجد کو اسلامی ثقافتی مرکز میں تبدیل کرنے پر غور کر رہی ہے ۔

دوسری خصوصیت یہ ہے کہ اس ملک میں کام کرنے والے مسلمانوں کی تعداد یورپ کے دوسرے ملکوں کی نسبت بہت زیادہ ہے ۔ اکثریت ان ترک مسلمانوں کی ہے جو دوسری عالمگیر جنگ کے بعد دونوں حکومتوں کے ایک باہمی معاہدہ کے تحت گزشتہ بیس پچیس سال سے کام کر رہے ہیں ۔ ایک اندازے کے مطابق ترکستان اور دیگر مسلمان ملکوں کے دس لاکھ سے زائد مسلمان یہاں موجود ہیں ۔ اس کا ایک نتیجہ یہ نکلا ہے کہ حکومت مسلمانوں کے ساتھ رواداری سے پیش آتی ہے اور ان کے مذہبی احساسات اور جذبات کا خاص طور پر خیال رکھتی ہے مثلاً عیدین کے موقعوں پر ان کے لئے چرچوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں ۔ حلال گوشت کی سپلائی کا خاص انتظام کیا جاتا ہے ۔ مذہبی تہواروں پر حکومت کی طرف سے تو نہیں البتہ فیکٹریوں اور اداروں کی طرف سے رخصت دی جاتی ہے ۔

تیسری خصوصیت یہ ہے کہ دیگر وسطی ممالک و شمالی یورپی ممالک کی نسبت یہاں مساجد کی

تعداد سب سے زیادہ ہے۔ دوسرے یورپین ممالک میں سے فرانس میں خود حکومت نے مقبوضہ الجیریا کی خاطر مسجد تعمیر کروائی اور انگلستان میں باوجود مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد کے کل چار مساجد ہیں۔ مگر جرمنی میں جماعت احمدیہ کی دو مساجد سمیت کل چھ باقاعدہ مساجد ہیں دو ہیمبرگ میں۔ ایک برلن میں۔ ایک فرینکفورٹ میں، ایک آخن (Aachen) میں اور ایک میونخ (Munchen) میں۔ اور اگر "Schwetzingen" کی حکومتی مسجد کو بھی شامل کر لیا جائے تو یہ تعداد سات ہو جاتی ہے۔ مغربی یورپ کے کسی اور ملک میں (سپین کے سوا) اتنی تعداد میں مساجد نہیں۔

چوتھی خصوصیت یہ ہے کہ ان عمومی پیشگوئیوں کے علاوہ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات میں سارے یورپ میں اسلام کے غلبہ سے متعلق ہیں۔ آپ کے خلفاء کے کلمات و تحریرات میں کثرت سے ایسے ارشادات ملتے ہیں جو جرمنی میں اسلام کی ترقی پر خاص طور پر دلالت کرتے ہیں۔ چنانچہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک رؤیا ہے جو حضور رضؓ کو دوسری عالمگیر جنگ کے دوران ہوئی۔ اس میں حضور رضؓ نے دیکھا کہ ہٹلر ہمارے گھر آیا ہے اور میرے ساتھ ایک ہی چارپائی پر بیٹھ گیا ہے اور ہمارے گھر کی مستورات بھی اس سے پردہ نہیں کر رہیں۔ میں حیران ہوتا ہوں کہ یہ کیا ماجرا ہے؟ تو رؤیا کے اندر ہی تفہیم ہوتی ہے کہ چونکہ ہٹلر احمدی ہو گیا ہے اور اس طرح وہ میرا بیٹا بن گیا ہے۔ اس لئے ہماری خواتین اس سے پردہ نہیں کر رہیں۔ پھر میں ہٹلر کی کامیابی کے لئے دعا کرتا ہوں تو حیران ہوتا ہوں کہ یہ کیا ماجرا ہے؟ کیونکہ ہم انگریزوں کے ماتحت ہیں اور ہٹلر ان کے خلاف لڑ رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوتی ہے کہ وہ ہٹلر عیسائی ہے اور یہ ہٹلر مسلمان ہے اس لئے دعا کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ (الفضل ۸ر فروری ۱۹۵۶ء)

دوسری رؤیا میں حضور رضؓ نے دیکھا کہ جرمنی کے مبلغ نے تار بھیجا ہے کہ جرمنی کا ایک بہت بڑا شخص مسلمان ہو گیا ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ اب اس کے مسلمان ہونے سے جرمنی میں اسلام کو بہت ترقی ہو گی (الفضل ۸ر فروری ۱۹۵۶ء) غالباً اسی رؤیا کی بناء پر حضور رضؓ نے تفاؤل کے طور پر ایک جرمن نو مسلم کا نام عبدالشکور رکھا ہے۔ یہ وہ نام ہے جو حضور کو اپنی مصلح موعود رضؓ والی رؤیا میں دکھایا گیا تھا کہ وہ شخص حضور رضؓ کے ساتھ ساتھ دوڑ رہا تھا۔ گویا اس عظیم الشان رؤیا میں دکھیے جانے والے شخص کو حضور رضؓ نے جرمن قوم سے وابستہ فرمایا۔

اس امر کی تائید اس پیغام سے بھی ہوتی ہے جو حضرت مصلح موعود رضؓ نے جرمنی میں ہیمبرگ کے مقام پر تعمیر ہونے والی پہلی مسجد کے افتتاح کے موقعہ پر بھجوایا۔ حضور رضؓ نے تحریر فرمایا:۔

"خدا کرے کہ جرمن قوم جلد اسلام قبول کرے۔ اور اپنی اندرونی طاقتوں کے مطابق جس طرح وہ یورپ میں مادیات کی لیڈر ہے۔ روحانی طور پر بھی لیڈر بن جائے۔ فی الحال اتنی بات

تو یہ ہے کہ ایک جرمن نو مسلم زندگی
وقف کر کے امریکہ میں تبلیغ اسلام
کر رہا ہے۔ مگر ہم ایک مبلغ یا درجنوں
نو مسلموں پر مطمئن نہیں بلکہ چاہتے
ہیں کہ ہزاروں لاکھوں مبلغ جرمنی
سے پیدا ہوں۔ اور کروڑوں جرمن
باشندے اسلام قبول کریں۔ تا
اسلام کی اشاعت کے کام میں
یورپ کی لیڈری جرمن قوم
کے ہاتھ میں ہو۔ اللّٰھم آمین!"

اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی بھی جرمنی کے متعلق ایک رؤیا ہے جو حضور نے پہلی بار ۱۹۶۷ء میں اپنے پہلے دورہ یورپ کے موقع پر فرینکفورٹ میں بیان فرمائی۔ یہ رؤیا حضور نے خلافت پر متمکن ہونے سے پہلے دیکھی تھی۔ حضور نے دیکھا کہ ہٹلر آپ سے ملا ہے اور کہتا ہے کہ کیا میں آپ کو اپنا عجائب خانہ دکھاؤں؟ پھر وہ آپ کو ایک بہت بڑے ہال میں لے گیا۔ اس میں آپ نے ایک نقشہ دیکھا جو ایک پتھر پر بنا ہوا تھا اور اس کی شکل دل کی طرح تھی۔ قریب پہنچنے پر معلوم ہوا کہ وہ جرمنی کا نقشہ ہے جس کے اوپر کلمہ " لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ " لکھا ہوا ہے۔

یہی رؤیا حضور نے اپنے دورہ فرینکفورٹ ۱۹۷۳ء میں اخبار نویسوں کے سامنے بھی دہرائی

ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ:۔

" جرمنی تیس ۳۰ سے پچاس ۵۰
سال کے اندر اندر اسلام
قبول کر لے گا " (انشاء اللہ)

جرمنی کی ایک اور خصوصیت جس نے اسے دوسرے مغربی ممالک کے مقابلہ میں ممتاز کر دیا ہے۔ جرمن محققین کی کفن مسیح پر تحقیق ہے۔ جس نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ مسیح صلیب پر سے زندہ اتار لئے گئے تھے اور زندہ ہی اس غار میں رکھے گئے تھے جہاں سے بعد میں وہ زندہ اٹھ کر چھپتے چھپاتے اپنے شاگردوں سے ملے۔ جنہوں نے یہ مشہور کر دیا کہ وہ مردوں میں سے جی اٹھے ہیں۔ یہ تحقیق جو کولون یونیورسٹی کے بعض پروفیسروں نے کی (ان پروفیسروں میں سے صرف ایک کا نام بتایا گیا ہے اور وہ بھی قلمی نام "Prof. Theodor Hirt" ۔ پروفیسر تھیوڈور ہرٹ) اب کتاب کی صورت میں چھپ چکی ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ کفن پر پڑنے والی مسیح کی شبیہ اور اس پر موجود خون کے دھبوں سے خون کے بہاؤ کی جو کیفیت پتہ لگتی ہے اس سے بلاشبہ اس امر کی تصدیق ہوتی ہے کہ یہ خون اس وقت بہنا شروع ہوا جب مسیح کو صلیب پر سے اتار کر اور ان کے ہاتھوں اور پاؤں کو میخوں سے آزاد کر کے کفن کے اندر رکھا گیا تھا اور خون کا بہاؤ دل کی حرکت یعنی انسان کی زندگی کی علامت ہے۔ عجیب بات یہ ہے کہ علاوہ واقعاتی دلائل کے مصنف

نے انجیل میں سے حضرت مسیح کی صلیبی موت سے
نجات کے وہی دلائل دیئے ہیں جو آج سے اسّی
سال قبل خدا تعالیٰ کے فرستادہ حضرت مسیح
موعود علیہ السلام نے دنیا کے سامنے پیش کئے
تھے۔ ان میں سے ایک حضرت مسیح علیہ السلام
کا پہلو چھیدے جانے سے خون اور پانی کا بہہ
نکلنا ہے۔ دوسرے یونس نبی کے ساتھ مشابہت
کی دلیل ہے کہ جیسے وہ مچھلی کے پیٹ میں زندہ داخل
ہوئے اور زندہ نکلے۔ اسی طرح حضرت مسیح کا بھی
زمین کی چھاتی کے اندر زندہ داخل ہونا اور زندہ
نکلنا ضروری تھا۔ تیسرے بائیبل کا وہ بیان کہ
صلیب پر مرنے والا لعنتی ہوتا ہے۔ اس اعتبار
سے حضرت مسیح صادق ہوتے ہوئے صلیب پر
فوت ہی نہیں ہو سکتے تھے۔

اس تحقیق پر جو ۱۹۵۶ء میں پہلی بار منصۂ
شہود پر آئی اس وقت کے اخبارات میں جو تبصرے
اور اداریے چھپے۔ انھوں نے سارے یورپ اور
بالخصوص چرچ میں ایک تہلکہ مچا دیا۔ ادھر چرچ
دم سادھے بالکل خاموش تھا کاٹو تو بدن میں
لہو نہیں۔ کیونکہ وہ گزشتہ انیس سو سال سے
یہ منادی کرتا چلا آرہا تھا کہ مسیح نے صلیب پر جان
دے کر ساری دنیا کے لئے نجات کا سامان پیدا کر
دیا۔ اب ایک طرف تحقیق اتنی زبردست، محکم
اور مسکت دلائل پر مبنی کہ آسانی کے ساتھ اس
کا رد نہیں کیا جا سکتا۔

کا عقیدہ جس پر ساری مسیحیت کا دارومدار ہے اور
اس کا انکار گویا مسیحیت کا بطلان ہے۔ وہ یہ بھی
نہیں کہہ سکتے تھے کہ کفن نقلی ہے کیونکہ وہ ان کے
اپنے ہی گرجا میں جو اٹلی کے قصبہ ٹورین (Turin)
میں ہے۔ گزشتہ ہزارہا سال سے مسیح کے مقدس
کفن کے طور پر محفوظ چلا آتا ہے۔ ایسے ہی جیسے
سکھ بابا نانک کے چولہ کے متعلق یہ نہیں کہہ سکتے کہ
یہ بابا نانک کا چولہ نہیں کیونکہ وہ انہی کے پاس
بابا نانک کی ایک مقدس یادگار کے طور پر اب تک
موجود ہے۔ اس لئے چرچ نے اسی میں عافیت سمجھی
کہ وہ خاموش رہے اور اس پر کوئی تبصرہ نہ کرے
جہاں تک کفن پر موجود مسیح کی شبیہ کا تعلق ہے
اس کے بارہ میں خود پوپ آف روم، پوپ پیئس
یازدہم (Pius XI) کی شہادت موجود ہے
کہ شبیہ یا تصویر انسانی دستبرد سے پاک ہے۔
اور چونکہ وہ کیمرے کی منفی تصویر کی مانند ہے اس
لئے تحقیقی نقطۂ نگاہ سے بھی اس میں انسانی ہاتھ
کے دخل کی نفی ہوتی ہے۔ کیونکہ یہ ایک مسلّمہ حقیقت
ہے کہ دنیا کا کوئی قابل سے قابل مصوّر بھی منفی
تصویر کمال صحت کے ساتھ نہیں بنا سکتا۔ بہرحال
چرچ نے اس پر کوئی تبصرہ آج تک نہیں کیا۔ بلکہ
اُن تحقیق کرنے والوں کے پیچھے لٹھ لے کر دوڑ پڑے
اور ان کو اپنی جان چھپاتے ہی بنی۔ میں خود کولون
یونیورسٹی میں گیا ہوں اور اگرچہ یہ تحقیق صرف بیس
سال پرانی ہے مگر مجھے کوئی نہیں بتا سکا۔ کہ پروفیسر

تھیوڈور ہرٹ کسی پروفیسر کا قلمی نام ہے۔ کتاب کا مصنف ایک جرمن مسٹر کرٹ برنا (Kurt Berna) ہے جو ابھی تک زندہ موجود ہے مگر کسی مخفی معاہدہ کے تحت وہ بھی اس پروفیسر کا اصلی نام بتانے کے لئے تیار نہیں۔

بہرحال اس تحقیق کا سہرا جرمن سائنسدانوں کے سر ہے اور یہ اعزاز ایسا ہے کہ عالمِ احمدیت میں ہمیشہ بڑی قدر کے ساتھ یاد کیا جائے گا۔

اس کتاب کا دوسرا ایڈیشن پہلے سنسنی خیز عنوان کی بجائے ایک اور عنوان "CHRISTUS WOULD LEBENDIG BEGRABEN" (یعنی حضرت مسیح کو زندہ دفن کیا گیا تھا) کے تحت حال ہی میں چھپا ہے اور اس میں وہ تمام اخبارات کے تبصرے بھی شامل کر دیئے گئے ہیں جو اس وقت کی اور بعد کی عالمی اخباروں میں اب تک چھپتے چلے آرہے ہیں۔ ••

تبصرہ:

ایازِ محمود (سوانح حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ مرحوم رضؓ)

صفحات ۲۸۸ ۔ قیمت ۶ روپے

یہ کتاب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خاص طبی مشیر حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ خان صاحب مرحومؓ کی سوانح پر مشتمل ہے۔ جناب عبد الباری قیوم ایم اے نے حال ہی میں اسے مرتب کیا ہے اور حضرت ڈاکٹر صاحب مرحوم کے اخباراتِ سلسلہ میں شائع ہونے والے علمی مضامین اور بزرگانِ احمدیت کے ذکرِ خیر پر مشتمل نوٹ بھی اس میں شامل کر دیئے ہیں۔ مؤلف کی محنت قابلِ قدر ہے۔

احباب اس مفید کتاب سے فائدہ اٹھائیں!

(ادارہ)

مطالعہ کتب حضرت مسیح موعودؑ

امسال ماہانہ کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حسبِ ذیل کتب مقرر ہیں۔ مرکز سے یہ کتب منگوا کر باقاعدگی سے ان کا مطالعہ کیا جائے:۔

- دسمبر ۱۹۷۷ء : گناہ سے نجات کیونکر مل سکتی ہے
- جنوری ۱۹۷۸ء : فتح اسلام
- فروری " سبز اشتہار
- مارچ " پیغامِ صلح
- اپریل " رازِ حقیقت
- مئی " مسیح ہندوستان میں
- جون " لیکچر سیالکوٹ
- جولائی " کشف الغطاء
- اگست " برکات الدعاء
- ستمبر " تجلیاتِ الٰہیہ
- اکتوبر " احمدی اور غیر احمدی میں کیا فرق ہے؟

(مہتمم تعلیم خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

صفیر لعرات

روشنی

جناب میجر منظور احمد ریٹائرڈ۔ ساہیوال

اِک روشنی سی آج ہر اک رہگذر میں ہے
کوئی حسین راہرو شاید سفر میں ہے

یوں تو نگاہِ اوّلیں بھی کم نہ تھی ندیم!
لیکن وہ کیف، ہائے جو بارِ دگر میں ہے

کیا جانچتا پھرے ہے شجر ہائے راہ کو
پہچاننے کی چیز تو ان کے ثمر میں ہے

صدیاں گزر گئیں کہ زمانہ نہ کہہ سکا
وہ بات جو ترے سخنِ مختصر میں ہے

منظور جان جائیں گے وہ دل کی راہ سے
پیغام ان کے واسطے جو چشمِ تر میں ہے
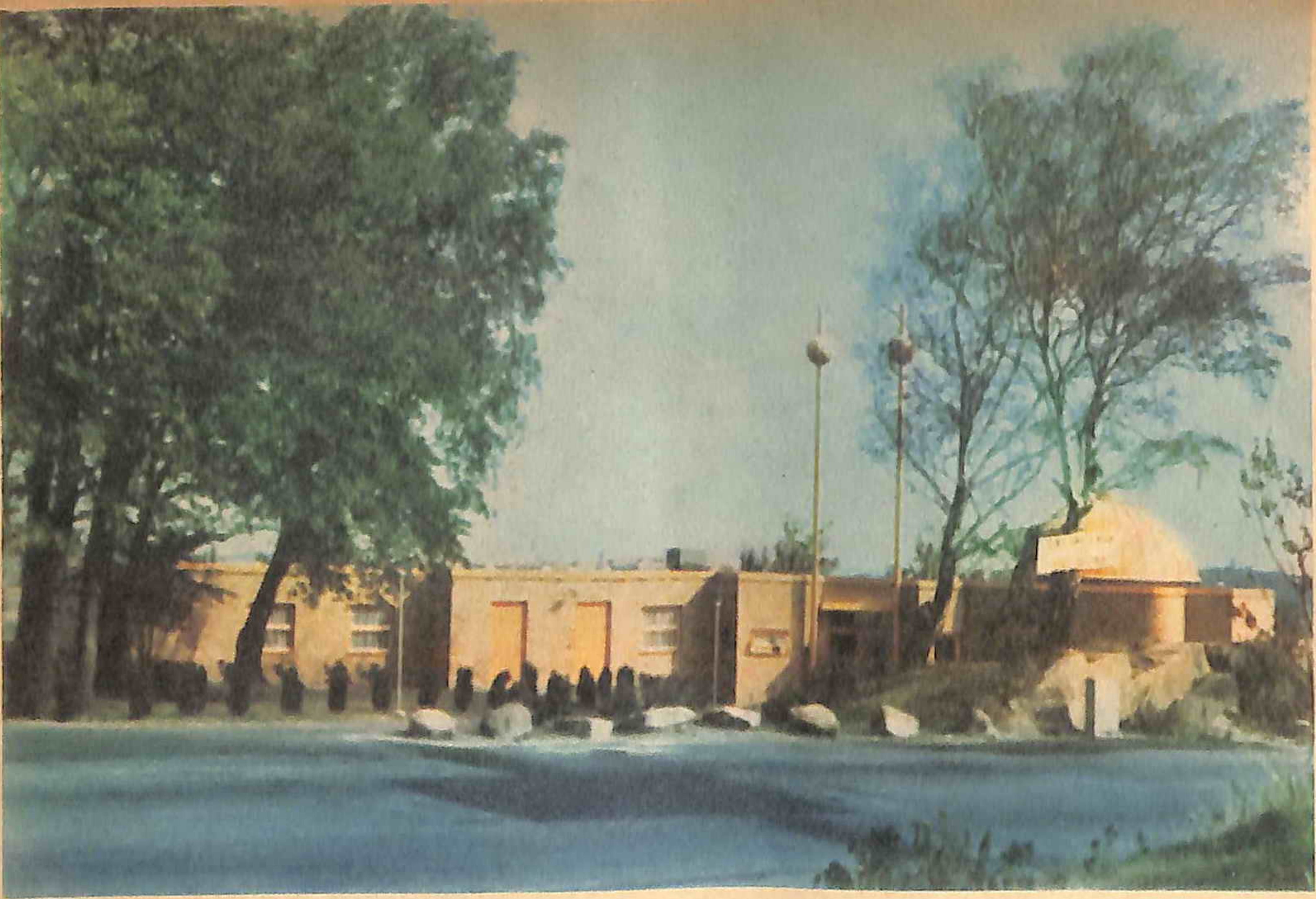
مسجد ناصر گوٹن برگ سویڈن کا ایک دلکش منظر
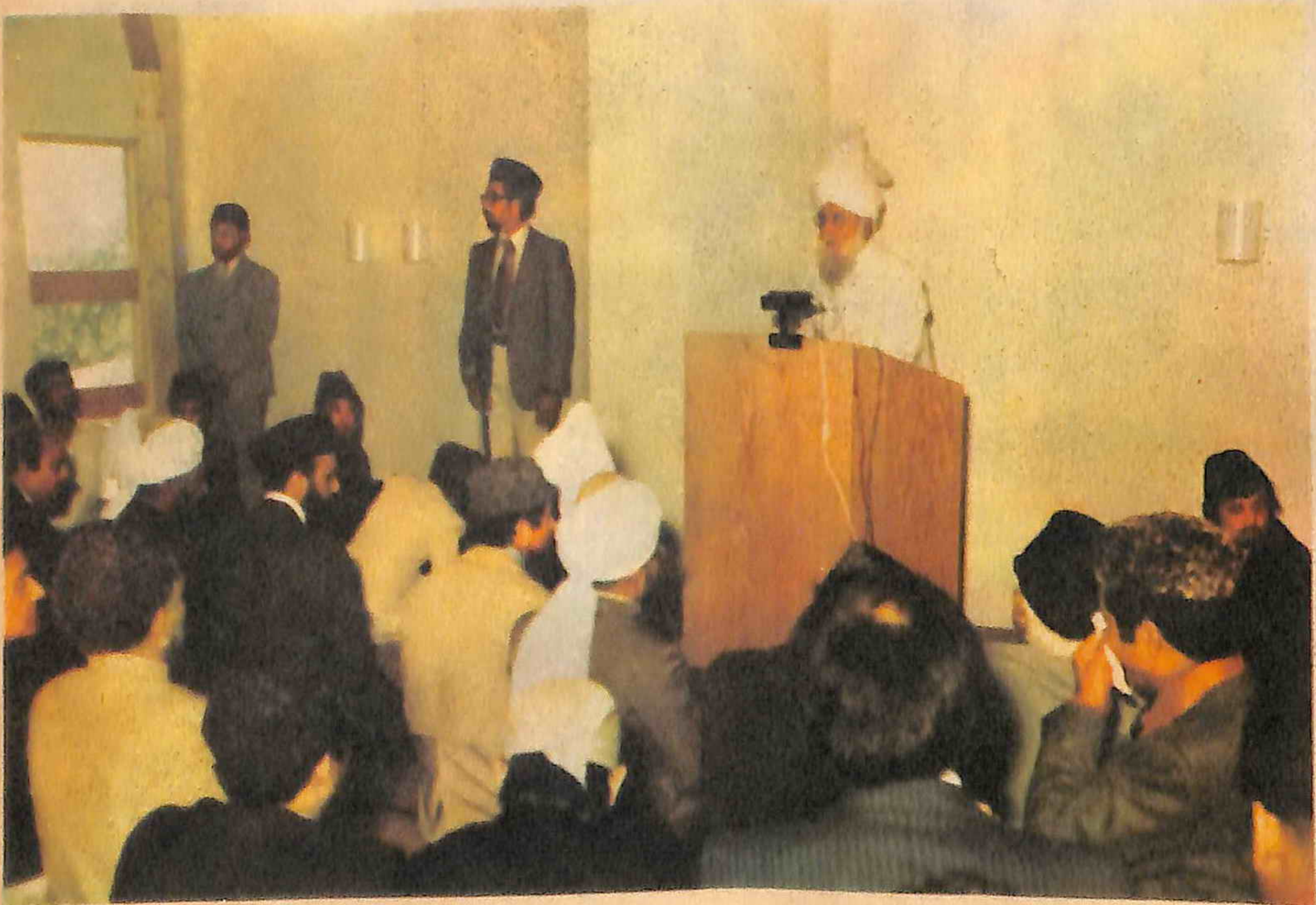
حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد ناصر گوٹن برگ کے افتتاح کے موقع پر پہلا خطبہ ارشاد فرما رہے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد ناصر گوٹن برگ میں ایک چینی سے گفتگو فرما رہے ہیں۔ جو اپنی لڑکی کے ساتھ مسجد دیکھنے آئے تھے۔
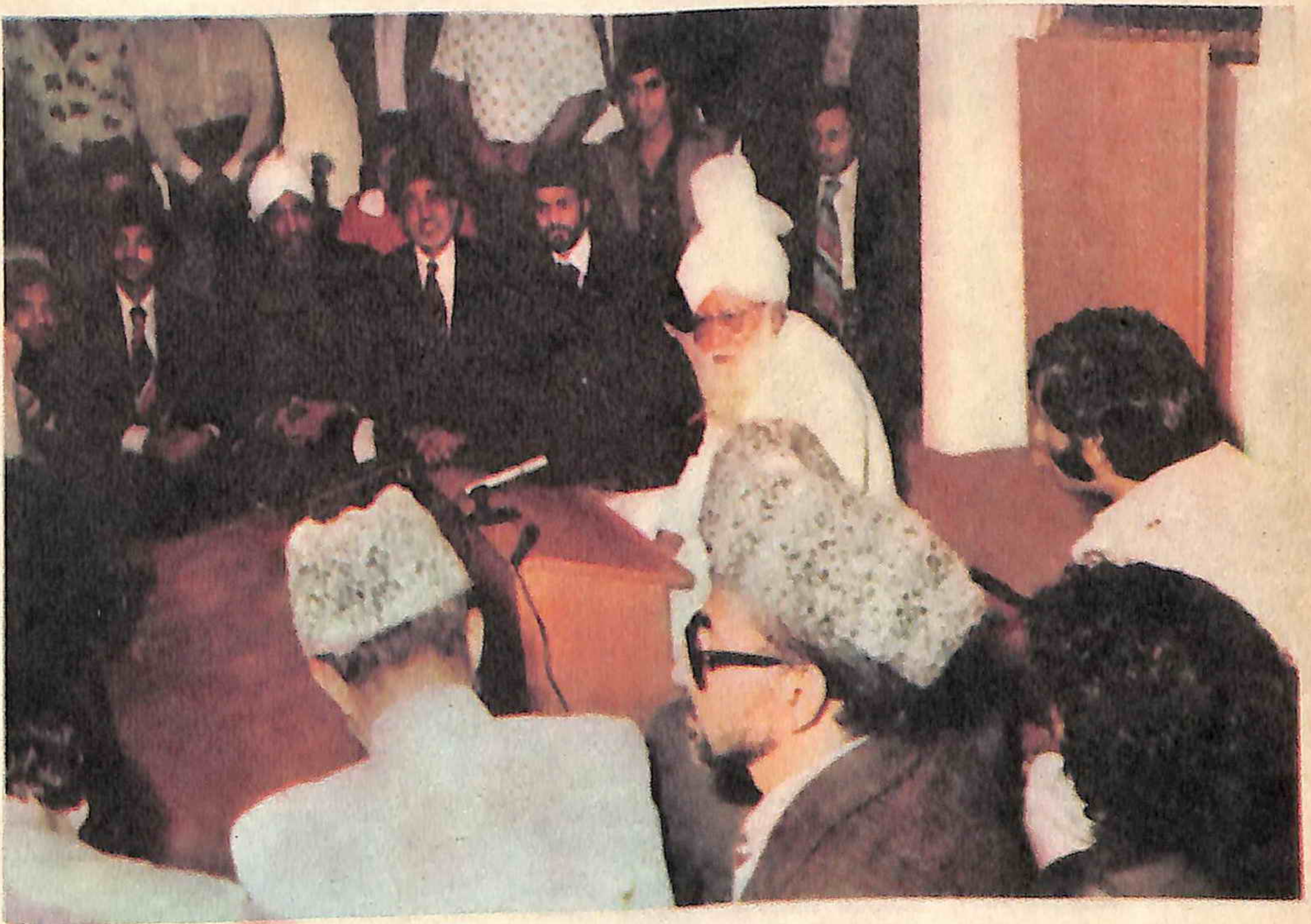
حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد ناصر گوٹن برگ کے افتتاح سے قبل سویڈن میں پریس کانفرنس سے خطاب فرما رہے ہیں

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد ناصر گوٹن برگ کے افتتاح کے بعد یوگوسلاویہ کے نئے بیعت کنندگان کے درمیان تشریف فرما ہیں

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز مسجد ناصر گوٹن برگ میں جرمنی کے وفد سے ملاقات فرما رہے ہیں

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اوسلو (ناروے) کے ہوٹل ہولمن کولن میں پریس کانفرنس سے خطاب فرما رہے ہیں

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جرمنی میں احباب جماعت سے اجتماعی ملاقات فرما رہے ہیں۔

خصوصی رپورٹ
از مکرم جناب مسعود احمد دہلوی ایڈیٹر الفضل

- سویڈن کی پہلی مسجد کا افتتاح
- پریس کانفرنس سے خطاب
- ریڈیو کے نمائندہ سے ملاقات
- خطبہ جمعہ
- اخبارات میں چرچا

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کا

سویڈن میں ورود مسعود

امام جماعت احمدیہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور حضرت سیدہ بیگم صاحبہ مع دیگر اہل قافلہ مورخہ ۱۹ راگست بروز جمعرات ۱۱ بجے شب چار سو میل بحری اور تین سو میل بری سفر کے بعد لندن سے گوٹن برگ (سویڈن) میں وارد ہوئے۔

فریڈرکس ہاون کے مقام پر مکرم کمال یوسف صاحب مبلغ سویڈن، مکرم عبد اللطیف صاحب صدر جماعت احمدیہ ہیمبرگ (انگلستان) اور مولوی عبد الکریم صاحب آف لندن نے حضور کا استقبال کیا۔ پھر گوٹن برگ کی بندرگاہ پر احباب جماعت نے کثیر تعداد میں "السلام علیکم" کہہ کر اور ہاتھ ہلا ہلا کر حضور کا پرتپاک استقبال کیا۔

اگلے روز حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے صد سالہ جوبلی کے عظیم منصوبہ کے پہلے طیب اور شیریں ثمر یعنی "مسجد ناصر" کا افتتاح فرمایا۔ یہ مسجد حال ہی میں تعمیر ہوئی ہے۔ اس کا سنگِ بنیاد گزشتہ سال حضور نے ہی رکھا تھا اور یہ سویڈن کی سرزمین میں پہلی "مسجد" ہے۔ اس کے ساتھ مشن ہاؤس، مبلغ کی رہائش گاہ لائبریری اور ایک وسیع میٹنگ ہال بھی ہے۔

پریس کانفرنس سے خطاب

۲۰ راگست ۱۹۷۶ء کو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح ساڑھے دس بجے ایک عظیم الشان پریس کانفرنس سے خطاب فرمایا۔ یہ کانفرنس مسجد ناصر

کے ہال میں منعقد ہوئی۔ اس پریس کانفرنس میں اخبارات اور نیوز ایجنسیز کے متعدد نمائندگان اور پریس فوٹو گرافرز کے علاوہ "رشین آرتھوڈوکس چرچ" کے ایک معمر اور سینئر پادری (ایسٹونیہ کے بشپ) نے بشپ کے لباس میں ملبوس ایک معمر خاتون کے ہمراہ ایک مبصر کی حیثیت سے شرکت کی۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مجلس میں رونق افروز ہوتے ہی سب سے خیریت دریافت فرمائی۔ جس کے بعد حضور کی دعوت پر نمائندگان نے تعارفی سوالات کئے۔ ایک صحافی نے مسجد کی افتتاحی تقریب کی وضاحت چاہی تو حضور نے فرمایا ———

"آج ہمارے یہاں جمع ہونے کے دو مقاصد ہیں۔ ایک یہ کہ نماز جمعہ ادا کی جائے جو کہ مسلمان ہر ہفتہ وسیع پیمانہ پر ادا کرتے ہیں۔ نماز سے پہلے خطبہ ہوتا ہے اور دوسرے اس مبارک موقع پر ہم نے سویڈن میں تعمیر ہونے والی پہلی مسجد کا افتتاح بھی کرنا ہے جو نماز جمعہ ادا کرنے کے ساتھ از خود عمل میں آجائے گا۔

ایک صحافی کے اس سوال کا جواب دیتے ہوئے کہ آیا مسجد صرف عبادت کے لئے ہوتی ہے یا اس کی اسلام میں کوئی اور اہمیت بھی ہے۔ حضور نے فرمایا ——— مسجد یقیناً عبادت کے لئے ہی تعمیر کی جاتی ہے لیکن اس کی اہمیت عمارت میں نہیں بلکہ اس پیغام میں ہوتی ہے جس کی یہ حامل ہوتی ہے اور وہ پیغام یہ ہے کہ ہر شخص برابر ہے۔ سب کو ہی امن، باہمی محبت واخوت اور بے لوث خدمت کے اوصاف سے متصف ہونا چاہیئے۔ مسجد دراصل زندگی کے اسلامی انداز کے حق میں نقطۂ مرکزی کی حیثیت رکھتی ہے اور ہمیں یہ یقین ہے کہ مسجد جس پیغام کی آئینہ دار ہوتی ہے وہ ایک دن بنی نوع انسان کے دل جیت لے گا اور ایک صدی کے اندر اندر بنی نوع انسان مسجد کے پیغام کے قائل ہو جائیں گے اور جان لیں گے کہ ان لاینحل مسائل کا حل جو مسلسل نئے مسائل پیدا کر رہے ہیں اسی پیغام پر عمل پیرا ہونے میں مضمر ہے۔

ایک نامہ نگار نے جب یہ کہا کہ انسانیت کو اپنے مسائل کے حل کے لئے ابھی ایک صدی اور انتظار کرنا ہوگا؟ تو حضور نے فرمایا کہ ——— جماعت احمدیہ جس نے کچھ عرصہ سے سکنڈے نیویون ممالک میں بھی کام شروع کیا ہے۔ آج سے ۸۶ برس قبل قائم ہوئی تھی اور اس کے ذریعہ خدا تعالیٰ نے غلبۂ اسلام کی اسے بشارت دی تھی۔ چنانچہ یہ جماعت اسی وقت سے عمل میں مصروف غلبہ اسلام کی گھڑی کی منتظر ہے اور خدا کے وعدہ پر یقین کامل رکھتے ہوئے وہ مصروف عمل ہی رہیگی جہاں تک کہ خدائی وعدوں کے مطابق غلبہ اسلام کا دن طلوع نہ ہو جائے۔

حضور نے واضح فرمایا کہ ہم آئندہ سے متعلق کچھ نہیں جانتے۔ ہاں خدا جو عالم الغیب ہے وہ غلبۂ اسلام کی گھڑی کو جانتا ہے۔ اس نے جن واقعات کی خبر ہمیں دی تھی وہ اپنے اپنے وقت پر ظاہر ہو رہے ہیں

مثلاً روس میں انقلاب برپا ہونے کی جو خبر بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے ذریعہ اس نے دی تھی وہ پوری ہو چکی ہے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق اسلام پورے کرۂ ارض پر غالب آکر رہے گا کیونکہ خدا تعالیٰ جو اس پر قادر ہے نے خود ہمیں اس سے آگاہ کیا ہے۔ اور ایک صدی کا عرصہ تو قوموں کی زندگی میں زیادہ طلب نہیں ہوتا ———

ایک نامہ نگار کے غلبۂ اسلام سے متعلق تبلیغ و اشاعت کی سکیم پر عمل پیرا ہونے کی علّتِ غائی دریافت کرنے پر حضور نے فرمایا ——— ہمارے اس پروگرام کی ایک ہی علّتِ غائی ہے وہ یہ کہ ہم محبت پیار اور بے لوث خدمت کے ذریعہ لوگوں کے دل جیتیں آپ اندازہ نہیں لگا سکتے کہ بنی نوع انسان کی محبت ہمارے دلوں سے اُبل رہی ہے۔

ایک نامہ نگار نے دریافت کیا کہ کیا ایک دن واقعی مغربی دنیا کے عیسائی مسلمان بن جائیں گے؟ تو حضور نے فرمایا کہ ——— ہم انہیں یہ یقین دلا دیں گے کہ ان کی نجات صرف اور صرف اسلام میں مضمر ہے اگر وہ مطمئن ہو گئے تو وہ مسلمان ہو کر رہیں گے۔

حضور نے یہ نکتہ مزید واضح کرتے ہوئے فرمایا کہ ——— اس وقت انسان بعض درپیش مسائل کے حل کی تلاش میں سرگرداں ہے، عقل ناکام ہو چکی ہے کیونکہ اس کے فیصلوں میں تضاد ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ مسائل حل کرنے کا کوئی اور حتمی اور یقینی ذریعہ بھی ہونا چاہیئے اور وہ یہ ہے کہ خدا کے ساتھ انسان کا زندہ تعلق قائم ہو جائے اور اسے اپنے پیدا کرنے والے رب کی رہنمائی میسر آجائے۔ اور چونکہ یہ زندہ تعلق اسلام پر ہی عمل پیرا ہونے سے قائم ہو سکتا ہے اس لئے میں کہتا ہوں کہ بنی نوع انسان کی نجات اسلام کے ساتھ وابستہ ہے۔

آخر میں حضور نے ایک اور صحافی کے سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ ——— اس مسجد (ناصر) کے اخراجات جماعت احمدیہ انگلستان نے برداشت کئے ہیں۔ نیز وضاحت فرمائی کہ ہم کسی سے امداد نہیں لیتے بلکہ مختلف ممالک کے احمدی احباب ایثار و قربانی کا مظاہرہ کرتے ہوئے چندوں کی شکل میں جو رقوم پیش کرتے ہیں۔ انہی سے ہم مساجد اور مشن ہاؤس وغیرہ تعمیر کرتے ہیں۔ ہمارا خدا ہمیں اپنے پاؤں پر آپ کھڑا ہونے کو کہتا ہے اور یہ کہ ہم اپنی امیدیں بجز خدا کے اور کسی سے وابستہ نہ کریں۔

اس کے ساتھ ہی یہ کانفرنس جو ۱/۲ ۱۰ بجے شروع ہوئی تھی ڈیڑھ گھنٹہ کے بعد اختتام پذیر ہوئی۔

ریڈیو کے نمائندہ سے ملاقات

پریس کانفرنس شروع ہونے سے کچھ دیر پہلے ریڈیو گوٹن برگ کی ایک نمائندہ خاتون تشریف لے آئیں اور سویڈن میں تعمیر ہونے والی اس سب سے پہلی مسجد کے افتتاح کی خبر فوری طور پر ریڈیو سے نشر کرنے کی خواہش ظاہر کی اور اس سلسلہ میں حضور ایدہ اللہ سے ملاقات کی درخواست کی۔ چنانچہ حضور ایدہ اللہ

نے انھیں (یعنی وقت) ملاقات کا شرف عطا فرمایا۔

خاتون مذکور نے جو کہ مسجد اور اس کے ماحول کا معائنہ کر چکی تھیں مسجد کی خوب صورتی کا اظہار کیا۔ تو حضور نے یہاں کے متعلقہ حکام کا شکریہ ادا فرمایا جنہوں نے تعمیر مسجد کے لئے یہاں جگہ دی اور اس طرح اہل گوٹن برگ کی خدمت کا موقع دیا ——

جب اس خاتون نے حضور سے پوچھا کہ آپ یہاں پہلی مرتبہ تشریف لائے ہیں؟ تو حضور نے فرمایا ——

میں اس سے قبل تین دفعہ یہاں آچکا ہوں اور پہلے پہل میں ۱۹۳۵ء یا ۱۹۳۶ء میں یہاں آیا تھا۔

یہ مختصر سا انٹرویو ریکارڈ کرنے کے بعد نامہ نگار خاتون واپس چلی گئیں۔

نمازِ جمعہ اور افتتاحی تقریب

مسجد اور اس کے احاطہ کی آرائش

پریس کانفرنس کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے "مسجد ناصر" میں نماز جمعہ (جو اس مسجد کی افتتاحی تقریب بھی تھی) ادا فرمانا تھی۔ اس بابرکت تقریب میں شامل ہونے کے لئے سویڈن کے ہمسایہ ممالک سے آئے ہوئے ایک ہزار احمدی احباب مسجد میں جمع ہونا شروع ہو گئے۔ مسجد اور اس سے ملحقہ زمین کی صفائی اور راستے کو سجانے کا کام جو صبح سے مقامی احباب کر رہے تھے۔ مکمل ہو چکا تھا۔ اور وہی قطعہ زمین جو گذشتہ سال ویران پڑا تھا اب جنگل میں منگل کا سماں پیش کر رہا تھا۔ اس احاطہ میں بڑے بڑے بینرز پر جلی حروف میں حسبِ ذیل عبارات لکھی ہوئی تھیں۔ جو دور سے بآسانی پڑھی جا سکتی تھیں اور سڑک سے گزرنے والوں کے لئے باعث جذب و کشش تھیں:۔

(۱) "اَھْلاً وَسَھْلاً وَمَرْحَبًا"

(۲) "این است در مکانِ محبت سرائے ما"

(۳) "Islam means — Submission to Allah."

(یعنی اسلام کے معنی ہیں اطاعت الٰہی میں محو ہونا)

(۴) "Mohammad is the Servant and prophet of God."

(محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں)

(۵) "Mohammad is the best exempler."

(محمد صلے اللہ علیہ وسلم نوع انسان کے لئے بہترین نمونہ ہیں۔)

(۶) "جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے۔"

خطبہ جمعہ

پریس کانفرنس ختم ہوتے ہی نماز جمعہ کے لئے

تیاری شروع ہو گئی۔ ساڑھے بارہ بجے جب تمام
احباب مسجد میں تشریف لا چکے تو حضور مشن ہاؤس
سے تشریف لائے۔ اس کے بعد مکرم شعیب موسیٰ صاحب
نے دوسری آذان دی اور پھر حضور ایدہ اللہ نے یہ
تاریخی خطبہ جمعہ شروع فرمایا :-
تشہد و تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت
کے بعد حضور نے فرمایا :

"یہ ہماری زندگی کا نہایت خوش کن
اور پرمسرت موقع ہے کہ اللہ تعالیٰ
نے محض اپنے فضل سے اعلائے کلمۃ اللہ
کی غرض سے سویڈن میں پہلی مسجد
تعمیر کرنے کی توفیق عطا فرمائی تا ہم
یہ اعلان کر سکیں کہ ہر شخص اللہ تعالیٰ سے
اس کے احکام پر عمل پیرا ہو کر زندہ
تعلق قائم کر سکتا ہے۔"

اس کے بعد حضور نے اِنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰهِ کی تفسیر
کرتے ہوئے فرمایا کہ :-

"مسجد خدا کا گھر ہوتی ہے اور اس
کی ملکیت بجز خدا کے کسی کو حاصل نہیں
ہوتی۔ ہم تو محض نگران ہیں۔ اس کے
دروازے ہر اس شخص کے لئے کھلے ہیں
جو خدائے واحد کی عبادت کرنا
چاہے۔ کوئی بھی موحد اس مسجد
میں اپنے طریق کے مطابق خدائے واحد
کی عبادت کر سکتا ہے۔"

بعدہٗ حضور نے مسجد کے کسٹوڈینز کی مسجد
کی حفاظت اور صفائی سے متعلق ذمہ داریوں پر قرآن
پاک سے حسب ذیل آیات تلاوت فرما کر روشنی ڈالی :-

"اَفَمَنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ
عَلٰى تَقْوٰى مِنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٍ
خَيْرٌ اَمْ مَّنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ
عَلٰى شَفَا جُرُفٍ هَارٍ فَانْهَارَ
بِهٖ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ ۗ وَاللّٰهُ
لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝"
(التوبہ : ۱۰۹)

حضور نے فرمایا۔ "اللہ تعالیٰ نے اس امر پر زور
دیا ہے کہ اصل مسجد وہی ہے جس کی بنیاد تقویٰ اللہ
اور رضائے الٰہی پر ہو اور خدا نے مسجد کے نگرانوں پر
دو ذمہ داریاں عائد کی ہیں :-

اوّل :- مسجد میں مکمل صفائی رکھیں اور عبادت
کرنے کے لئے ضروری اشیاء مہیا کریں۔

دوم :- مسجد میں ایسا ماحول پیدا کریں کہ
اس میں آنے والوں کا خدا سے زندہ تعلق قائم ہو جائے

پھر حضور نے دو قسم کی مساجد کا باہمی فرق بیان
کرتے ہوئے فرمایا ——— "ایک تو حقیقی مسجد
ہے جس کی بنیاد تقویٰ اور رضائے الٰہی پر ہو اور اس
کے بنانے والوں کو خدا اپنے افضال و انعامات کا مورد
بناتا ہے۔ دوسرے برخلاف اس کے وہ مسجد ہے جس
کی بنیاد ظلم پر ہو اور وہ تقویٰ سے عاری ہو۔ وہ حقیقی
مسجد نہیں۔ اس کا اور اس کے بنانے والوں کا انجام

فَاَنْهَارَ بِهٖ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ ط بتایا۔

اس کے بعد حضور نے فرمایا کہ مسجد ایک عظیم الشان پیغام کی حامل ہوتی ہے۔ سو ہماری یہ مسجد یہ درس دیتی ہے کہ سب لوگ خدا کی نگاہ میں برابر ہیں اور ہر شخص اس سے زندہ تعلق قائم کر سکتا ہے۔ نیز یہ کہ تمام بنی نوع انسان کو باہم محبت کرنی چاہیئے۔ ایک دوسرے کی بے لوث خدمت ان کا طرۂ امتیاز ہونا چاہیئے۔

آخر میں حضور نے اس پُر مسرت موقع پر خدا کا شکر ادا کرتے ہوئے دعا فرمائی کہ خدا تعالیٰ اس مسجد کے مقاصد پورے فرمائے اور اسے اپنی غیر معمولی برکتوں اور فضلوں سے نوازے اور ہم اس کی دی ہوئی توفیق سے سب کے دل جیتنے والے ہوں۔ تا خدا کی مرضی زمین پر پوری ہو (آمین!)

اس بصیرت افروز اور پُر اثر خطبہ جمعہ کے بعد حضور نے اس مسجد میں پہلی نماز (نماز جمعہ) پڑھائی۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ حضور نے نماز شروع کرنے سے پیشتر خاکسار مسعود احمد خان دہلوی ایڈیٹر روزنامہ الفضل کو اپنے ساتھ بائیں جانب اور مکرم کمال یوسف صاحب امام مسجد ناصر سویڈن کو دائیں جانب کھڑا ہونے کا ارشاد فرمایا۔ اور ان دونوں کو خدا تعالیٰ کے فضل سے اس تاریخی مسجد میں پہلی نماز حضور کے دائیں بائیں کھڑے ہو کر ادا کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ جونہی نماز جمعہ ختم ہوئی سب سے پہلے مکرم و محترم منیر الدین احمد صاحب مبلغ سویڈن نے حضور کی خدمت میں "مبارکباد" عرض کی جس کے بعد ہر طرف سے "مبارکباد" کی آوازیں آنے لگیں اور ایک عجیب روح پرور سماں طاری ہو گیا۔ اس پر حضور نے جو آج نہایت ہی مسرور تھے اور خوشی سے آپ کا چہرہ مبارک تمتما رہا تھا۔ فرمایا:۔

"سب کو ہی مبارک ہو۔ یورپ
اور امریکہ کی وہ جماعتیں۔ جنہوں
نے مسجد کے اخراجات برداشت
کئے ہیں۔ بدرجۂ اولیٰ مبارکباد
کی مستحق ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی
قربانیوں کو قبول فرمائے۔"

اس کے بعد حضور مسجد سے باہر تشریف لے آئے اور ایک گھنٹہ تک احباب جماعت کے ساتھ مسجد کی کھلی زمین میں چہل قدمی کرتے ہوئے انہیں شرف مصافحہ اور معارف ارشادات اور نصائح سے نوازتے رہے۔ اور اس دوران قرب و جوار میں رہنے والے سویڈش باشندے بھی حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر مبارکباد عرض کرتے رہے۔

ریڈیو اور اخبارات میں چرچا

مسجد کا افتتاح جونہی عمل میں آیا۔ گوٹن برگ ریڈیو نے حضور کے خطبہ، نماز اور افتتاح کی خبر نشر کی۔ نیز خطبہ سے پہلے دی جانے والی آذان بھی ریڈیو کے ذریعہ اہل سویڈن تک پہنچائی اور افتتاح کی خبر کئی مرتبہ وقفہ وقفہ کے ساتھ نشر ہوتی رہی۔

اگلے روز اخبارات نے اس افتتاح کی خبریں شائع کیں۔ جن کے ساتھ مسجد اور حضور ایدہ اللہ کی

تصاویر بھی تھیں - ان اخبارات کی کٹنگز کا خلاصہ حسب ذیل ہے:-

ایک تصویر میں حضور کو پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے دکھایا گیا تھا۔ تصویر کے نیچے یہ عبارت درج تھی:-

"حضرت مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح جنہوں نے سویڈن کی سب سے پہلی مسجد کا افتتاح فرمایا آپ ایک مسلمان جماعت کے پیشوا اور سربراہ اعلیٰ ہیں جس کا مقصد محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کو غیر مسلم دنیا میں پھیلانا ہے۔"

"ARBETET" (آربے تت)

دوسری تصویر جو تین کالموں میں پھیلی ہوئی تھی۔ افتتاحی تقریب میں شرکت کرنے والوں کو "مسجد ناصر" میں داخل ہوتے ہوئے دکھایا گیا۔ اس تصویر کے نیچے یہ عبارت لکھی ہوئی تھی:-

"سویڈن کی پہلی مسجد جس کا افتتاح جمعہ کے روز گوٹن برگ میں عمل میں آیا۔ یہ مسجد جو گوٹن برگ کے نواحی علاقہ میں واقع ہے ایک ایسے مقام اجتماع کا کام دے گی۔ جہاں گوٹن برگ کے پانچ صد مسلمان جمع ہو کر عبادت بجا لا سکیں گے"

اخبار نے جو خبر تفصیل سے شائع کی اس کا ترجمہ درج ذیل ہے:-

پانچ کالمی عنوان:

"نواحی علاقہ کی رہائشی عمارتوں کے درمیان گوٹن برگ میں تعمیر ہونے والی سب سے پہلی مسجد"

خبر کا متن:

"گوٹن برگ سویڈن کو اس کی پہلی مسجد میسر آ گئی۔ حضرت مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح نے گوٹن برگ میں جمعہ کے روز اس کا افتتاح فرمایا۔

مسلمانوں کی یہ مذہبی عمارت ہیگس برہوئیڈن (Hogsbohojden) نامی پہاڑی پر کئی منزلہ رہائشی مکانوں اور کوٹھیوں کے درمیان واقع ہے۔ گنبد اور میناروں کے باوجود یہ گرد و نواح کے علاقے اور اس کے ماحول میں بہت بھلی معلوم دیتی ہے۔ کیونکہ فن تعمیر کے ایک سویڈش ماہر نے جدید طرز کی اس عمارت کو ڈیزائن کیا ہے اسی لئے روایتی مشرقی انداز کی مسجدوں سے یہ قدرے مختلف ہے۔ یہ مسجد امن، محبت اور دوستی کے پیغام کی حامل ہے۔ خود خلیفۃ المسیح نے افتتاحی تقریب کے موقع پر پریس کانفرنس سے خطاب کرتے

ہوئے واضح فرمایا کہ امن، محبت اور
دوستی کا پیغام ہی ہمارے مذہب کا
خلاصہ اور لب لباب ہے۔" (ترجمہ)
ایک اور اخبار نے اپنے صفحہ اول پر ایک بہت
نمایاں فوٹو شائع کیا جس میں مسجد ناصر کے باہر کمرہ
استقبال میں پڑے ہوئے جوتوں کے لاتعداد جوڑے
دکھائے گئے تھے۔ اس تصویر کے نیچے اس نے یہ عبارت
درج کی:۔
"نہیں۔ یہ تصویر موسم خزاں میں منعقد
ہونے والے "شو فیئر" (یعنی جوتوں
کے میلہ کی نہیں ہے) "گوٹن برگ پوسٹ"
ہیگسن بو ہومیڈن نامی پہاڑی پر تعمیر
ہونے والی مسجد کے افتتاح کے
موقعہ پر یہ تصویر کھینچی گئی ہے تم لوگ
جوتے پہنے ہوئے ایک مسجد میں داخل
نہیں ہو سکتے مسجد ایک پاک اور
مقدس جگہ ہوتی ہے۔ ایک مسلمان کیلئے
جوتے اتار کر مسجد میں داخل ہونا
اسی طرح ایک فطری امر ہے جیسے
طرح ہم چرچ میں ٹوپی نہیں پہنتے۔"

"GOTENBORG POSTEN" (گوٹن برگ پوسٹ)

اس اخبار نے ایک اور صفحہ پر تین کالمی عنوان
کشف مسجد اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ
تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تصاویر سے مزین جو خبر شائع
کی گئی اس کا ترجمہ درج ذیل ہے:

سہ کالمی عنوان:

"خلیفۃ المسیح نے ہگسین بو پہاڑی
پر پہلی مسجد کا افتتاح فرمایا"

خبر کا متن:۔

"سویڈن کی پہلی مسجد جسے امام جماعت
احمدیہ نے تعمیر کرایا ہے اس کا افتتاح
جمعہ کے روز عمل میں آیا۔ تمام مسلمانوں
کے لئے یہ ایک خوشی کا موقع تھا۔
تاہم اس میں ایک حد تک اجنبیت
پائی جاتی تھی۔ کیونکہ عورتوں نے
چہروں پر نقاب ڈالے ہوئے تھے
وہ بھی نماز میں شریک تھیں۔ لیکن
ایک علیحدہ احاطہ میں تاکہ مسجد کے
احاطہ کو ناپاک نہ کر سکیں (؟) نیچا
پر کھال کی ٹوپیاں اور پگڑیاں پہنے
ہوئے مرد تھے۔ لاؤڈ سپیکر سے
بلند ہونے والی اذان کی آواز تھی
اور انٹرنس (داخلہ روم) میں
لاتعداد جوتے پڑے ہوئے تھے۔
پاکستانی مسلمانوں کے ایک سو خاندانوں
نے دس لاکھ کرونے کی لاگت سے
اسے تعمیر کرایا ہے اور اس کے لئے
انگلستان اور امریکہ (میں رہنے والے
احمدیوں) سے چندہ جمع کیا گیا ہے
ہگسین بو کی پہاڑی پر تعمیر شدہ

مسجد کے مینارے (جو اذان دینے
کے لئے بنائے جاتے ہیں) محض علامتی
مینارے ہیں۔ علی الصبح سے سورج
غروب ہونے کے دو گھنٹہ بعد تک
دن میں پانچ مرتبہ بلند آواز سے
لوگوں کو نماز کے لئے پکار پکار کر بلانا
کارے دارد ہے۔ اس لئے جدید تکنیکی
آلات سے استفادہ کرتے ہوئے اذان
مسجد کے اندر ہی لاؤڈ سپیکر کی مدد سے
دی جاتی ہے۔

مسجد اس انداز میں تعمیر کی جاتی
ہے کہ اس کے سب سے اہم حصہ
کا رخ مکہ کی سمت میں ہوتا ہے اس
میں کھڑے ہو کر گھٹنوں کے سہارے
جھک کر اور پیشانی کو مسجد کے فرش پر
ٹکا کر نماز ادا کی جاتی ہے۔ مسجد کا
افتتاح فرقہ احمدیہ کے سربراہ اعلیٰ
حضرت میرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح
نے فرمایا۔ تمام دنیا سے بالعموم اور
انگلستان، جرمنی اور پاکستان سے
بالخصوص آنے والے مہمانوں کے علاوہ
ایسٹونین آرتھوڈکس چرچ کے
پادری صاحب بھی اس موقع پر آئے
ہوئے تھے۔

حضرت میرزا ناصر احمد (حضرت
احمد (علیہ السلام) کے تیسرے خلیفہ
ہیں۔ اس فرقہ کی بنیاد اس غرض سے
رکھی گئی تھی تا کہ تمام بنی نوع انسان کے
لئے سب سے آخری اور مکمل دین
کی حیثیت سے اصلی اور حقیقی اسلام
کا از سر نو احیاء کیا جائے۔

اس فرقہ کے دعوے کے بموجب
بانی سلسلہ احمدیہ (آخری زمانہ میں
آنے والے) موعود مسیح تھے۔ وہ اس
لئے آئے تھے تا کہ قرآن کی کامل تعلیم
کی جو موجودہ زمانہ کے لئے بھی موزوں
ترین تعلیم ہے نئی تعبیر اور نئی تشریح
سے دنیا کو آگاہ کر سکیں۔

خلیفۃ المسیح نے (خطبہ جمعہ)
میں اس امر پر روشنی ڈالی کہ رضائے
الٰہی کی خاطر اللہ کے گھر کو پاک صاف
رکھنا از حد ضروری ہے آپ نے فرمایا
یہ (یعنی مسجد) ایک ایسی جگہ ہے جہاں
ہمیں خدا تعالیٰ کے ساتھ زندہ تعلق
قائم کر کے اس دنیا میں زندگی بسر
کرنی چاہیئے جو شخص نیک اور دیندار
نہ ہو خدا تعالیٰ اس کی رہنمائی نہیں
فرماتا۔ خدا تعالیٰ کی رہنمائی اور ہدایت
اسے ہی نصیب ہوتی ہے جو عدل،
امن و عافیت اور آزادی کا درس دیتا

اور اس کے قیام کے لئے کوشاں رہتا ہو۔ خدا تعالیٰ ایسے شخص کو نعمت ہدایت اور حقیقی رہنمائی سے نوازتا ہے تاکہ وہ حیاتِ نو اور خدمتِ نوعِ انسان کے پیغام کو پھیلا سکے۔

وہ جماعت جس نے گوٹن برگ میں مسجد بنائی ہے تبلیغ اسلام کا فریضہ بجا لانے والی ایک مضبوط تنظیم کی حامل ہے سکولوں کے قیام کی وہ زبردست حامی ہے تاکہ مسلمان بچوں کو دینی تعلیم بھی دی جا سکے۔ یہ جماعت کوپن ہیگن، لنڈن، دی ہیگ، ہیمبرگ، فرینکفورٹ اور زیورچ میں مساجد پہلے ہی تعمیر کر چکی ہے —— اگلے سال قرآن کا سویڈش زبان میں ترجمہ شائع کرنے کی تیاریاں ہو رہی ہیں اور منصوبہ یہ ہے کہ آئندہ سولہ سال میں تمام یورپی زبانوں میں قرآن کے تراجم شائع ہو جائیں۔

ہیگس یورپ جس مسجد کا افتتاح عمل میں آیا ہے وہ دوسری مساجد کی طرح گنبد سے مزین ہے .... اس جماعت کے (سویڈن میں) دو مبلغ ہیں۔ جماعت سویڈن نہ صرف بیرونی ملکوں سے آکر یہاں آباد ہونے والے مسلمانوں پر مشتمل ہے بلکہ ۲۰ سویڈش باشندے بھی اس میں شامل ہیں جنہوں نے اسلام قبول کر لیا ہے۔

مسجد سے ملحق مذہبی اجلاسوں کے انعقاد کے لئے ایک ہال کے علاوہ ایک لائبریری، ایک دفتر کا کمرہ اور امام مسجد کا رہائشی مکان بھی ہے۔ عورتیں اس میں ایک علیحدہ دروازے سے داخل ہوتی ہیں اور پردہ کے پیچھے رہ کر مذہبی اجتماعات میں شریک ہوتی ہیں۔ اپنی تقویم کی رو سے یہ جماعت چودھویں صدی میں سے گزر رہی ہے کیونکہ ہجری شمسی اسلامی کیلنڈر کی رو سے موجودہ سال ۱۳۵۵ واں سال ہے"۔

(گوٹن برگ پوسٹ، (GOTENBORG POSTEN) مورخہ ۲۱ اگست ۱۹۷۶ء)

گوٹن برگ میں حضور کی دیگر اہم مصروفیات

۲۰ اگست ۱۹۷۶ء بروز جمعۃ المبارک حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ دعاؤں کے درمیان اس کا افتتاح فرمانے کے بعد مزید کچھ روز وہاں قیام فرمانے اور مسجد میں نمازیں پڑھا کر وہاں اللہ تعالیٰ کے حضور اس خطۂ ارض میں غلبۂ اسلام کے سامان ہونے کے لئے دعائیں کرنے کا فیصلہ فرمایا۔ چنانچہ حضور

مسجد کے افتتاح کے بعد ۲۶ اگست تک گوٹن برگ کے مشن ہاؤس میں ہی قیام فرما رہے۔

۲۰ اگست بروز جمعۃ المبارک حضور ایدہ اللہ نے جمعہ اور عصر کی نمازیں پڑھا کر سویڈن کی سب سے پہلی مسجد (یعنی مسجد ناصر) کا افتتاح فرمانے اور پھر افتتاح کے موقع پر تشریف لائے ہوئے سینکڑوں احباب کے درمیان گھوم پھر کر ان سے باتیں کرنے کے بعد شام کو مسجد ناصر میں تشریف لا کر مغرب اور عشاء کی نمازیں پڑھائیں۔ مسجد اور اس سے ملحق کمرۂ استقبال مختلف ملکوں سے آئے ہوئے احباب سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد حضور نے مسجد میں تشریف فرما کر احباب کو پر معارف ارشادات سے نوازا۔ حضور کے یہ ارشادات اللہ تعالیٰ کے غیر معمولی فضلوں رحمتوں اور برکتوں کے ذکر جمیل پر مشتمل تھے۔

اس موقع پر حضور ایدہ اللہ کی زیر ہدایت مکرم غلام سرور صاحب آف شیخوپورہ نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی معرکۃ الآراء نظم کے بعض اشعار خوش الحانی سے سنائے جس کے پہلے دو شعر یہ ہیں:۔

"اے خدا اے کارساز و عیب پوش و کردگار
اے مرے پیارے مرے محسن مرے پروردگار
کس طرح تیرا کروں اے ذوالمنن شکر و سپاس
وہ زباں لاؤں کہاں سے جس سے ہو یہ کاروبار"

حمد و شکر کے آئینہ دار ان اشعار پر ہی یہ پر لطف مجلس اختتام پذیر ہوئی۔

۲۱ اگست بروز ہفتہ حضور ایدہ اللہ مسجد ناصر میں پانچوں نمازیں پڑھانے کے علاوہ، و مغرب کے ممالک سے تشریف لائے ہوئے احباب سے ملاقاتیں کرنے کی وجہ سے انتہائی مصروف رہے۔ علاوہ انفرادی ملاقاتوں کے حضور نے مغربی جرمنی کے ستر سے زائد احباب کو اجتماعی ملاقات کا شرف بخشا۔ شرف مصافحہ عطا فرمانے کے علاوہ انہیں مغربی تہذیب کے اثرات قبول نہ کرنے اور اپنی زندگیوں میں اسلام کا اعلیٰ نمونہ پیش کرنے سے متعلق بیش بہا نصائح سے نوازا۔ ملاقات کے بعد یہ سب احباب ایک بس اور موٹر کاروں کے ذریعہ نعرے بلند کرتے ہوئے واپس جانے کے لئے گوٹن برگ سے روانہ ہوئے۔

حضور نے مغرب کی نماز پڑھانے کے بعد مسجد میں احباب کے درمیان تشریف فرما رہ کر انہیں پر معارف ارشادات سے سرفراز فرمایا۔ اس موقع پر جناب غلام سرور صاحب آف شیخوپورہ نے حضور ایدہ اللہ کی اجازت سے گوٹن برگ میں سویڈن کی سب سے پہلی مسجد تعمیر ہونے سے متعلق محترم ڈاکٹر محمود الحسن صاحب امین آبادی کے اشعار پڑھ کر سنائے جو موصوف نے لندن میں ۱۸ اگست کو سرزمین گوٹن برگ کو مخاطب کر کے فی البدیہہ کہے تھے:۔

"یہاں یہ آج ہوا ہے خدا کا گھر تعمیر
زہے نصیب ترے اے زمین گوٹن برگ
لپٹ جا دامن ناصر سے آج تو کہ وہ ہے
بہت قریب ترے اے زمین گوٹن برگ"

جناب غلام سرور صاحب نے اس موقع پر "کلام محمود"

میں سے سیدنا حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نظم "ولولۂ تبلیغ" بھی خوش الحانی سے سنائی۔ جس کے آخری دو شعر یہ ہیں۔

"پھیلائیں گے صداقتِ اسلام کچھ بھی ہو
جائیں گے ہم جہاں بھی کہ جانا پڑے ہمیں
محمود کر کے چھوڑیں گے ہم حق کو آشکار
روئے زمیں کو خواہ ہلانا پڑے ہمیں"۔

۲۲ اگست بروز اتوار حضور ایدہ اللہ نے صبح دس بجے سے ایک بجے تک مختلف ملکوں سے آئے ہوئے احباب کو انفرادی طور پر ملاقاتوں کا شرف عطا فرمانے کے علاوہ اوسلو کی جماعت کے کثیر التعداد احباب سے اجتماعی ملاقات فرمائی اور ان کے ساتھ اوسلو میں مسجد کے لئے زمین خریدنے کے بارے میں مشورہ فرمایا۔ اسی ضمن میں انھیں ضروری ہدایات سے نوازا۔ اس کے بعد یہ سب احباب بس اور موٹروں کے ذریعہ اوسلو واپس روانہ ہوئے۔

ملاقاتوں سے فارغ ہونے کے بعد حضور نے ۲ بجے بعد دوپہر مسجد ناصر میں ظہر اور عصر کی نمازیں پڑھائیں اتوار کی وجہ سے اس روز گوٹن برگ کے شہری مرد، عورتیں اور بچے دن بھر بڑی کثرت کے ساتھ مسجد اور مشن ہاؤس دیکھنے آتے رہے، حتیٰ کہ ان کی آمد کا سلسلہ رات گئے تک جاری رہا۔ اسی بناء پر مکرم کمال یوسف صاحب امام مسجد سویڈن، مکرم جناب منیر الدین احمد صاحب مبلغ سویڈن، مکرم سمیع اللہ صاحب زاہد مبلغ سویڈن نیز ڈاکٹر عبد الرؤف صاحب اور ان کی اہلیہ محترمہ مسز خالدہ کرسٹینا کو آنے والے مردوں اور عورتوں کو خوش آمدید

کہنے، انھیں مسجد دکھانے اور اسلام کی تعلیم اور طریق عبادت سے متعلق ان کے سوالوں کا جواب دینے میں بہت مصروف رہنا پڑا۔

شام کو مختلف سکولوں کے ڈیڑھ درجن کے قریب بچے اپنی سائیکلوں پر سوار ایک ساتھ مسجد دیکھنے آئے۔ مسجد دیکھنے کے بعد انھوں نے بتایا کہ وہ مسلمانوں کو مسجد میں نماز ادا کرتے ہوئے دیکھنا چاہتے ہیں۔ انھیں بتایا گیا کہ نماز ساڑھے آٹھ بجے شب ادا کی جائے گی وہ اسی اشتیاق میں مسجد کے ایک کونہ میں بہت خاموشی اور ادب کے ساتھ بیٹھے نماز کا انتظار کرتے رہے۔ ساڑھے آٹھ بجے حضور نے مسجد میں تشریف لا کر مغرب وعشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ جب

حضور نماز پڑھنے کے بعد واپس تشریف لے جانے لگے تو
یہ بچے اچانک کھڑے ہو گئے اور حضور کے گرد آ جمع ہوئے
حضور نے کھڑے کھڑے کچھ دیر ان سے باتیں کیں اور نماز
کے انتظار میں وہاں ٹھہرے رہنے پر انہیں شاباش دی۔
بچے حضور سے ملاقات کر کے بہت خوش ہوئے اور
حضور کے تشریف لے جانے کے بعد رات گئے اپنے گھروں
کو واپس لوٹے۔

۲۳ اگست بروز سوموار حضور نے علی الصبح
مسجد میں تشریف لا کر فجر کی نماز پڑھائی۔ اور پھر دس بجے
صبح دوبارہ مسجد میں تشریف لا کر مکرم جناب کمال یوسف
صاحب امام مسجد ناصر اور مکرم جناب منیر الدین احمد صاحب
مبلغ سویڈن کے ہمراہ مسجد اور مشن ہاؤس کی تعمیر کا
بہت تفصیلی معائنہ فرمایا اور بعض چھوٹے چھوٹے
نقائص کی نشاندہی فرما کر انہیں دور کرانے کی ہدایت فرمائی
ڈیڑھ بجے دوپہر حضور نے ظہر اور عصر کی نمازیں
جمع کر کے پڑھائیں۔ شام کو حضور ایدہ اللہ اور حضرت سیدہ
بیگم صاحبہ مدظلہا یوگوسلاوین احمدی بھائی جناب
عزت اولی ورچ کے گھر دعوت طعام پر تشریف لے گئے۔
مردوں اور عورتوں کے لئے علیحدہ کمروں میں دعوت کا
انتظام تھا۔ اس دعوت میں مبلغین کے علاوہ متعدد
احباب نے شرکت کی۔ اس موقع پر حضور نے جناب
عزت اولی ورچ صاحب کے بچوں کو پیار فرمایا اور ان
کے ساتھ فوٹو کھنچوائے۔

دعوت سے نو بجے شب مشن ہاؤس واپس
تشریف لا کر حضور نے مسجد ناصر میں مغرب اور عشاء کی
نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔

ہر چند کہ دن بھر مرد اور خواتین بڑی تعداد میں
مسجد دیکھنے آتے رہے تھے تاہم رات کو بھی ان کی آمد کا
سلسلہ جاری رہا حتی کہ چند نوجوان لڑکے اپنی ڈیوٹیوں
سے فارغ ہونے کے بعد مسجد دیکھنے کے اشتیاق میں
رات دس بجے کھنچے چلے آئے اور مسجد اور مشن ہاؤس
کو اندر سے دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔

۲۴ اگست بروز منگل گوٹن برگ میں مسجد
ناصر کے افتتاح کے بعد حضور ایدہ اللہ کے قیام اور
خصوصی دعاؤں کی قبولیت کے طور پر

اللہ تعالیٰ کی غیر معمولی تائید و نصرت کا ایک تابندہ و
درخشندہ نشان کا ظہور ہوا جو اس وقت موجود
سینکڑوں احباب کو روحانی کیف و سرور سے
بہرہ اندوز کرنے کا موجب بنا اور وہ اللہ تعالیٰ کی حمد
بجا لاتے ہوئے فرط مسرت سے جھوم اٹھے

اس روز حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے مسجد ناصر
میں تہجد کی نماز پڑھانے کے بعد مسجد دیکھنے کی غرض سے
آنے والوں کی آمد کا سلسلہ شروع ہوا اور رات گئے
تک جاری رہا۔ درمیان میں حضور نے ظہر اور عصر کی با جماعت
نمازیں پڑھائیں۔ شام کو احمدیہ مشن گوٹن برگ کی طرف
سے مشن ہاؤس میں اجتماعی کھانے کا انتظام کیا گیا تھا
اور اس میں حضور ایدہ اللہ اور حضرت سیدہ بیگم صاحبہ
مدظلہا اور گوٹن برگ میں مقیم یوگوسلاوین احمدی احباب
کے علاوہ بعض غیر از جماعت یوگوسلاوین احباب اور
ان کے اہل و عیال بھی شامل ہوئے

کھانے کے دوران یوگوسلاوین احباب جماعت اور دیگر یوگوسلاوین دوست حضور کے پر معارف ارشادات کو بہت توجہ اور انہماک سے سنتے رہے اور کھانے سے فارغ ہونے کے بعد بھی وہ حضور کے گرد جمع رہ کر کمال محویت کے عالم میں حضور کے ارشادات سننے میں ہمہ تن مصروف رہے۔ پھر یکایک یوں محسوس ہوا کہ گویا خدا تعالیٰ نے انہیں اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ کہہ کر مخاطب کیا ہے اور وہ اس کے جواب میں بَلیٰ پکار اٹھے ہیں۔ اس لئے کہ ان میں سے بعض احباب یکدم کہہ اٹھے کہ ہم حضور کے دست مبارک پر خدا تعالیٰ سے عہد بیعت باندھنا اور جماعت احمدیہ میں داخل ہونا چاہتے ہیں۔ حضور کی زیر ہدایت انہیں بیعت فارم دیئے گئے۔ جو انہوں نے فوراً پُر کر دیئے اسی وقت علیحدہ کمرہ میں بیٹھی ہوئی مستورات کی طرف سے بھی بیعت فارم مہیا کرنے کا مطالبہ کیا گیا۔ چنانچہ ان کی طرف بھی بیعت فارم بھیج دیئے گئے۔ دیکھتے ہی دیکھتے دس سعید روحوں نے بیعت فارم پُر کر کے ان پر اپنے دستخط ثبت کر دیئے۔ ان میں ایک پاکستانی بھائی کے علاوہ نو یوگوسلاوین بھائی اور بہنیں شامل تھیں حضور نے ان کی بیعت قبول فرماتے ہوئے انہیں دعاؤں سے نوازا کہ اللہ تعالیٰ انہیں استقامت عطا فرمائے اور انہیں غلبۂ اسلام کی آسمانی مہم میں حصہ لینے کی توفیق عطا فرما کر ان کو اور ان کی آئندہ نسلوں کو اپنے غیر معمولی فضلوں اور رحمتوں سے نوازے۔ اس مبارک و مقدس موقع پر جن نو احباب اور بہنوں نے بیعت کرنے کی سعادت پائی ان کے اسماء گرامی یہ ہیں:۔

(۱) مکرم جناب گلاوش موجو (Mr GLAVAS MUJO.)

(۲) محترمہ گلاوش خدیجہ (GLAVAS KATIDJA) اہلیہ مکرم گلاوش موجو صاحب

(۳) مکرم جناب لطیف ترکووچ (Mr LATIF TURCHOVIC)

(۴) محترمہ ہیدی ترکووچ (Mrs HIDA TURCHOVIC) اہلیہ مکرم جناب لطیف ترکووچ صاحب۔

(۵) مکرم جناب بشیچ حاکیہ (Mr, BESIC HAKIJA)

(۶) مکرم جناب عبد الحنان (Mr ABDUL HANNAN)

(۷) مکرم جناب نصرت سلطانووچ (MR NUSRAT SULTANOVIC.)

(۸) مکرم جناب ابراہیم رجبووچ (MR IBRAHIM REDZEPOVIC.)

(۹) محترمہ زاہدہ سلیمانووچ (ZAHIDA SULEMANOVIC.)

(۱۰) مکرم جناب نادر خان آف پاکستان

حضور ایدہ اللہ کی زیارت اور ارشادات سے مستفیض ہونے پر یکایک دس افراد کا عجیب وارفتگی کے عالم میں بیعت پر آمادگی کا اظہار ایک ایسا دل موہ لینے والا واقعہ تھا کہ جس نے جملہ حاضرین میں خوشی و مسرت کی ایک لہر دوڑا دی اور بلا استثناء سب ہی فرطِ مسرت سے جھوم اُٹھے۔

اس پُرکیف مجلس کے اختتام پذیر ہونے پر حضور ایدہ اللہ نے مشن ہاؤس سے ملحق نو تعمیر شدہ مسجد ناصر کے اندر تشریف لے جا کر مغرب اور عشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں اس طرح دعوت میں مدعو جملہ احباب کو حضور کی اقتداء میں نمازیں ادا کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

اسی دوران میں کہ حضور نمازیں پڑھا رہے تھے گوٹن برگ میں مقیم لیو چین ین (Liu Chin Yen) نامی ایک چینی دوست اپنی بیٹی کے ہمراہ مسجد دیکھنے آگئے اور حضور سے ملاقات کی خواہش کا اظہار کیا۔ حضور نے انہیں نماز سے فارغ ہونے کے بعد مسجد میں ہی ملاقات کا شرف بخشا۔ ان چینی دوست نے عرض کیا کہ وہ گوٹن برگ میں ایک ہوٹل چلا رہے ہیں۔ انہوں نے سویڈن کی سب سے پہلی مسجد کی تعمیر کا چرچا تو سن رکھا تھا اور مسجد دیکھنے کی خواہش بھی بہت تھی لیکن کاروباری مصروفیت کے باعث وہ مسجد دیکھنے کے لئے وقت نہ نکال سکے تھے۔ آخر آج رات وقت سے کچھ پہلے ہوٹل بند کر کے وہ مسجد دیکھنے آئے۔ انہوں نے حضور کی خدمت میں مسجد کی تعمیر پر مبارکباد پیش کی اور مسجد کے ڈیزائن اور فنِ تعمیر کو سراہا۔ اس موقع پر حضور نے انہیں انگریزی زبان میں بہت تفصیل سے اسلام کا پیغام پہنچایا اور انہیں بتایا کہ علی الترتیب سرمایہ دارانہ اور کمیونسٹ انقلاب کے ناکام ہونے کے بعد اب اسلامی نظام دنیا میں غالب آئے گا۔ اور اس زمانہ میں دنیا جن مسائل سے دوچار ہے اور جن کے حل کی کوئی صورت نظر نہیں آرہی۔ اسلام کی بے مثال و لازوال تعلیم انہیں حل کر دکھائے گی۔ حضور نے فرمایا۔ یہ ہمارا اندازہ یا خوش فہمی نہیں ہے بلکہ خدا تعالیٰ نے اس زمانہ میں اپنے ایک مامور کو مبعوث کر کے ہمیں خود اس کی خبر دی ہے۔ اس مامور کی بعثت کے نتیجہ میں دنیا میں موعود اسلامی انقلاب کی طرح پڑ چکی ہے اور یہ انقلاب رفتہ رفتہ رونما ہوتا چلا آرہا ہے۔ اور آئندہ ایک صدی کے اندر اندر یہ اپنے کمال کو پہنچ جائے گا۔ یہ زمین و آسمان کے خدا کا فیصلہ ہے دنیا کی کوئی طاقت اس انقلاب کو اپنے کمال تک پہنچنے سے روک نہیں سکے گی۔

حضور تقریباً نصف گھنٹے تک انھیں تبلیغ فرماتے رہے۔ انھوں نے حضور کے ارشادات کو بہت توجہ اور گہری دلچسپی کے ساتھ سنا۔ آخر سلسلہ کلام ختم ہونے پر مسٹر لیو چین ین حضور سے مصافحہ کا شرف حاصل کر کے دس بجے شب وہاں سے رخصت ہوئے اور حضور آرام فرمانے کی غرض سے مشن ہاؤس کے رہائشی حصہ میں تشریف لے گئے۔

۲۵ اگست بروز بدھ تھکان اور ناسازئ طبع کی وجہ سے دوپہر تک حضور نے آرام فرمایا۔ ڈیڑھ بجے بعد دوپہر مسجد ناصر میں ظہر و عصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھانے اور پھر دوپہر کا کھانا تناول فرمانے کے بعد حضور اڑھائی بجے بعد دوپہر حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ مدظلہا اور دیگر اہلِ قافلہ کے ہمراہ گوٹن برگ سے شمال مشرق کی جانب سڑک E.3 پر جھیل لیروم (LERUM) پر سیر کے لئے تشریف لے گئے اور وہاں کچھ وقت ٹھہرنے کے بعد آلنگ سوس (ALINGSAS) نامی مقام کی جانب تشریف لے جا کر میورن (MJORN) نامی وسیع و عریض جھیل کے کنارے کچھ وقت چہل قدمی فرمائی اور پھر وہاں سے روانہ ہو کر گوٹن برگ شہر کے گرد چکر کاٹ کر دوسری جانب سے واپسی ہوئی۔ راستہ میں گوٹن برگ کا مشہور نباتاتی باغ (BOTANI- CAL GARDEN) دیکھا۔ قریباً ایک گھنٹہ تک اس خوبصورت باغ میں چہل قدمی فرماتے اور اس کے خوشنما مناظر سے لطف اندوز ہونے کے بعد حضور غروب آفتاب سے قبل مسجد ناصر واپس تشریف لے آئے

اور پھر کچھ وقت کے بعد مغرب اور عشاء کی نمازیں پڑھائیں۔

۲۶ اگست بروز جمعرات حضور ایدہ اللہ نے گوٹن برگ سے ناروے کے دارالحکومت اوسلو روانہ ہونا تھا۔

ساڑھے نو بجے تک جب بہت سے مقامی احباب حضور کو الوداع کہنے کی غرض سے مشن ہاؤس میں آ جمع ہوئے۔ پہلے حضور اور حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ نے مسجد کے اندر تشریف لے جا کر نوافل ادا کئے اور اس ملک میں غلبۂ اسلام کے لئے دعائیں مانگیں۔ پھر موٹر کاروں میں سوار ہونے سے قبل مبلغین یورپ کی درخواست پر حضور نے ہر مبلّغ کے ساتھ علیحدہ علیحدہ فوٹو کے علاوہ گروپ فوٹو کھنچوائے۔

فوٹو سے فارغ ہونے کے بعد حضور ایدہ اللہ نے اجتماعی دعا کرائی۔ پھر حضور نے جملہ حاضر احباب کو شرفِ مصافحہ عطا فرمایا اور موٹروں میں سوار ہو کر پونے دس بجے صبح گوٹن برگ سے ناروے کے دارالحکومت اوسلو روانہ ہوئے جو گوٹن برگ سے قریباً دو سو میل کی مسافت پر واقع ہے۔

گوٹن برگ سے شاہراہ E 6 براستہ اُڈیوالہ (UDDEVALLA) اوسلو جاتی ہے۔ حضور نے اس شاہراہ پر کنگ ایلو (KUNGELV.) کے قصبہ میں سے گزر کر ساحلی شہر تھوروڈ (TOROD) تک سفر کیا اور پھر وہاں سے سویڈن کے مغربی ساحل کے ساتھ ساتھ جانے والی ایک ذیلی سڑک نمبر ۱۶۰ کے ذریعہ ایک اور ساحلی مقام سٹینگ سُنڈ (STENUNG SUND) تشریف لائے۔

ساڑھے دس بجے صبح سٹینگ سُنڈ پہنچنے پر جہاں سے سڑک ایک پل پر سے گزر کر سلسلہ وار پھیلے ہوئے ساحلی جزائر میں داخل ہوتی ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ اور قافلہ کے دیگر ارکان نے موٹروں سے اتر کر کچھ وقت جھیلوں کی شکل میں پھیلے ہوئے سمندر اور اس میں چلنے والی کشتیوں کا نظارہ کیا۔ پھر وہاں سے روانہ ہو کر درمیان میں آنے والے متعدد چھوٹے چھوٹے جزائر کے علاوہ علی الترتیب دو بڑے جزیروں شورن (TJORN) اور اورسٹ (ORUST) میں سے گزر کر بہت ہی سرسبز علاقہ کسلی برگ (KISSLE BERG) گئے اور پھر وہاں سے ایک اور ذیلی سڑک کے ذریعہ ایک اور ساحلی مقام ایرکس برگ (ERICKSBERG) پہنچے۔ وہاں سڑک ختم ہو جاتی ہے اور آگے جانے کے لئے کشتی (فیری بوٹ) میں سوار ہو کر درمیان میں حائل سمندری پٹی کے اس پار اترنا پڑتا ہے۔ اس مقام پر پہنچ کر سڑک پر موٹریں جمع ہوتی رہتی ہیں اور جونہی جہاز نما بڑی کشتی اُس پار سے مسافروں کو لے کر آتی ہے تو اِدھر رُکے ہوئے مسافر موٹروں سمیت اس میں سوار ہو جاتے ہیں اور چند منٹ میں پار اُتر کر آگے سفر جاری رکھتے ہیں۔

ایرکس برگ پہنچنے کے چند منٹ بعد اُس پار سے کشتی آ گئی اور ہم موٹروں سمیت اس پار جا اُترے اور سفر جاری رکھنے کے بعد بارہ بجے دوپہر نہایت ہی خوبصورت ساحلی شہر لیسے شل (LYSEKIL) پہنچے۔ یہاں حضور ایدہ اللہ اور حضرت سیدہ بیگم صاحبہ مدظلہا اور دیگر اہلِ قافلہ نے ایک ریسٹورنٹ میں کافی نوش فرمائی اور پھر وہاں سے روانہ ہو کر ۲ بجے کے قریب سڑک سے ہٹ کر گھاس کے ایک میدان میں درختوں کی چھاؤں میں قیام کر کے دوپہر کا کھانا کھایا جو گوٹن برگ سے روانگی کے وقت ساتھ لے لیا تھا۔ کھانے اور ظہر و عصر کی نمازوں سے فارغ ہو کر مزید سفر جاری رکھتے ہوئے گلیبورگ (GLABORG) کے مقام پر اوسلو جانے والی شاہراہ E 6 پر آ ملے اور وہاں سے سوین سُنڈ (SVINESUND) پہنچے جو

سویڈن اور ناروے کی سرحد پر واقع ہے اور نہایت ہی خوبصورت اور پر فضا مقام ہے۔ اس مقام سے اوسلو قریباً اسّی (۸۰) میل ہے اور سڑک بہت خوب صورت اور پرفضا وادیوں میں سے گذرتی ہے سڑک کے دونوں طرف ہرے بھرے کھیتوں کا لا متناہی سلسلہ پھیلا ہوا ہے جن کے درمیان فاصلہ فاصلہ پر کسانوں کے کہیں سرخ اور کہیں سفید رنگ کے چھوٹے چھوٹے صاف ستھرے مکان بنے ہوئے ہیں۔ ہر مکان کسی نہ کسی کھیت کے بیچ میں اکیلا کھڑا ہوا نظر آتا ہے۔

یہ فاصلہ قریباً دو گھنٹہ میں طے ہوا اور ہم ساڑھے پانچ بجے شام اوسلو پہنچے اور شہر کی دوسری جانب ایک پہاڑی پر جہاں سکی جمپ (SKI JUMP) کا مشہور سٹیڈیم واقع ہے۔ ہولمین کولن (HOLMEN KOLLEN) نامی ٹورسٹ ہوٹل میں قیام کیا۔

یورپ بھر میں مشہور یہ سہ منزلہ وسیع و عریض ہوٹل تمام تر لکڑی کا بنا ہوا ہے۔ حضور ایدہ اللہ اور حضرت سیدہ بیگم صاحبہ مدظلہا اس کی دوسری منزل کے کمرہ نمبر ۲۰۷ میں فروکش ہوئے۔

○

- دعوتِ استقبالیہ میں شرکت
- پریس کانفرنس سے خطاب • خطبۂ جمعہ
- کمیونٹی سنٹر کے لئے جگہ کا معائنہ
- احبابِ جماعت سے ملاقات اور دیگر مصروفیات:

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا

ناروے میں ورودِ مسعود

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ مدظلہا دیگر اہلِ قافلہ اور مبلغین سویڈن کی معیت میں ۲۶ اگست ۱۹۷۶ء بروز جمعرات ساڑھے پانچ بجے شام ناروے کے دارالحکومت اوسلو میں ورود فرما ہوئے۔ کچھ دیر ہوٹل ہولمن کولن میں آرام فرمانے کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ اور حضرت سیدہ بیگم صاحبہ مدظلہا استقبالیہ میں شرکت کے لئے تشریف لے گئے۔

دعوتِ استقبالیہ

جماعت احمدیہ اوسلو کی طرف سے حضور کے اعزاز میں استقبالیہ دعوت کا اہتمام مکرم مبارک احمد صاحب راجپوت سیکرٹری نشر و اشاعت و سیکرٹری ضیافت جماعت احمدیہ اوسلو کے مکان پر کیا گیا تھا۔ جو ہوٹل ہولمن کولن سے شہر کی دوسری جانب تقریباً بیس میل کے فاصلہ پر واقع تھا۔ حضور معہ اہلِ قافلہ وہاں موٹر کاروں کے ذریعہ تشریف لے گئے۔ حضور کا پرتپاک خیر مقدم کیا گیا۔

دعوت میں محکمہ تعلیم ناروے کے بعض افسران بھی مدعو تھے حضور کے کمرے میں داخل ہونے پر جملہ نارویجین مہمانوں نے کھڑے ہو کر حضور کا خیر مقدم کیا اور مکرم مبارک احمد صاحب راجپوت نے ان سب کا حضور سے باری باری تعارف کروایا۔

صدر جگہ پر رونق افروز ہونے کے بعد حضور نے

احباب سے مختلف موضوعات پر گفتگو فرمائی جسے انھوں نے بہت توجہ اور گہری دلچسپی سے سنا۔ چونکہ سکنڈے نیویین ممالک میں انگریزی بالعموم بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ اس لئے حضور نے ان کے ساتھ انگریزی میں ہی تبادلہ خیال فرمایا۔

گفتگو کے دوران حضور نے سکنڈے نیویین زبانوں کے تلفظ، لہجہ اور الفاظ کے ہجّوں کے بارہ میں گفتگو کرتے ہوئے فرمایا:-

"یہ سب زبانیں آپس میں بہت ملتی ہیں یہی وجہ ہے کہ سکنڈے نیوین ممالک کے لوگ ان ملکوں کی مختلف زبانوں میں بآسانی گفتگو کر سکتے ہیں اور زبانوں کے فرق کے باوجود باہم تبادلہ خیال میں کوئی دقت پیش نہیں آتی"

حضور نے انہیں بتایا کہ:-

"میں ۱۹۳۸ء میں جب انگلستان کی آکسفورڈ (OXFORD) یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کر رہا تھا۔ پہلی بار گوٹن برگ آیا تھا۔ مجھے یہ سارا علاقہ بہت پسند آیا۔ اس وقت میں نے وہاں کے لوگوں سے ایک سویڈش لوری بھی سنی تھی جو مجھے بہت پسند آئی تھی۔"

حضور نے اس لوری کے چند بول بھی سنائے۔ اس پر جملہ نارویجین مہمان از حد مسرور ہوئے اور انھوں نے حضور کے حیرت انگیز حافظہ اور سکنڈے نیوین لوگوں کے ساتھ قدیمی تعلق خاطر پر بہت مسرت کا اظہار کیا۔

چونکہ جملہ نارویجین مہمانوں میں سے اکثر کا تعلق وہاں کے محکمہ تعلیم سے تھا اس لئے حضور نے ان سے ناروے کے نظام تعلیم کے متعلق تبادلہ خیالات فرمایا اور حصول علم کی اہمیت سے متعلق اسلامی تعلیم ان کے سامنے پیش کی جس سے وہ نہ صرف متاثر ہوئے بلکہ انھوں نے اسلام کی اس نمایاں خوبی کا کھلے دل سے اعتراف بھی کیا۔

اسی دوران گفتگو کا رخ اس امر کی طرف مڑ گیا کہ آج کل پورا یورپ خطرناک خشک سالی کی لپیٹ میں آیا ہوا ہے۔ حضور نے فرمایا۔ لیکن آپ کا ملک تو اس سے بچا ہوا ہے جبھی تو برطانیہ آپ لوگوں سے پانی خرید رہا ہے۔ میں نے حال ہی میں اخبار میں پڑھا تھا کہ پانی بڑے بڑے ٹینکروں کے ذریعہ ناروے سے انگلستان پہنچایا جا رہا ہے۔ اس پر ایک ٹیچر مسٹر وسلوف نے کہا کہ یہاں بھی اتنی بارش نہیں ہوتی ہے جتنی ہونی چاہیئے۔ اس لئے پہلے کے مقابلہ میں پانی کی یہاں بھی قلت ہی ہے۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ حضور جب ناروے پہنچے تھے تو اس شام اوسلو میں بادل چھائے ہوئے تھے۔ مسٹر وسلوف نے بادلوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ بہت دنوں کے بعد آج شام یہاں مطلع ابر آلود ہوا ہے ورنہ ہم تو بادلوں کی صورت کو ترس گئے تھے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ آپ کے یہاں تشریف لانے کی برکت سے یہاں اور پورے یورپ میں بارشوں کا سلسلہ شروع ہوگا اور خدا تعالیٰ خشک سالی کو

دور کر دے گا۔ حضور نے فرمایا:-
"بارش کا برسانا اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ وہ جب چاہے گا بادلوں کو برسنے کا حکم دے گا اور بارشوں کا سلسلہ شروع ہو جائے گا۔ اس لئے خدا تعالیٰ سے ہی بارش کے لئے دعا کرنی چاہیئے۔"

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور اسی رات وہاں بارش ہوئی اور نہ صرف وہاں بلکہ پورے یورپ میں بارشوں کا سلسلہ شروع ہو گیا اور خشک زمینیں اور وادیاں چند دنوں میں پھر سرسبز و شاداب نظر آنے لگیں۔

نارویجین مہمانوں کے ساتھ قریباً نصف گھنٹہ گفتگو فرمانے کے بعد حضور ایدہ اللہ نے مکان کے عقبی "لان" میں تشریف لے جا کر جملہ احباب جماعت کے ساتھ دعوتِ طعام میں شرکت فرمائی۔ حضور کھانا تناول فرمانے کے دوران نارویجین مہمانوں کے ساتھ تبلیغی گفتگو فرماتے رہے۔ اس طرح حضور نے بہت دل نشین انداز میں ان تک اسلام کا پیغام پہنچایا۔ اتنے وسیع پیمانے پر دی گئی دعوت کے لئے کھانا لجنہ اماء اللہ ناروے کی ممبرات نے بہت ذوق و شوق اور محبت سے تیار کیا تھا۔

دعوت طعام کے اختتام پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اجتماعی دعا کروائی جس میں جملہ احباب شریک ہوئے۔

حضرت سیدہ بیگم صاحبہ مدظلہا نے ایک علیحدہ کمرہ میں لجنہ اماء اللہ کی ممبرات کے ساتھ کھانا تناول فرمایا اور ان سے تعارف حاصل کرنے کے علاوہ انہیں بیش قیمت ہدایات اور نصائح سے بھی نوازا

حضور ایدہ اللہ اور حضرت سیدہ بیگم صاحبہ مدظلہا استقبالیہ دعوت سے فارغ ہونے کے بعد ہوٹل تشریف لے آئے۔

پریس کانفرنس سے خطاب

۲۷ اگست بروز جمعہ اوسلو میں حضور کے قیام کے دوسرے دن پریس کانفرنس کا انعقاد ہوٹل ہولمن کولن کے ایک بڑے کمرے میں، جو اجلاسوں وغیرہ کے لئے مخصوص تھا، سوا بارہ بجے دوپہر عمل میں آیا۔ بعض دیگر صحافیوں اور پریس فوٹو گرافروں کے علاوہ اس میں روزنامہ "وردنز گانگ" (VERDENS GONG) کی نامہ نگار "کارین بولم پیڈرسن" (KARIN-BOLOM PEDERSON) ناروے کی مشہور نیوز ایجنسی کی نمائندہ خاتون "روتھ ایرلودسن" (ROTH ERLAWDSEN) اور روزنامہ مورگن بلاد (MORGEN BLADET.) کے نمائندہ مسٹر جون کاریوال (JOHN KAREVOLL) شریک ہوئے۔

چونکہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ ایک ہفتہ قبل گوٹن برگ میں سویڈن کی سب سے پہلی مسجد "مسجد ناصر" کا افتتاح فرمانے کے بعد اوسلو تشریف لائے تھے اور مسجد کی تعمیر کا سیکنڈے نیوین ممالک کے متعدد اخبارات اور رسائل میں

بہت وسیع پیمانے پر تذکرہ ہوا تھا اور اس کے فوٹو شائع ہوئے تھے اس لئے پریس کانفرنس میں زیادہ تر اسی مسجد اور یورپ میں بعض اور زیر تجویز مساجد کی تعمیر کے متعلق سوالات کئے گئے جن کے حضور ایدہ اللہ نے تفصیلی جوابات دیئے۔

ایک سوال یہ تھا کہ "کیا آپ کے آنے کا مقصد اوسلو میں بھی مسجد تعمیر کرنا ہے؟"

اس کے جواب میں حضور ایدہ اللہ نے فرمایا:۔

"ہم اب تک یورپ کے مختلف ممالک میں سات مساجد تعمیر کر چکے ہیں اور ہمارا پروگرام ہے کہ دوسرے یورپی ممالک میں بھی مساجد تعمیر کریں"

اس پر نامہ نگار مذکور نے سوال کیا کہ کیا آپ اوسلو میں مسجد کی تعمیر کا منصوبہ اپنے ہمراہ لائے ہیں؟

حضور نے فرمایا ——— "مسجد کا معین منصوبہ تو ابھی نہیں بنا تاہم ہو سکتا ہے کہ پہلے اقدام کے طور پر ہم یہاں کمیونٹی سنٹر قائم کر دیں اور اس کے بعد مسجد کی تعمیر عمل میں آئے"

ایک اور نامہ نگار نے دریافت کیا کہ "کیا آپ کی تعمیر کردہ مسجد صرف آپ کی جماعت کے لئے ہوگی یا سب مسلمان اس میں نماز ادا کر سکیں گے؟"

حضور نے فرمایا ——— "اس سوال کا جواب دینے سے پہلے یہ واضح کر دینا ضروری ہے کہ کوئی ایک فرد یا جماعت احمدیہ مجوزہ مسجد کی مالک نہیں ہوگی ہر مسجد خدا تعالیٰ کی ملکیت ہوتی ہے جیسا کہ قرآن کریم میں اللہ نے خود فرمایا ہے "وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ"

جماعت احمدیہ تو مسجد کی صرف کسٹوڈین (نگران) ہوگی۔ اس کے دروازے نہ صرف سب مسلمانوں کے لئے کھلے ہوں گے بلکہ ان عیسائیوں کے لئے بھی کھلے ہوں گے جو ایک قادر مطلق پر ایمان رکھتے ہیں یعنی یونیٹیرین عیسائی بھی اپنے طریق کے مطابق اس مسجد میں خدائے واحد کی عبادت کر سکیں گے۔ وہ تمام لوگ، جو خدائے واحد پر ایمان رکھتے ہیں خواہ ان کا تعلق کسی مذہب سے کیوں نہ ہو۔ وہ اس مسجد میں داخل ہو سکیں گے اور اپنے طریق پر اس میں عبادت کر سکیں گے۔ اس راہ میں ان کے لئے کوئی روک نہ ہوگی۔ اس لحاظ سے مسجد ایک لاثانی جگہ ہونے کے باعث امن اور عافیت سے معمور ہوتی ہے اور ہر موحد اس امن اور عافیت سے بہرہ ور

ہو سکتا ہے۔"

نارویجین نیوز ایجنسی NTB کی معمر خاتون صحافی روتھ ایڈ لوڈسن نے نہایت ادب سے حضور کی خدمت میں عرض کی کہ "میں ایک امر کی وضاحت چاہتی ہوں۔ میں نے سویڈن کے ایک اخبار میں پڑھا تھا کہ گوٹن برگ میں جو مسجد تعمیر کی گئی ہے۔ اس میں عورتوں کو داخل ہونے کی اجازت نہیں ہے کیونکہ مسلمانوں کا عقیدہ یہ ہے کہ عورت کے مسجد میں داخل ہونے سے مسجد ناپاک ہو جاتی ہے۔ اخبار مذکور کی اس اطلاع میں کہاں تک صداقت ہے؟"

حضور نے فرمایا ——— "میں آپ کے سوال سے بہت خوش ہوا ہوں۔ آپ نے یہ سوال کر کے مجھے ایک غلطیات کی تردید کرنے کا موقعہ دیا ہے جہاں سویڈن کے بہت سے اخباروں نے مسجد کے افتتاح کی بہت تفصیلی خبریں اور فوٹو شائع کئے۔ وہاں ایک اخبار نے نامعلوم کیوں یہ غلطیات بھی شائع کر دی اس نے کس نیت سے یہ بات لکھی۔ یہ خدا کو معلوم ہے لیکن اس بات کا ایک فائدہ یہ ہوا کہ مسجد کے افتتاح کے بعد گوٹن برگ کی خواتین بہت کثیر تعداد میں مسجد دیکھنے آئیں اور وہ یہی دریافت کرتی تھیں کہ کیا ہم مسجد اندر سے دیکھ سکتی ہیں؟ اس پر جب ہمارے مبلغین اور کارکنوں کی طرف سے انہیں کہا جاتا کہ آپ کے مسجد کے اندر جانے میں کوئی امر مانع نہیں۔ آپ شوق سے اندر تشریف لے جا سکتی ہیں تو اس پر وہ بہت حیران ہوتیں اور اس امر پر افسوس کا اظہار کرتیں کہ اخبار نے خواہ مخواہ ایک ایسی بات شائع کر کے جو درست نہیں غلط فہمی پھیلائی۔"

حضور نے فرمایا۔ "مردوں کی طرح عورتیں بھی مسجد میں ہی نماز ادا کرتی ہیں۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ ان کے لئے مسجد کے اندر علیحدہ جگہ مقرر ہوتی ہے۔ اس میں قطعاً کوئی صداقت نہیں ہے کہ عورتوں کے مسجد میں داخل ہونے سے وہ ناپاک ہو جاتی ہے۔"

اس سوال کے جواب میں کہ "جماعت احمدیہ کس غرض سے قائم کی گئی تھی اور اس کا مطمح نظر کیا ہے؟"

حضور نے فرمایا ——— "جماعت احمدیہ خود دائرہ اسلام کے اندر ایک عظیم روحانی تحریک کی حامل ہے اور اس کا مقصد اسلام کو ساری دنیا پر عملاً غالب کرنا ہے۔ ہر چند کہ یہ ابھی ایک چھوٹی سی تبلیغی اور اصلاحی جماعت ہے لیکن دنیا بھر میں روحانی انقلاب برپا کرنے کی اہلیت سے مالامال ہے۔"

ایک اور اخبار نویس نے سوال کیا کہ "یہ چھوٹی سی جماعت اسلام کو کس طرح دنیا میں غالب کر سکے گی اور وہ کیا وسائل ہیں جن سے کام لے کر وہ اس مقصد میں کامیاب ہونے کی توقع رکھتی ہے؟"

اس سوال کا جواب دیتے ہوئے حضور ایدہ اللہ نے فرمایا ——— "اس میں شک نہیں کہ ہمارے پاس نہ دنیوی دولت ہے اور نہ ہی ہمیں کسی قسم کی طاقت حاصل ہے لیکن ہمارے پاس ایک ایسی چیز ہے جو ایٹم بم اور ہائیڈروجن بم سے بھی زیادہ طاقتور ہے ایٹم بم چشم زدن میں لاکھوں انسانوں کو ہلاک کر

سکتا ہے لیکن ایٹم بم میں یہ طاقت نہیں ہے کہ وہ ایک دل کو بھی بدل سکے۔ ہم نے محبت اور پیار اور خدمت کے ذریعہ افریقہ میں لاکھوں انسانوں کے دل بدلے ہیں اور انہیں حقیقی اسلام میں داخل کیا ہے۔ کیا عیسائی کیا مشرک اور کیا بُدھ، مذہب سب ہی بہت بڑی تعداد میں اسلام کی طرف کھنچے چلے آئے اور مسلسل کھنچے چلے آ رہے ہیں۔ دوستی اور محبت سب کے لئے اور دشمنی کسی سے نہیں ——— یہ ہے ہماری طاقت کا ذریعہ اور اس ذریعہ سے ہم تمام بنی نوع انسان کے دل جیتیں گے اور انہیں حلقہ بگوشِ اسلام بنائیں گے۔"

ایک سوال یہ تھا کہ "آپ کی جماعت بھی اپنے آپ کو اسلام کا علمبردار ظاہر کرتی ہے اور دوسرے مسلمان بھی اپنے آپ کو اسلام کی ہی طرف منسوب کرتے ہیں تو پھر بنیادی طور پر آپ میں اور ان میں کوئی فرق نہیں ہونا چاہیے۔ کیا یہ درست ہے؟"

حضور نے فرمایا ——— "آپ کی یہ بات اصولاً درست ہے۔"

اس پر مزید سوال کیا گیا۔ "اگر یہ درست ہے تو پھر ۱۹۷۴ء کے دوران پاکستان میں آپ کی جماعت کے خلاف تشدد آمیز ایجی ٹیشن کیوں ہوا؟"

حضور نے فرمایا ——— "جن مسلمانوں نے جماعت احمدیہ کے خلاف تشدد کیا ان کی تعداد بہت قلیل ہے۔ میں کہہ سکتا ہوں کہ پاکستان میں ہر ایک لاکھ مسلمانوں میں ۹۹۹۹۹ ہمارے دوست ہیں۔ جو بھی تشدد ہوا اس کا ذمہ دار پوری قوم کو قرار نہیں دیا جا سکتا۔ قوموں کی زندگی میں ایسے لمحات بھی آتے ہیں جب انسان کی عقل پر پردہ پڑ جاتا ہے اور بعض لوگوں سے ایسی حرکات سرزد ہوتی ہیں جو نہیں ہونی چاہئیں لیکن یہ سب کچھ عارضی ہوتا ہے اور جلد ہی ایسا دور گزر جاتا ہے۔ خود عیسائی فرقوں کے درمیان اس کی بہت سی مثالیں ملتی ہیں لیکن عیسائی تاریخ کا وہ دور بھی عارضی تھا اور گزر گیا اور بعض لوگوں کی طرف سے جماعت احمدیہ کے ساتھ جو سلوک ہوا وہ بھی عارضی تھا اور اب وہ دور بھی گزر چکا ہے۔"

ایک نامہ نگار نے سوال کیا کہ "احمدیوں اور دوسرے مسلمانوں میں کیا فرق ہے؟ اور کیا بات ان کے مابین مابہ الامتیاز ہے؟"

حضور نے فرمایا ــــــ "تمام اسلامی فرقوں
کے درمیان بنیادی عقائد کے لحاظ سے کوئی فرق یا
اختلاف نہیں سب ایک خدا پر ایمان رکھتے ہیں سب
ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری شرعی نبی مانتے
سب ہی روزانہ پانچ نمازیں پڑھتے ہیں۔ رمضان کے
روزے رکھتے ہیں۔ زکوٰۃ دیتے اور حج پر جاتے ہیں۔
فرق جو بھی ہے وہ فروعات میں ہے۔ مثال کے طور پر
آنحضرتؐ نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ تیرہ سو سال بعد امت
میں آپ کا ایک روحانی فرزند مبعوث ہو گا جو تجدید
واحیائے دین کا فریضہ انجام دے کر اسلام کو ساری دنیا
میں غالب کرے گا۔ ہم احمدی کہتے ہیں کہ حضورؐ کا وہ
روحانی فرزند مبعوث ہو چکا ہے۔ دوسرے مسلمان
ابھی آنے والے کا انتظار کر رہے ہیں۔"

آخر میں ایک نامہ نگار نے دریافت کیا کہ "کیا
آپ یہاں ناروے کے حکام سے ملنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟"
حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے برجستہ جواب دیا۔
"یہ ایک جمہوری ملک ہے اور جمہوریت میں اصل حاکم
عوام ہوتے ہیں۔ میرے خیال میں تو آپ بھی حاکم ہیں
اور میں آپ سے مل رہا ہوں۔"

اس جواب پر نمائندگان پریس بہت محظوظ ہوئے
اور سب کے چہرے متبسم ہو گئے۔ یہ پریس کانفرنس
قریباً ایک گھنٹہ تک جاری رہی۔

خطبہ جمعہ

پریس کانفرنس سے خطاب فرمانے کے تھوڑی دیر
بعد حضور ایدہ اللہ نے اسی کمرہ میں جس میں پریس کانفرنس
کا انعقاد عمل میں آیا تھا۔ دوبارہ تشریف لا کر جمعہ اور
عصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں اور نماز سے قبل ایک
بصیرت افروز خطبہ ارشاد فرمایا۔ احباب اور بہنیں حضور
ایدہ اللہ کی اقتداء میں نماز جمعہ ادا کرنے کی غرض سے
دور دور سے بہت کثیر تعداد میں آئے ہوئے تھے۔ کمرہ
میں پارٹیشن کر کے مستورات کے لئے نماز کی علیحدہ جگہ
مخصوص کر دی گئی تھی۔ ڈیڑھ بجے خطبہ جمعہ شروع ہوا
تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے
بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ کے آغاز میں فرمایا کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ السلام نے جہاں آخری زمانہ میں
دین اسلام کے احیاء اور غلبۂ اسلام کی غرض سے
مہدی علیہ السلام کے مبعوث ہونے کی بشارت دی تھی
وہاں ساتھ ہی یہ بھی فرمایا تھا کہ مہدی علیہ السلام ایسے
زمانہ میں مبعوث ہوں گے کہ جس میں غلط عقائد اور
بدعات پھیل جائیں گی۔ اور جب مہدی علیہ السلام
عقائد کی اصلاح کر کے اور بدعات کو دور کر کے اسلام
کا صحیح چہرہ دنیا کے سامنے پیش کریں گے تو لوگ
حقیقی اسلام کو قبول کرنے سے انکار کر دیں گے اور
کہیں گے کہ یہ شخص تو ایک نیا دین اور نئی شریعت لے
کر آیا ہے۔ پھر آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا
تھا کہ اسی زمانہ میں ایک گروہ ایسا پیدا ہو گا جو ظہور
مہدی کا سرے سے ہی انکار کرے گا اور کہے گا کہ کسی
مہدی نے مبعوث ہونا ہی نہیں۔ وہ ظہور مہدی سے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیسیوں پیشگوئیوں کا

منکر ہو جائے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ
ہی یہ بھی فرمایا کہ میں تمہیں بتا دینا چاہتا ہوں کہ وہ گروہ
ایمان سے یکسر عاری ہوگا۔"

حضور نے فرمایا۔" ہم احمدی ہونے کی حیثیت
میں ایمان رکھتے ہیں کہ مہدی علیہ السلام آگئے۔ خود
آنحضرتؐ کی پیشگوئیوں کے بموجب بہتوں نے آپؑ کو
نہیں مانا لیکن خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے ہمیں آپؑ کو
شناخت کرنے۔ آپؑ پر ایمان لانے اور آپؑ کے اعوان
وانصار میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ ہم ایسے
زمانہ میں پیدا ہوئے جب دنیا اسلام کو بھول چکی تھی۔
اور اصل اسلام مفقود ہو کر رہ گیا تھا۔ عقائد بدل گئے
تھے اور اسلامی تعلیم پر عمل کا کہیں نام ونشان نہ تھا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وہ حقیقی محبت جو
ایک سچے مسلمان کو عمل پر اکساتی اور آنحضورؐ کے
نقش قدم پر چلنے کی ترغیب دلاتی ہے۔ ناپید ہو گئی
تھی۔ ایک طرف تو اسلام اور مسلمانوں کے ضعف و
اضمحلال کی یہ حالت تھی اور دوسری طرف عیسائی پادری
دین مسیحی کو ساری دنیا پر غالب کرنے کے بڑے بڑے
منصوبے بنا رہے تھے وہ دعویٰ کر رہے تھے کہ دنیا
کا آئندہ مذہب صرف مسیحیت ہی ہوگی۔ مثال کے طور
پر پادری عماد الدین نے امریکہ میں یہ اعلان کرایا کہ وہ
وقت قریب ہے کہ جب ہندوستان میں ڈھونڈنے
سے بھی کوئی مسلمان نہ ملے گا۔ اسی طرح امریکہ کے مشہور
عیسائی مشنری جان ہنری بیروز نے امریکہ سے ہندوستان
پہنچ کر یہ دعویٰ کیا کہ وہ وقت بھی آنے والا ہے جب
یسوع مسیح اپنے شاگردوں کے ذریعہ حرم کعبہ میں داخل
ہوگا اور وہاں اس کے نام کی تقدیس بلند کی جائے گی۔
اسی طرح عیسائی پادری مسلسل یہ اعلان بھی کر رہے تھے
کہ دنیا دیکھے گی کہ عنقریب افریقہ کا پورا براعظم مسیح کے
قدموں میں ہوگا۔ ان حالات میں حضرت مسیح موعود علیہ
السلام نے دنیا سے عیسائیت کے مٹنے اور اسلام کے
غالب آنے کی آسمانی بشارت کا اعلان فرمایا۔

اس وقت سے ہی اللہ تعالیٰ کے فرشتے آسمان سے نازل
ہو کر رفتہ رفتہ مغربی اقوام کے دلوں کو اسلام کی طرف
پھیرتے چلے آرہے ہیں۔ نشر واشاعت کے سامان اور
رسل ورسائل کے تیز رفتار ذرائع معرض وجود میں آچکے
ہیں۔ جس سے اسلام کا پیغام دنیا کے دور دراز علاقوں

میں بجا لانا آسان ہو گیا ہے۔" حضور نے فرمایا ———
"جو فرشتوں کا کام ہے وہ اسے مسلسل انجام دے رہے
ہیں لیکن ایک ایسا کام ہے جو فرشتے کر ہی نہیں سکتے اور
اسے سرانجام دینے کی ذمہ داری تمام تر ہمارے کندھوں پر
ڈالی گئی ہے اور وہ کام یہ ہے کہ فرشتے انسان کے لئے
نمونہ نہیں بن سکتے۔ دنیا کے سامنے اسوۂ حسنہ پیش
کرنے کے واسطے انسانِ کامل حضرت محمدؐ مبعوث ہوئے
اب یہ آپؐ کے متبعین کا فرض ہے کہ وہ آپؐ کی کامل
پیروی اختیار کر کے اپنی زندگیوں میں اسلام کا عملی نمونہ
پیش کریں۔ اگر سب یہ نمونہ پیش نہ کریں تو آپؐ زندہ
نبی کیسے ثابت ہوں۔ آپ سب کو یہ بات اچھی طرح
ذہن نشین کر لینی چاہیئے کہ اس زمانہ میں اسلام کا عملی
نمونہ پیش کرنے کی ذمہ داری صرف اور صرف آپ پر ہے
حضور نے فرمایا ——— "یہ تمہید میں نے اس
لئے بیان کی ہے کہ آپ کو آپ کی اس ذمہ داری کی طرف
توجہ دلاؤں جسے آپ کما حقہٗ ادا نہیں کر رہے۔ آپ
لوگ یہاں دنیا کمانے کے لئے آئے ہیں۔ دنیا کمانے
سے آپ کو کوئی منع نہیں کرتا لیکن دنیا کمانے کے
شوق میں یہ تو نہ ہونا چاہیئے کہ آپ اپنے پیدا کرنے
والے کو بھول جائیں اور اس کی طرف سے عائد ہونے
والی ذمہ داریوں کو فراموش کر دیں۔ اگر آپ اپنی ذمہ
داریوں کو نہ بھولیں اور انہیں کما حقہٗ ادا کرنے میں
کوئی کسر اٹھا نہ رکھیں تو خدا تعالیٰ آپ کو غیر معمولی برکتوں
سے نوازے گا۔ اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ اسے نارویجینز
رزق دیتے ہیں تو وہ سخت غلطی خوردہ ہے۔ اصل رازق
خدا تعالیٰ ہے۔ اگر آپ لوگ دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے
اور اسلام کا عملی نمونہ پیش کر کے یہاں کے لوگوں کو اسلام
کی طرف دعوت دیں گے تو خدا تعالیٰ آپ کو اس کا بہت
بڑا اجر دے گا اور آپ پر غیب سے رزق کے دروازے
کھولے گا۔ لیکن اگر آپ اپنی ذمہ داریوں کو نہیں نبھائیں گے
تو خدا تعالیٰ کی ناراضگی مول لیں گے اور اپنے آپ کو خَسِرَ
الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَۃَ کا مصداق بنانے والے ہوں گے۔

حضور نے مزید فرمایا۔ "اس امر کو کبھی فراموش
نہ کریں کہ دنیا آپ کا نمونہ دیکھ کر ہی یہ فیصلہ کرے گی کہ
جس صداقت کو آپ دنیا میں پیش کر رہے ہیں وہ فی الاصل
صداقت ہے یا نہیں"۔

خطبہ جمعہ کے آخر میں حضور نے احمدی خواتین
کو جو کثیر تعداد میں نماز جمعہ ادا کرنے آئی ہوئی تھیں۔
مخاطب کرتے ہوئے فرمایا ——— "جو پاک معاشرہ
اسلام دنیا میں قائم کرنا چاہتا ہے۔ ہماری خواتین کو اس
کا عملی نمونہ پیش کرنا چاہیئے۔ میں تو احمدی خواتین سے
یہ چاہتا ہوں کہ اگر وہ جماعت کے مردوں میں دینی احکام
کی بجا آوری کے لحاظ سے کوئی خامی دیکھیں تو اس کی
اصلاح کریں اور انہیں اسلام کی مقرر کردہ حدود سے
تجاوز نہ کرنے دیں۔ یہ جبھی ہو سکتا ہے کہ وہ خود
اسلام کے ایک ایک حکم پر پوری طرح عمل کرنے والی ہوں
ان کا اپنا نمونہ مثالی اور قابلِ تقلید ہو۔ اگر وہ خود ہی
اسلام پر پوری طرح عامل نہ ہوں تو وہ مردوں کی کس طرح
اصلاح کر سکتی ہیں۔ اس ضمن میں سب سے اہم بات یہ
ہے کہ وہ یہاں کے ماحول سے متاثر نہ ہوں اور پردے

التزام سے شرعی پردہ کی پابندی کریں۔ اگر کوئی شخص ایسا ہو جو یہاں کے ماحول کے زیر اثر اپنی بیوی کو پردہ ترک کرنے کی ترغیب دلائے تو وہ اپنے خاوند کی اس ترغیب کا کوئی اثر قبول نہ کرے بلکہ اسے مجبور کرے کہ وہ خود بھی شرعی احکام کا پابند رہتے ہوئے اسلام کا عملی نمونہ پیش کرنے والا بنے اور اس طرح یہاں کے لوگوں کو اپنے نمونہ سے اسلام کی بے مثال و لازوال تعلیم کا گرویدہ بنائے۔ مغربی ماحول میں بھی احمدی خواتین کے لئے پردہ کرنے میں قطعاً کوئی قباحت نہیں ہے۔ پچھلے دنوں جب میں امریکہ کے شہر ڈیٹن گیا تو میں نے وہاں ایک سو سے زیادہ امریکن احمدی خواتین دیکھیں جنہوں نے پاکستانی طرز کے برقعے پہنے ہوئے تھے۔ وہ امریکن ہو کر شرعی احکام کے مطابق پردہ کرتی ہیں اور پھر اس پردہ سے وہاں ان کے کاموں میں کوئی حرج واقع نہیں ہوتا۔ اس وقت سات با پردہ احمدی خواتین وہاں موٹر چلاتی ہیں اور پردہ کی پابند رہتے ہوئے ملازمت بھی کرتی ہیں۔ اگر وہ امریکن ہو کر پردہ کر سکتی ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ یہاں کوئی ایک پاکستانی خاتون بھی ایسی ہو جو پردہ کے معاملہ میں احتیاط نہ کرنے والی ہو۔

حضور نے بڑے جذبہ کے ساتھ فرمایا۔ "اگر دنیا کی دولت مل جائے اور خدا اپنا نہ رہے تو ایک احمدی نے ایسی دولت کو کیا کرنا ہے۔ احمدی کی اصل دولت تو تقویٰ ہے۔ اگر اس کے پاس تقویٰ کی دولت ہے تو پھر اس سے بڑھ کر کوئی اور دولت نہیں۔ وہ اس دولت کے حاصل کرنے کی فکر میں رہتا ہے۔ اس کے طفیل دنیوی دولت حسبِ ضرورت اسے خود ملتی ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ میں سے ہر ایک کو، مردوں کو بھی اور عورتوں کو بھی اسلامی تعلیم کا عملی نمونہ پیش کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آپ سب یاد رکھیں کہ احمدیوں کو تو تعویذ قرار دیا گیا ہے۔ یعنی یہ کہ وہ دنیا کو ہلاکت سے بچانے والے ہوں۔ آپ بھی احمدی ہونے کی حیثیت میں تعویذ ہیں بشرطیکہ آپ اپنے آپ کو مطہر بنائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!"

اس بصیرت افروز خطبہ کے بعد حضور نے جمعہ اور عصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔

نمازوں سے فارغ ہونے کے بعد تین بجے سہ پہر حضور ایدہ اللہ نے دیگر اہل قافلہ کے ہمراہ "فوگنر سٹیفنز" نامی ریسٹورنٹ میں تشریف لے جا کر دوپہر کا کھانا تناول فرمایا۔ یہ ہوٹل "ہوٹل کونٹی" کے قریب ہی واقع ہے۔

کمیونٹی سنٹر کیلئے مکان کا معائنہ

حضور ایدہ اللہ کا ناروے میں تشریف لانے کا ایک مقصد مسجد کے لئے زمین اور کمیونٹی سنٹر کے لئے کوئی موزوں مکان خریدنے کے لئے مکانات کا جائزہ لینا تھا۔ چنانچہ پانچ بجے شام حضور اوسلو کے مضافات میں ایک عالی شان مکان دیکھنے تشریف لے گئے جو بسٹم (BSTEM) نامی محلہ میں ڈک روڈ (DICK ROAD) پر سمندر کے کنارے واقع تھا اس کے ساتھ کافی وسیع زمین بھی ملحق تھی۔ چونکہ یہ

مکان جماعت کی ضرورت سے بہت بڑا تھا اور اس کی قیمت بھی بہت زیادہ تھی اس لئے حضور نے اسے کمیونٹی سنٹر کے لئے غیر موزوں قرار دیا۔ وہاں سے واپس تشریف لاکر سات بجے شام حضور نے ہوٹل کے ایک بڑے کمرے میں اوسلو کے احمدی احباب کو اجتماعی تفصیلی ملاقات کا شرف بخشا اور ساتھ کے ساتھ حضور احباب کو بیش بہا نصائح سے سرفراز فرماتے رہے۔ ملاقات کا یہ روح پرور سلسلہ کافی دیر تک جاری رہا۔ رات کو حضور نے ہوٹل "فوگنر سیٹر" نامی ریسٹورنٹ میں کھانا تناول فرمایا۔

۲۸ اگست کا دن اوسلو میں حضور کے قیام کا آخری دن تھا۔ دس بجے صبح حضور پارک روڈ پر مشن ہاؤس کے لئے ایک اور دو منزلہ مکان دیکھنے تشریف لے گئے۔ یہ عمارت شہر کے ایک اہم علاقہ میں بادشاہ کے محل کے قریب واقع تھی۔ حضور نے عمارت کا بہت تفصیل سے جائزہ لیا اور مشن ہاؤس نیز کمیونٹی سنٹر کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کی افادیت کا اندازہ لگایا۔ حضور نے محل وقوع اور کمیونٹی سنٹر کے لحاظ سے اسے پسند فرمایا۔ تاہم مبلغین سویڈن مکرم کمال یوسف صاحب اور مکرم منیر الدین احمد صاحب کو اس سلسلہ میں قانونی مشورے کرنے اور تفصیلی معلومات حاصل کرنے سے متعلق ہدایات دیں۔ نیز فرمایا کہ سرویئر سے سروے کرا کے اس کی رپورٹ ارسال کی جائے تاکہ اس کی روشنی میں عمارت خریدنے سے متعلق آخری فیصلہ کیا جا سکے۔

مقامی عہدیداران سے ملاقات

عمارت کا معائنہ فرمانے کے بعد حضور ۱۲ بجے ہولمن کولن ہوٹل واپس تشریف لے آئے اور جماعت احمدیہ اوسلو اور مجلس خدام الاحمدیہ مقامی کے عہدیداران کو اجتماعی ملاقات کا شرف بخشا۔ حضور نے اس ملاقات میں جماعت کی تنظیم اور خدام الاحمدیہ کے امور کا تفصیلی جائزہ لیا اور بالخصوص خدام الاحمدیہ کو زیادہ مستعد بنانے کے سلسلہ میں ہدایات سے نوازا۔ یہ ملاقات نصف گھنٹہ تک جاری رہی۔

ایک پُرفضا علاقے کی سیر:

ایک بجے بعد دوپہر ظہر و عصر کی نمازوں سے فارغ ہونے کے بعد حضور ایدہ اللہ مع اہل قافلہ موٹر کاروں کے ذریعہ ایک نہایت ہی پرفضا آبنائے "تیریے فیورڈ" (TIRE - FJORD) کا علاقہ دیکھنے تشریف لے گئے۔

یہ امر قابل ذکر ہے کہ سویڈن اور ناروے کے انتہائی کٹے پھٹے ساحل میں جگہ جگہ سمندر آبنائے اور کھاڑیوں کی شکل میں ۵۰-۵۰، ۶۰-۶۰ میل تک اندر گھسا ہوا ہے۔ اوسلو سے کچھ فاصلے پر ایسی ایک آبنائے ہے جو "تیریے فیورڈ" کے نام سے موسوم ہے اس کے دونوں ساحلوں کے ساتھ ساتھ بلند و بالا نہایت سرسبز و شاداب پہاڑی سلسلہ پھیلا ہوا ہے۔ آبنائے کے ساتھ ساتھ پہاڑی سلسلہ میں بل کھاتی ہوئی کشادہ سڑک بنی ہوئی ہے جو اگرچہ غیر آباد ہے لیکن فاصلہ فاصلہ پر چھوٹے چھوٹے ہوٹل اور ریسٹورنٹ بنے ہوئے ہیں تاکہ سیاح ان میں

ٹھہر سکیں اور کھانا وغیرہ کھا سکیں۔ حضور نے اس آنا بائے کے ساتھ ساتھ سرسبز و شاداب پہاڑی سلسلہ میں تقریباً پچیس میل تک موٹر میں سیر کی۔ یہ تمام علاقہ دلکش و دلفریب مناظر سے بھرا ہوا ہے اس علاقہ میں سفر کے دوران حضور نے لیرسرک واقع ہوٹل "وائی کرو ڈیز" میں سوا دو بجے دوپہر کا کھانا تناول فرمایا اور پھر ساڑھے تین بجے بعد دوپہر سمیستوا کیفے ٹیریا" (SMESTVA KAFE TERIA) نامی ریسٹورنٹ میں چائے نوش فرمائی۔

جب حضور چائے نوش فرما کر ہوٹل سے باہر تشریف لائے تو حضور نے دیکھا کہ وہاں پانچ چھ بچے جن کی عمر آٹھ اور دس سال ہوگی۔ کھیل رہے ہیں۔ وہ بچے بھی حضور کو دیکھ کر حضور کے گرد آ جمع ہوئے۔ حضور نے ان سے محبت اور شفقت سے باتیں کیں۔ اس دوران مکرم منیر الدین احمد صاحب مبلغ سویڈن نے ترجمان کے فرائض سرانجام دیئے۔ حضور نے ان میں ہر ایک کو کچھ رقم عنایت فرمائی اور ان سے کہا کہ وہ ہوٹل سے اپنی اپنی پسند کی کوئی چیز لے آئیں۔ وہ سب رقم لے کر اور شکریہ ادا کرنے کے بعد ہنسی خوشی بھاگے بھاگے ہوٹل کے اندر گئے۔ کوئی چاکلیٹ، کوئی ٹافیاں اور کوئی بسکٹ خرید لایا اور مزے سے لے کر کھانے لگا۔ یہاں ایک چھوٹا سا مگر دلچسپ واقعہ بھی قابل ذکر ہے جس سے یورپ کے معاشرہ پر بھی روشنی پڑتی ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ ایک نادرویجین بچے کی پتلون کی بیلٹ کے ساتھ چمڑے کے کیس میں ایک بڑا سا چاقو لٹکا نظر آ رہا تھا۔ حضور نے اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس بچے سے پوچھا "یہ کیا ہے؟" اس نے کہا "چاقو" اور ساتھ ہی چاقو نکال کر حضور کے ہاتھ میں تھما دیا۔ حضور نے اسے فرمایا "تم چھوٹے سے بچے ہو اتنا بڑا چاقو کیوں رکھا ہوا ہے؟" بچے نے برجستہ جواب دیا "اپنے پڑوسی کو ڈرانے کے لئے۔" حضور نے فرمایا "اگر تم نے کسی کو چاقو مارا تو مصیبت میں پھنس جاؤ گے۔" اس نے عرض کیا "میں اتنا بے وقوف نہیں ہوں کہ کسی کو چاقو مار دوں۔ میں نے تو اسے صرف ڈرانے کیلئے رکھا ہوا ہے" اس جواب پر حضور اور اہل قافلہ بہت محظوظ ہوئے۔

آنا بائے کی سیر سے فارغ ہونے کے بعد حضور مع قافلہ چار بجے سہ پہر اوسلو کی بندرگاہ پہنچے۔ وہاں جماعت احمدیہ اوسلو کے احباب مکرم نور احمد صاحب بولستاد امیر جماعت احمدیہ اوسلو کی سربراہی میں پہلے سے جمع تھے تاکہ اوسلو سے روانگی کے وقت حضور کو الوداع کہہ سکیں۔ حضور کے بندرگاہ پہنچنے کے تھوڑی ہی دیر بعد جہاز ران کمپنی ڈی الف ڈی الیس کے جہاز "پرنسس مارگریٹ" میں کوپن ہیگن تشریف لے جانے کی غرض سے سوار ہوئے۔ حضور کی اجازت سے مبلغ سویڈن مکرم کمال یوسف صاحب کو بھی قافلہ میں شامل ہو کر حضور کے ہمراہ کوپن ہیگن جانے کا شرف حاصل ہوا جہاز کے روانہ ہونے تک حضور تقریباً ایک گھنٹہ جہاز کے ایک مسقف برآمدے کی ایک کھڑکی میں سے نیچے کھڑے ہوئے احباب جماعت کی طرف دیکھتے اور انہیں زیر لب دعاؤں سے نوازتے رہے۔

سوا پانچ بجے سہ پہر جونہی جہاز روانہ ہونے کے لئے حرکت میں آیا، احباب جماعت نے ہاتھ ہلا ہلا کر حضور کو الوداع کہنے اور دعاؤں کے ساتھ رخصت کرنے کی سعادت حاصل کی۔

○

● استقبال ● پریس کے نمائندہ سے ملاقات

● احباب جماعت سے روح پرور خطاب

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا

ڈنمارک میں ورود مسعود

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا مع اہل قافلہ ۲۹ اگست کو اوسلو سے بذریعہ بحری جہاز نو بجے صبح کوپن ہیگن پہنچے۔ مبلغ ڈنمارک مکرم سید میر مسعود احمد صاحب کے ساتھ بعض سرکردہ افراد نیز سویڈن کے شہر مالمو (MALMO) (جو کوپن ہیگن سے سمندر کے راستہ زیادہ دور نہیں ہے) کے بعض احباب نے حضور کا پرتپاک استقبال کیا۔ مشن ہاؤس پہنچ کر حضور نے پچاس کے قریب احباب کو جو استقبال کے لئے قطار میں کھڑے تھے شرف مصافحہ عطا فرمایا۔ بعدہٗ حضور نے مشن ہاؤس میں داخل ہو کر محترم میر صاحب کے ساتھ مشن کے نو تعمیر شدہ حصہ کا معائنہ فرمایا اس کے بعد حضور آرام فرمانے کے لئے مشن ہاؤس کے رہائشی حصہ میں تشریف لے گئے۔ تین بجے سہ پہر حضور نے مشن ہاؤس سے مسجد نصرت جہاں میں تشریف لا کر ظہر و عصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔

رمضان المبارک کے باعث ساڑھے سات بجے شام مشن ہاؤس میں بہت وسیع پیمانے پر افطاری کا اہتمام کیا گیا تھا۔ حضور نے اس میں شرکت فرمائی۔

آٹھ بجے شب حضور نے مسجد نصرت جہاں میں مغرب و عشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد حضور نے حاضرین سے انگریزی میں خطاب فرمایا۔ جو سوا آٹھ بجے شب سے سوا نو بجے تک جاری رہا۔ اس خطاب میں حضور نے بنی نوع انسان کو درپیش لاینحل مسائل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے واضح فرمایا کہ

—— اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں جماعت احمدیہ کو اس لئے قائم کیا ہے کہ تا یہ جماعت بنی نوع انسان میں ان کی پیدائش کے اصل مقصد کو پورا کرنے کی اہلیت

پیدا کرے اور اس طرح اُن کا اُن کے رب کے ساتھ زندہ تعلق قائم کر دکھائے" حضور نے فرمایا "بنی نوع انسان کا اپنے رب کے ساتھ زندہ تعلق قائم ہونے سے ہی اُن کے مسائل کے حل ہونے اور حقیقی امن، سکون اور طمانیت قلب میسر آنے کی راہ ہموار ہو سکتی ہے"

حضور ایدہ اللہ نے تقریر کے آغاز میں فرمایا "میرا احساس یہ ہے کہ انسان نے سوچنا چھوڑ دیا ہے۔ اسے نہیں معلوم کہ وہ کدھر جا رہا ہے اور اسے کیا کرنا چاہیئے وہ اندھیروں میں بھٹک ہی نہیں رہا بلکہ اُن میں گم ہو کر رہ گیا ہے۔ حضور نے فرمایا۔ اس نئے دور کے انسان کو تباہی سے کوئی نہیں بچا سکتا مگر اسلام ——— اور بنی نوع انسان کو تباہی سے بچانے کا کام اس زمانے میں خدا تعالیٰ نے ہمارے سپرد کیا ہے۔ انسان خدا سے بیگانہ ہو چکا ہے جس کے نتیجہ میں وہ اپنے نت نئے مسائل پیدا کرتا چلا جا رہا ہے۔ ان مسائل کا جو بھی حل وہ تجویز کرتا ہے وہ نئے لاینحل مسائل پیدا کرنے پر منتج ہوئے بغیر نہیں رہتا۔ انسان نے بہت سے نظریات قائم کئے ہیں اور بہت سی نئی ایجادات بھی کی ہیں لیکن ان کے نتیجہ میں بے چینی اور عدم اطمینانی میں اضافہ ہی ہوا ہے اور مغرب میں زندگی بے چینی سے عبارت ہو کر رہ گئی ہے"

حضور نے فرمایا ——— "خرابی کی جڑ یہ ہے کہ اکثر لوگوں نے اس امر کو فراموش کر دیا ہے کہ خدا نے انہیں اخلاقی اور روحانی صلاحیتیں بھی عطا کی ہیں اور ان کی نشوونما بھی ضروری ہے۔ اس کے بالمقابل اسلام کہتا ہے کہ انسان پیدا ہی اس لئے کیا گیا ہے کہ وہ دیگر صلاحیتوں کے ساتھ ساتھ اخلاقی اور روحانی صلاحیتوں کو بھی ترقی دے اور اس طرح خدا تعالیٰ کے ساتھ زندہ اور حقیقی تعلق قائم کرے۔ اسلام نے ہر قسم کی صلاحیتوں کا نشوونما اور ترقی سے متعلق تفصیلی ہدایات دے کر انسان کے لئے اس دنیا میں ایک جنت بنائی ہے۔ انسان اپنی نادانی کی وجہ سے اس جنتِ ارضی سے بھاگ رہا ہے۔ جماعت احمدیہ کے افراد کی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ روئے زمین کے انسانوں کو اس جنتِ ارضی کی طرف بلائیں اور اس میں داخل ہونے کی راہ دکھلائیں یہ ہے ہماری ذمہ داری اور ہمارا فرض۔ ہمارے اندر یہ تڑپ پیدا کی گئی ہے کہ ہم اپنی اور دوسروں کی اخلاقی اور روحانی صلاحیتوں کو ترقی دے کر اپنی طرح ان کا بھی خدا کے ساتھ زندہ تعلق قائم کریں۔ خدا تعالیٰ نے آسمانوں پر یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس کی بھٹکی ہوئی مخلوق دوبارہ اس کی طرف واپس آئے۔ میں نے آپ لوگوں کو خبردار کیا ہے کہ دنیا کو خدا تعالیٰ کی طرف واپس لانے کی ذمہ داری آپ پر اور آئندہ نسلوں پر عائد ہوتی ہے۔ یاد رکھیں کہ دنیا میں ایک عظیم روحانی انقلاب برپا ہونے والا ہے اتنا عظیم اور ہمہ گیر انقلاب کہ جس کے سامنے تمام دنیوی انقلابات ماند پڑ جائیں گے۔ دنیا کے ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک اس کی حالت بدل دی جائیگی اور صحیح معنوں میں ایک نئی دنیا بن جائے گی لیکن قبل اس کے کہ یہ عظیم انقلاب رونما ہو، دنیا کی تمام حکومتیں اور دولتیں احمدیت یعنی حقیقی اسلام کو نابود کرنے کے لئے جمع ہو جائیں گی لیکن خدا سے غلبہ عطا کرے گا لیں

دعائیں کریں اور اپنی کوششوں کو انتہا تک پہنچا دیں تا خدا تعالیٰ ہماری مدد کرے اور ہماری مراد ہمیں عطا کرے"

پریس کے ایک نمائندہ سے ملاقات

۱۶ اگست ۱۹۷۶ء بروز پیر ایک عیسائی روزنامہ "KRISTELIG DAGBLAD" کی نمائندہ مِس الزبتھ نلسن (Elizabeth Nilson) نے حضور سے انٹرویو کے لئے وقت مانگا۔ حضور نے انہیں شام پانچ بجے کا وقت دیا۔ اس پریس ملاقات میں حضور نے دنیا بھر میں عیسائیت کی ناکامی اور اسلام کی روز افزوں ترقی پر تفصیل سے روشنی ڈالی اور بتایا کہ اسلام کا دنیا میں غالب آنا ایک الٰہی تقدیر ہے جو بہر حال پوری ہو کر رہے گی۔ مِس نلسن نے دریافت کیا: "آپ دنیا بھر میں اسلام کی تبلیغ کر رہے ہیں اور عیسائیوں کو بھی مسلمان بنا رہے ہیں۔ کیا آپ اس امر پر روشنی ڈالیں گے کہ عیسائی مسلمان کیوں ہوتے ہیں؟"

حضور نے فرمایا: "مذہبی نقطۂ نگاہ سے اس کی بہت سی وجوہات ہو سکتی ہیں لیکن بنیادی وجہ یہ ہے کہ اس ترقی یافتہ زمانہ میں عیسائیت کی طرف منسوب ہونے والے عیسائی عقائد اور عیسائی طرزِ حیات سے مطمئن نہیں ہیں۔ آپ یہ سوچیں گی کہ اگر وہ مطمئن نہیں ہیں تو سب کے سب ایک دم اسلام کیوں قبول نہیں کر لیتے؟ سو اس کی ذمہ داری ہم پر عائد ہوتی ہے کیونکہ ہم اپنے محدود وسائل اور ذرائع کی وجہ سے ابھی تک سب کو اسلام کے محاسن سے آگاہ نہیں کر سکے لیکن ایک وقت آئے گا جب یہ رکاوٹیں دور ہوں گی اور دنیا کے لوگ اسلام کی طرف دوڑے چلے آئیں گے۔"

نامہ نگار مذکورہ نے مزید سوال کیا: "آپ کے نزدیک مسلمان اپنے مذہب سے مطمئن ہیں؟" اس کے جواب میں حضور نے فرمایا: "میں اپنی جماعت کے لوگوں کے بارہ میں یقین اور وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ ان کی غالب اکثریت نہ صرف مطمئن ہے بلکہ اسے اسلام پر بجا طور پر فخر ہے۔ مغربی طرزِ زندگی تو اخلاق اور روحانیت سے یکسر عاری ہے اس میں قطعاً کوئی کشش نہیں ہے۔"

مِس نلسن نے عرض کیا: "جس طرح آپ اسلام کی تبلیغ کر رہے ہیں اسی طرح عیسائی مشنری عیسائیت کی تبلیغ میں مشغول ہیں۔ وہ بھی یہی کہہ سکتے ہیں کہ بالآخر ہم کامیاب ہوں گے۔" اس کے جواب میں حضور نے فرمایا۔ "اب پانسہ پلٹ چکا ہے۔ عیسائیت قبول کرنے والوں کی تعداد دن بدن گرتی جا رہی ہے خاص طور پر افریقہ میں۔ وہاں کے لوگوں کے لئے عیسائیت میں وہ کشش نہیں ہے جو پہلے تھی بلکہ اسلام انہیں بہت زیادہ پُرکشش نظر آتا ہے۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ انہیں یہ احساس ہو چکا ہے کہ اوّلاً یہاں جب عیسائی مشنری آئے تو ان کے پیچھے پیچھے مغرب کی عیسائی طاقتوں کی فوجیں بھی آ موجود ہوئیں اور انہوں نے انہیں عیسائی بنا کر ان کی ہر چیز سے محروم کر دیا اور اس پر خود قبضہ جما لیا۔" حضور نے مزید فرمایا: "میں یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ میں حضرت مسیح پر کوئی اعتراض نہیں کر رہا۔ وہ خدا تعالیٰ کے نبی تھے اور ہمارے دل میں ان کا بہت احترام ہے۔ عیسائی مشنریوں اور مغرب کی عیسائی طاقتوں نے جو کچھ کیا ان کی تعلیم کے برخلاف کیا۔"

مِس نلسن نے کہا آپ نے مغربی استعماریت کو

بھی افریقہ میں عیسائیت کے زوال کا ذمہ دار قرار دیا ہے لیکن اب استعماریت کا دور ختم ہو چکا ہے۔ اس کے باوجود وہاں کے لوگ عیسائیت کی بجائے اسلام کی طرف کیوں زیادہ مائل ہو رہے ہیں؟"

حضور نے فرمایا ——— "استعماریت ہی عیسائیت کی ناکامی کا واحد سبب نہیں ہے۔ عیسائیت وہاں اُس وقت تک ہی زور و شور سے پھیلتی رہی جب تک وہاں اسلام نہیں پہنچا تھا۔ ہمارے مشنریوں کے وہاں جانے سے وہاں اب رَو بدل چکی ہے۔ مزید برآں جہاں تک استعماریت کا تعلق ہے بعض ملکوں میں یہ ختم ہو چکی ہے لیکن بہت سے ملکوں میں کسی نہ کسی صورت میں اب بھی موجود ہے۔ مثال کے طور پر امریکہ اور بعض دوسرے ترقی یافتہ ممالک ترقی پذیر ممالک کو امداد دیتے ہیں لیکن وہ یہ امداد اس لئے دیتے ہیں تا کہ اس سے کہیں زیادہ واپس کھینچ لے جائیں یہ بھی ایک نوع کی استعماریت ہی تو ہے۔"

مس الزبتھ ملسن نے ایک سوال یہ پوچھا کہ "کہا جاتا ہے کہ اسلام عورتوں کو مردوں کے مساوی حقوق نہیں دیتا اس بارہ میں آپ کا کیا ارشاد ہے؟"

حضور نے فرمایا ——— "اسلام وہ پہلا مذہب ہے جس نے یہ اعلان کیا ہے کہ مرد اور عورت کے حقوق مساوی ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:-

"مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ
اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ
حَيٰوةً طَيِّبَةً ج وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ
اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝" (النحل: ۹۸)

اس کے معنے یہ ہیں کہ جو کوئی مومن ہونے کی حالت میں جو بھی نیک اعمال بجا لائے گا وہ مرد ہو یا عورت ہم اس کو یقیناً حیاتِ طیبہ عطا کریں گے اور ہم ایسے تمام مردوں اور تمام عورتوں کو ان کے بہترین عمل کے مطابق ان کے تمام نیک اعمال کا بدلہ دیں گے۔ یہ مردوں اور عورتوں میں حقیقی مساوات کا ایک بیّن ثبوت ہے۔ جہاں تک حیاتِ طیبہ اور اس کے ثمرات کا تعلق ہے اسلام نے مرد اور عورت دونوں کو ایک سطح پر رکھا ہے جہاں تک دونوں کے درمیان مساوات کا تعلق ہے اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ عورت اور مرد دونوں کو اپنی خداداد صلاحیتوں کی کامل نشوونما کے یکساں مواقع ملنے چاہئیں اور یہی حقیقی مساوات ہے۔ اسلام کہتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے عورت اور مرد دونوں کو چار قسم کی صلاحیتیں دی ہیں یعنی جسمانی، ذہنی، اخلاقی اور روحانی۔ اوّل تو بعض ملک اور علاقے روحانی اور اخلاقی صلاحیتوں کو تسلیم ہی نہیں کرتے اگر ان دونوں قسم کی صلاحیتوں کا انکار کیا جائے تو انسان خواہ مرد ہو یا عورت پورے طور پر ترقی نہیں کر سکتا۔ ایسے مرد اور عورت نیم ترقی یافتہ اور نیم پختہ انسان ہی کہلائیں گے اس پر مزید یہ کہ بعض ایسے ممالک میں مردوں اور عورتوں کے درمیان غیر فطری مساوات کا اعلان کر کے دونوں کے حقوق و فرائض میں توازن برقرار نہیں رہنے دیا گیا۔ اس غیر فطری مساوات کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ عورتوں کو وہ ذمہ داریاں بھی ادا کرنی پڑ رہی ہیں جو اپنے فطری قویٰ کے لحاظ سے ان پر فطرت کی طرف سے عائد نہیں۔ اس پر مزید یہ کہ مردوں نے اپنی ذمہ داریوں میں بھی ان کو برابر کا شریک کر لیا ہے اس طرح مغرب میں عورتوں اور مردوں کے درمیان مساوات کا شور تو بہت زیادہ ہے مگر حقیقی مساوات مفقود ہے۔"

احباب جماعت سے خطاب

اسی روز حضور نے سوا چھ بجے شام ڈنمارک کے احباب جماعت سے مسجد نصرت جہاں میں اردو میں خطاب فرمایا۔ حضور کے خطاب سے فیض یاب ہونے کے لئے کثیر تعداد میں خواتین بھی آئی ہوئی تھیں۔

حضور کے تشریف لانے اور مسند پر رونق افروز ہونے کے بعد ہمارے ڈینش نو مسلم احمدی بھائی مکرم عبدالسلام میڈسن صاحب نے جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے عربی زبان اور دینی علوم میں خاص دسترس رکھتے ہیں۔ قرآن شریف کی تلاوت کی۔ بعدہٗ حضور نے تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد اپنی تقریر کے آغاز میں جماعت احمدیہ کی ترقی اور اسلام کے عالمگیر غلبہ سے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کی دو نہایت ہی پر شوکت اور روح پرور تحریرات پڑھ کر سنائیں بعدہٗ حضور نے فرمایا ——

"اس وقت میں نے حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات میں سے دو اقتباس پڑھے ہیں۔ جس وقت آپ نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔ اس زمانے میں آپ اکیلے تھے بیسیوں کفر کے فتوے تو موجود تھے لیکن آپ پر ایمان لانے والا ابھی کوئی آگے نہیں آیا تھا۔ اس وقت اور اس حالت میں خدا تعالیٰ نے آپ کو مخاطب کر کے فرمایا۔ میں تیرے ساتھ ہوں اور میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ میں تجھے ایسی جماعت دوں گا جو آنحضرت صلعم کی سچی عاشق اور اطاعت گزار ہوگی اور آپؐ کے دین کی اشاعت کے لئے بڑھ چڑھ کر قربانیاں کرے گی۔ اس وقت کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ ایک ایسا انسان جو اکیلا ہے اور بے سرو سامان ہے کبھی اس کی جماعت دنیا میں غالب آئے گی اور اس دنیا کا نقشہ بدل کر رکھ دے گی۔ لیکن خدا تعالیٰ نے جس کو ہر قدرت اور طاقت حاصل ہے آپ کو اس محیّر العقول انقلاب کی خبر دی۔ اس ضمن میں یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ جس طرح بچہ تدریجاً ترقی کرتا ہے اسی طرح خدائی جماعتیں بھی ترقی کرتی ہیں ——

ابتداء میں آپؑ کو نہایت ہی نامساعد حالات سے گزرنا پڑا مخالفتیں ہوئیں اور بڑی شدومد کے ساتھ ہوئیں اس کے باوجود احمدیت پہلے رفتہ رفتہ پنجاب میں پھیلنی شروع ہوئی پھر ہندوستان کے دوسرے علاقوں میں اسے نفوذ حاصل ہوا اور پھر وہ وقت بھی آیا کہ دنیا کے مختلف ممالک میں اس کی اشاعت ہونے لگی۔ اس وقت خدا تعالیٰ کے فضل سے تقریباً دنیا کے ہر ملک میں احمدی پائے جاتے ہیں۔"

حضور نے فرمایا —— "جماعت دو طرح سے پھیل رہی ہے۔ ایک تو ہماری تبلیغی کوششوں کے نتیجہ میں اور دوسرے اس تبلیغ کے نتیجہ میں جو خدا خود کر رہا ہے۔ بعض ایسے ممالک بھی ہیں جن میں ہم نے آج تک مبلغ نہیں بھیجا لیکن خدائی تصرفات کے ماتحت وہاں بھی کسی نہ کسی طرح احمدیت کا پیغام پہنچا۔ بعض لوگوں نے اسے قبول کیا اور اب بحمد اللہ تعالیٰ وہاں بھی جماعتیں قائم ہیں۔"

حضور نے احباب کو غلبۂ اسلام کے ضمن میں ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا ——

"جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے کہ ابتلاؤں کا آنا

بھی ضروری ہے۔ خدائی انعام یونہی نہیں مل جاتے ان کے لئے قربانیاں کرنی پڑتی ہیں۔ خدائی وعدوں پر پختہ یقین پیدا کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ کی غیر محدود طاقتوں اور قدرتوں پر ایمان راسخ پیدا کرنے کی ضرورت ہوتی ہے"

حضور نے فرمایا ——— "ابھی چھوٹے چھوٹے انقلابی واقعات رونما ہو رہے ہیں۔ جگہ جگہ اسلام کے غلبہ کے آثار ظاہر تو ہو رہے ہیں لیکن وہ ابھی دبے ہوئے ہیں۔ قرآن سے میں نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ قیام جماعت کی دوسری صدی جس کے شروع ہونے میں ۱۳، ۱۴ سال باقی ہیں۔ غلبہ اسلام کی صدی ہوگی۔ اس لئے اس زمانہ میں ہمیں اپنی قربانیوں اور جدوجہد کو اسی کے کمال تک پہنچانا ہوگا ——— کفار مکہ فتح مکہ سے دو روز قبل کب سوچ سکتے تھے کہ اسلام غالب آنے والا ہے بلکہ ایک روز قبل جب رات کو وہ سوئے تو وہ اپنے آپ کو غالب سمجھتے تھے اگلے دن جاگے تو انھوں نے اپنے آپ کو مغلوب اور اسلام کو غالب پایا۔ خدائی انقلاب اسی طرح رونما ہوا کرتے ہیں لیکن ہوتے ہیں ہمیشہ عظیم قربانیاں دینے کے بعد ——— چنانچہ صحابہؓ کرام نے بھی قربانیاں دیں ان کے سامنے حضرت ابراہیمؑ کا نمونہ تھا جو اپنے فرزند کو خدا تعالیٰ کی راہ میں ذبح کرنے کے لئے تیار ہو گئے تھے لیکن خدا تعالیٰ نے ان کو مخاطب کر کے کہا میں ایک کی جان نہیں مانگتا بلکہ تم سب کی زندگیاں مانگتا ہوں خدا کی راہ میں اپنی زندگیاں وقف کرو اور اس کے دین کو دور دراز علاقوں میں پھیلانے چلے جاؤ۔ چنانچہ صحابہ کرامؓ حضرت ابراہیمؑ اور ان کی اولاد کے نمونہ پر عمل پیرا ہوتے ہوئے اپنی زندگیاں خدا کی راہ میں وقف کرتے چلے گئے خدا تعالیٰ نے انھیں ایسی عظیم فتوحات عطا فرمائیں کہ آج دنیا ان پر حیرت کا اظہار کر رہی ہے۔ پھر قربانیوں کا سلسلہ صحابہؓ تک ہی محدود نہ رہا بلکہ آئندہ نسلیں بھی قربانیاں کرتی چلی گئیں اور اسلام ان کی قربانیوں کے نتیجہ میں دور دور تک پھیلتا چلا گیا۔"

حضور نے حاضرین کو مخاطب کرتے ہوئے جن میں اکثریت نوجوانوں کی تھی فرمایا ——— "اس وقت میں اپنے بچوں سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ایک تو آپ کے دل میں یہ پختہ یقین ہونا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ سے غلبہ اسلام کے جو وعدے کئے ہیں وہ سچے ہیں۔ وہ یقیناً پورے ہوں گے۔ دوسرے یہ احساس اپنے اندر پیدا کریں کہ عظیم بشارتیں عظیم ذمہ داریاں لاتی ہیں۔ آپ لوگ وطن سے ہزار میل دور یہاں رہ رہے ہیں آپ پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ آپ یہاں رہنے والوں کے سامنے اسلام کا "دل موہ لینے والا نمونہ" پیش کریں اور ان تک اسلام کا پیغام پہنچائیں۔ مجھے تو یہاں کے لوگوں پر ان کی حالت دیکھ کر رحم آتا ہے۔ وہ خدا سے دور ہو چکے ہیں۔ آخر وہ بھی تو انسان ہیں اور ہماری ہمدردی کے مستحق ہیں ——— ان کو تباہی سے بچانے کے لئے خدا نے ہمیں مقرر کیا ہے۔ اس لحاظ سے ہمارے کندھوں پر بہت ہی عظیم ذمہ داری عائد ہوتی ہے لیکن جہاں اللہ تعالیٰ نے ہمارے کندھوں پر ساری دنیا کو اسلام کا

کا حلقہ بگوش بنانے کی ذمہ داری ڈالی ہے وہاں ہمیں بڑی ہی عظیم بشارتوں سے نوازا ہے اور یہ سب بشارتیں اس قرآنی بشارت کے ماتحت ہمیں دی ہیں کہ "اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ"

حضور نے فرمایا ———— ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہیئے کہ ہر بشارت جو ہمیں دی گئی ہے وہ ہم پر ایک عظیم ذمہ داری ڈالتی ہے۔ ایک تو یہ کہ ہم ایک سیکنڈ کے لئے بھی اس خیال کو دل میں نہ آنے دیں کہ خدائی وعدے پورے نہیں ہوں گے۔ ہمارا خدا صادق الوعد خدا ہے۔ وہ جو وعدہ کرتا ہے اسے پورا کرنے کی پوری قدرت رکھتا ہے اور اسے ضرور پورا کرتا ہے۔ دوسرے یہ کہ ہم اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں اور انہیں کما حقہٗ ادا کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھیں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم میں سے ہر ایک کو ایک سچا اطاعت گزار اور اس کی راہ میں فدائیت کا نمونہ پیش کرنے والا بندہ بنائے اور ہمیں یہ توفیق عطا فرمائے کہ ہم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کو دنیا کے ہر ملک میں بلند کرنے والے ہوں۔

حضور کا یہ بصیرت افروز خطاب جو سوا چھ بجے شروع ہوا تھا۔ سات بج کر پانچ منٹ پر اختتام پذیر ہوا۔

ساڑھے سات بجے جملہ احباب جماعت نے مشن ہاؤس میں روزہ افطار کیا اور حضور ایدہ اللہ کی معیت میں ماحضر تناول کرنے کی سعادت حاصل کی۔

۳۱ اگست بروز منگل ساڑھے چار بجے صبح حضور نے مشن ہاؤس سے مسجد نصرت جہاں میں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ اسی روز حضور کو ڈنمارک میں شہد کے ایک ماہر مسٹر کارل لنڈ آگارڈ (Karl Lund Aagaard.) جو شہد کے ایک تحقیقی ادارہ کے ڈائریکٹر ہیں۔ نے اپنی فیکٹری کا معائنہ کرنے کی دعوت دی ہوئی تھی۔ ان کی یہ فیکٹری کوپن ہیگن سے دو تین میل کے فاصلہ پر ہیل سنگے نامی قصبہ میں واقع ہے اس فیکٹری میں شہد کے چھتوں سے ایک جراثیم کش مادہ جسے "پراپولس" (Propolis) کہتے ہیں علیحدہ کیا جاتا ہے اور اس سے مختلف قسم کی ادویہ بنائی جاتی ہیں۔ حضور اور حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا

مع اہل قافلہ مبلغین ڈنمارک اور سویڈن سوا دس بجے روانہ ہو کر سوا بارہ بجے ہیلسنگئے پہنچے تو مسٹر لنڈ آگارڈ اور ان کے ادارہ کے دیگر سربراہ اور ارکان نے حضور کا پرتپاک استقبال کیا اور حضور کو اپنی فیکٹری دکھائی۔ حضور نے فیکٹری اور اس سے ملحقہ فارم کا بہت تفصیلی معائنہ فرمایا اور شہد کے چھتوں سے پیرا پولس علیحدہ کرنے کے طریق کار کا جائزہ لیا۔ پونے ایک بجے کے قریب حضور اس ضیافت میں شریک ہوئے جس کا اہتمام مسٹر لنڈ آگارڈ نے حضور کے اعزاز میں ایک قریبی ہوٹل میں کیا تھا۔

ڈیڑھ بجے بعد دوپہر حضور اور حضرت بیگم صاحبہ ڈینش نومسلم احمدی بھائی عبد السلام صاحب میڈسن کے گھر تشریف لے جانے کے لئے وہاں سے روانہ ہوئے۔ اور وہاں سے چند میل کے فاصلے پر ایک فیری آتی ہے...... اور سمندر کے ایک مختصر ٹکڑے کو عبور کر کے سفر آگے جاری رکھنا ہوتا ہے) مسٹر لنڈ آگارڈ اور ان کی اہلیہ مسز آگارڈ ایک علیحدہ موٹر میں حضور کے ہمراہ اس فیری تک آئے۔ وہاں انہوں نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ اور حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا کو بہت پرتپاک طریق پر الوداع کہا۔

تین بجے حضور ایدہ اللہ مکرم عبد السلام صاحب میڈسن کے گھر پہنچے اور وہاں چائے نوش فرمائی۔ مسٹر عبد السلام صاحب میڈسن اور ان کی اہلیہ مسز میار کر میڈسن نے مردوں اور مستورات کے لئے چائے کا علیحدہ علیحدہ کمروں میں بہت ترتیب سے انتظام کیا تھا۔ چائے سے فارغ ہونے کے بعد حضور نے گھر کے باغ میں ظہر و عصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں اور پھر پانچ بجے وہاں سے روانہ ہو کر مغرب سے کچھ پہلے مشن ہاؤس میں واپس تشریف لائے۔ پونے آٹھ بجے شب حضور ایدہ اللہ نے مسجد نصرت جہاں میں مغرب و عشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔

نماز سے فارغ ہونے کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے احباب جماعت کو انفرادی ملاقاتوں کا شرف بخشا جس کا سلسلہ دس بجے شب تک

جاری رہا۔

۵ستمبر کو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے کوپن ہیگن سے بذریعہ موٹر کار مغربی جرمنی کے شہر ہیمبرگ روانہ ہونا تھا۔ صبح دس بجے روانگی سے قبل منسٹری آف چرچ آئس لینڈ کے ایک عہدیدار مسٹر آندرفن ہیوگارسن نے حضور سے ملاقات کی۔ ان سے ملاقات کے بعد حضور ہیمبرگ کے لئے روانہ ہوئے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کو الوداع کہنے کے لئے احباب جماعت بہت کثیر تعداد میں آئے ہوئے تھے۔ حضور نے جملہ حاضر احباب کو شرف مصافحہ بخشا اور اجتماعی دعا کروائی۔

جب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ موٹر کار میں سوار ہوئے تو احباب نے نعرہ ہائے تکبیر نیز ـــــ

"اسلام زندہ باد"

"ناصر دین زندہ باد"

کے نعرے لگا کر حضور ایدہ اللہ اور حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا کو دلی دعاؤں کے ساتھ رخصت کیا۔ ۔۔

سفیرِ امن

مزاجِ کفر کی سمتیں بدل کے آیا ہے

جناب عبدالکریم قدسی لاہور

دیارِ غیر کو اپنا بنا کے آیا ہے
خلوص و پیار کی شمعیں جلا کے آیا ہے
غموں کی دھوپ میں وہ سائباں محبت کا
وہ مسکراتا ہوا، مسکرا کے آیا ہے

غلامِ سرورِ کونینؐ سوئے یورپ سے
عظیم فتح کی لے کر نوید آیا ہے
درِ رسولؐ پہ جھرمٹ سعید روحوں کا
قتیلِ درد کو پیغام عید آیا ہے

فضائے دل میں وہ اترا تو یوں لگا جیسے
چمکتا چاند، مہکتا گلاب آیا ہے
وہ آگیا تو بہاریں بھی لوٹ آئی ہیں
وہ آگیا تو چمن پر شباب آیا ہے

دلوں کو تیغِ محبت سے جیتنے والا
مزاجِ کفر کی سمتیں بدل کے آیا ہے
سکون و امن و محبت کا ایک شہزادہ
وفا و مہر کے قدموں سے چل کے آیا ہے

سمندروں سے بھی بڑھ کر ہے ظرف کا مالک
ہمالہ عزم، وقارِ چناب آیا ہے

سلام کرتا ہے اس کو فقیر قدسی بھی
سفیرِ امن کہ جو کامیاب آیا ہے

آپ اپنی ضروریات کیلئے

ایکسپورٹرز
اینڈ امپورٹرز

میسرز بشیر اینڈ کمپنی کی خدمات حاصل کریں

گورنمنٹ کے منظور شدہ ٹھیکیدار برائے ملٹری، ریلوے، ٹیلیگراف ٹیلیفون، واپڈا اور دوسرے

: تیار کنندگان :

• ہارڈویئر • تعمیری میٹریل • ہر قسم کا جوڑ والا اور بغیر جوڑ کا پائپ • ٹیوب
• کھمبے • کاسٹ آئرن اور اس سے متعلقہ ہر قسم کا سامان ......

•

: سٹاکسٹ اینڈ سپلائرز :

• آئرن اینڈ سٹیل • جی آئی شیٹ • پلیٹ (چادر) • کنڈے والی تار
• ہر قسم کا سٹیل • زنک • لیڈ • ٹین • تانبہ • اور پلمبنگ کا ہر قسم کا سامان

: ہیڈ آفس :

حمید منزل ۸۹ انارکلی لاہور (فون نمبر ۵۲۷۸۳)

: برانچیں :

• لوہا مارکیٹ لاہور • KMC ۷۷، گارڈن مارکیٹ، لارنس روڈ کراچی۔ (فون نمبر ۷۸۵۶۲)

مغربی مہم طلوعِ آفتاب

یورپ میں اسلام کا مستقبل

جنابِ مسعود احمد خان دہلوی۔ ایڈیٹر الفضل ربوہ

یورپ میں اسلام کا مستقبل کیا ہے؟ اس امر کا دو پہلوؤں سے جائزہ لیا جاسکتا ہے:

اوّل: یہ کہ اس بارہ میں خدائی پیشگوئیاں کیا کہتی ہیں۔

دوم: یہ کہ یورپ میں بسنے والی اقوام کے موجودہ معاشرتی اور تمدنی حالات سے وہاں اسلام کے مستقبل کی کیا نشاندہی ہوتی ہے؟

سطورِ ذیل میں ان دونوں پہلوؤں کے اعتبار سے یورپ میں اسلام کے مستقبل پر اختصار سے روشنی ڈالنے کی کوشش کی گئی ہے۔

غلبۂ اسلام کے متعلق آسمانی بشارات

جہاں تک یورپ میں اسلام کے مستقبل کے متعلق خدائی پیشگوئیوں اور بشارتوں کا تعلق ہے ان میں وہاں اسلام کے ایک ایسے روشن اور درخشندہ مستقبل کی خبر دی گئی ہے کہ اسلام نہ صرف یہ کہ وہاں اثر و نفوذ حاصل کرے گا بلکہ اس طرح غالب آئے گا کہ بجز اسلام کے اور کوئی مذہب یا نظریۂ حیات قابلِ ذکر حالت میں باقی نہیں رہے گا حتیٰ کہ یورپ کی تمام قومیں دینِ واحد یعنی اسلام پر آجمع ہوں گی۔ یہ پیشگوئیاں اگرچہ اختصار کے ساتھ قرآن مجید اور احادیث نبوی صلے اللہ علیہ وسلم میں مذکور ہیں جیسا کہ آیتِ کریمہ "هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ" (الصف آیت ۱۰) اور مسیح موعودؑ کے زمانہ میں طُلُوْعُ الشَّمْسِ مِنْ مَّغْرِبِهَا سے متعلق حدیثِ نبوی سے ظاہر ہے۔ لیکن چونکہ ان پیشگوئیوں نے آخری زمانہ میں مسیح موعودؑ کے ذریعہ پورا ہونا تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اپنے الہامات کے ذریعہ بڑی تفصیل کے ساتھ منکشف فرمایا کہ اسلام کے عالمگیر غلبہ سے متعلق قرآن مجید اور احادیث نبویہ میں مذکور پیشگوئیوں کے پورا ہونے کا وقت قریب آگیا ہے حتیٰ کہ یورپین اقوام بھی جن کو اسلام دشمنی میں کمال ہے جوق در جوق اسلام میں داخل ہو کر محمد رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے آ جمع ہوں گی۔ چنانچہ آپؑ نے سلسلہ وار ملنے والی ان بشارتوں سے دنیا کو آگاہ کرتے ہوئے شروع زمانہ میں فرمایا:۔

• "(ایسا ہی) طلوع شمس کا جو مغرب کی طرف سے ہوگا۔ ہم اس پر بہرحال ایمان لاتے ہیں لیکن اس عاجز پر جو ایک رؤیا میں ظاہر کیا گیا وہ یہ ہے جو مغرب کی طرف سے آفتاب کا چڑھنا یہ معنی رکھتا ہے کہ ممالک مغربی جو قدیم سے ظلمت کفر و ضلالت میں ہیں آفتاب صداقت سے منور کئے جائیں گے اور ان کو اسلام سے حصہ ملے گا اور میں نے دیکھا کہ میں شہر لندن میں ایک منبر پر کھڑا ہوں اور انگریزی زبان میں ایک نہایت مدلل بیان سے اسلام کی صداقت ظاہر کر رہا ہوں۔ بعد اس کے میں نے بہت سے پرندے پکڑے جو چھوٹے چھوٹے درختوں پر بیٹھے ہوئے تھے اور ان کے رنگ سفید تھے اور شاید تیتر کے جسم کے موافق ان کا جسم ہوگا۔ سو میں نے اس کی یہ تعبیر کی کہ اگرچہ میں نہیں مگر میری تحریریں ان لوگوں میں پھیلیں گی اور بہت سے راستباز انگریز صداقت کا شکار ہو جائیں گے درحقیقت آج تک مغربی ملکوں کی مناسبت دینی سچائیوں کے ساتھ بہت کم رہی ہے گویا خدا تعالیٰ نے دین کی عقل تمام ایشیا کو دی اور دنیا کی عقل تمام یورپ اور امریکہ کو۔ نبیوں کا سلسلہ بھی اول سے آخر تک ایشیا کے ہی حصہ میں رہا اور ولایت کے کمالات بھی انہیں لوگوں کو ملے۔ اب خدا تعالیٰ ان لوگوں (یعنی اہل یورپ۔ ناقل) پر نظر رحمت ڈالنا چاہتا ہے"۔

(ازالہ اوہام صفحات ۵۱۵، ۵۱۶ مطبوعہ ۱۸۹۱ء)

اس بشارت میں مغرب میں طلوعِ شمس اور پیغامِ حق کی اشاعت کے بعد بہت سے سفید پرندے پکڑنے کا ذکر کیا گیا ہے یہ گویا یورپ میں اشاعتِ اسلام کے ابتدائی مرحلہ کی طرف اشارہ ہے۔ آفتابِ اسلام کے نصف النہار پر پہنچنے یعنی اسلام کے وہاں کامل طور پر غالب آنے کا ذکر نہیں ہے۔ اس کے چھ سال بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یورپ میں اسلام کے ایسے کامل غلبہ کی جو لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ کا مصداق ہو بشارت دی۔ چنانچہ آپ نے اس بشارت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:-

"خدائے قادر فرماتا ہے........
نئی زمین ہوگی اور نیا آسمان ہوگا اب وہ دن نزدیک آتے ہیں جو سچائی کا آفتاب مغرب کی طرف سے چڑھے گا اور یورپ کو سچے خدا کا پتہ لگے گا۔ اور بعد اس کے توبہ کا دروازہ بند ہوگا کیونکہ داخل ہونے والے بڑے زور سے داخل ہو جائیں گے اور وہی باقی رہ جائیں گے جن کے دل پر فطرت سے دروازے بند ہیں اور جو نور سے نہیں بلکہ تاریکی سے محبت رکھتے ہیں۔ قریب ہے کہ سب ملتیں ہلاک ہوں گی مگر اسلام۔ اور سب حربے ٹوٹ جائیں گے مگر اسلام کا آسمانی حربہ کہ وہ نہ ٹوٹے گا نہ کند ہوگا۔ جب تک دجالیت کو پاش پاش نہ کر دے۔ وہ وقت قریب ہے کہ خدا کی سچی توحید جس کو بیابانوں کے رہنے والے اور تمام تعلیموں سے غافل بھی اپنے اندر محسوس کرتے ہیں۔ ملکوں میں پھیلے گی اس دن نہ کوئی مصنوعی کفارہ باقی رہے گا اور نہ کوئی مصنوعی خدا اور خدا کا ایک ہی ہاتھ کفر کی سب تدبیروں کو باطل کر دے گا۔ لیکن نہ کسی تلوار سے اور نہ کسی بندوق سے بلکہ مستعد روحوں کو روشنی عطا کرنے سے اور پاک دلوں پر ایک نور اتارنے سے۔ تب یہ باتیں جو میں کہتا ہوں سمجھ میں آئیں گی۔"

(اشتہار - ۱۴ جنوری ۱۸۹۷ء)

اس کے دس گیارہ سال بعد حضور علیہ السلام نے یورپ میں عنقریب رونما ہونے والے اسلام کے کامل غلبہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اپنی طویل نظم میں فرمایا:-

"آسماں پر دعوتِ حق کیلئے اک جوش ہے
ہو رہا ہے نیک طبعوں پر فرشتوں کا اتار
آرہا ہے اس طرف احرارِ یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مُردوں کی ناگہ زندہ وار

کہتے ہیں تثلیث کو اب اہلِ دانش الوداع
پھر ہوئے ہیں چشمۂ توحید پر از جاں نثار
ملّتِ احمدؐ کی مالک نے جو ڈالی تھی بِنا
آج پوری ہو رہی ہے اے عزیزانِ دیار
گلشنِ احمدؐ بنا ہے مسکنِ بادِ صبا
جس کی تحریکوں سے سنتا ہے بشر گفتارِ یار"

(براہین احمدیہ حصّہ پنجم صفحہ ۹۷ ۔ مطبوعہ ۱۹۰۸ء)

ان عظیم الشان آسمانی بشارتوں سے یہ تو ظاہر ہی ہے کہ یورپ میں اسلام کا مستقبل نہایت روشن اور نہایت تابندہ و درخشندہ ہے اور اس کا وہاں بھی غالب آنا ایک خدائی تقدیر ہے جسے دنیا کی کوئی طاقت بدل نہیں سکتی لیکن ان سے یہ بھی ظاہر ہے کہ اسلام وہاں قلیل عرصہ میں غالب نہیں آئے گا بلکہ اس کا یہ غلبہ کسی قدر طویل زمانہ میں بتدریج اور مرحلہ وار ظاہر ہوگا۔ سلسلہ وار اور بتدریج بشارتیں ملنے میں یہی حکمت پوشیدہ تھی۔ اگر ان بشارتوں کا بغور مطالعہ کیا جائے تو ان سے مرحلہ وار ظاہر ہونے والے غلبۂ اسلام سے متعلق متعدد باتوں کا انکشاف ہوتا ہے:-

● **پہلی بات** ان بشارتوں میں یہ بتائی گئی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام خود یورپ تشریف نہیں لے جائیں گے بلکہ آپ کے غلاموں اور اتباع کے ذریعہ آپ کی تحریرات وہاں کی اقوام تک پہنچیں گی اور انہیں پڑھ کر ان میں حق کی طرف میلان پیدا ہوگا۔

● **دوسری بات** ان بشارات میں یہ بتائی گئی ہے کہ جس طرح سورج طلوع ہونے پر تاریکی چھٹنی شروع ہوتی ہے اور روشنی رفتہ رفتہ پھیلتی اور غالب آتی ہے اسی طرح پہلے وہاں آفتابِ اسلام کے طلوع ہونے سے کفر و ضلالت کی تاریکیاں آہستہ آہستہ دور ہوں گی اور اسلام کی روشنی درجہ بدرجہ غالب آئے گی۔

● **تیسری بات** اِن بشارات میں یہ بتائی گئی ہے کہ یورپ میں تبلیغ اسلام کی ابتداء انگلستان کے شہر لنڈن سے ہوگی اس کے بعد دوسرے یورپی ممالک میں اشاعتِ اسلام کی راہیں کھلیں گی۔ نیز یہ کہ ابتداء میں بعض انگریز اور اسی طرح یورپ کی دیگر اقوام کی بعض سعید روحیں حلقہ بگوشِ اسلام ہوں گی۔

● **چوتھی بات** ان بشارات میں یہ بتائی گئی ہے کہ ابتداء ہی میں جوق در جوق لوگ اسلام میں داخل

نہیں ہوں گے بلکہ پہلے وہاں تثلیث کا زور ٹوٹنا
شروع ہو گا۔ پھر رفتہ رفتہ عیسائیت کے نابود ہونے
پر متعدد دیگر مذاہب اور نظریات وہاں زور پکڑیں
گے اس کے بعد وہاں کی اقوام توحید کی طرف آئیں گی
کیونکہ صرف ایک ملت کے نابود ہونے کی نہیں بلکہ
بجز اسلام وہاں سب ملتوں کے ہلاک ہونے کی خبر
دی گئی ہے۔ اگر عیسائیت کے نابود ہونے کے معاً
بعد اسلام نے وہاں غالب آنا ہوتا تو الہام الٰہی میں
اس امر کا ذکر نہ ہوتا کہ سب ملتیں ہلاک ہوں گی مگر
اسلام اور سب حربے ٹوٹ جائیں گے مگر اسلام کا
آسمانی حربہ کہ وہ نہ ٹوٹے گا اور نہ کند ہو گا۔ جب
تک دجالیت کو پاش پاش نہ کر دے۔

● **پانچویں بات** ان بشارات میں یہ بتائی گئی
ہے کہ ایک زمانہ تک تو اسلام وہاں آہستہ آہستہ اثر
و نفوذ حاصل کرتا رہے گا اور اس کے غلبہ کے آثار
ظاہر ہوتے رہیں گے اور اس کے بعد غلبہ اسلام کی اس
مہم میں یکدم ایک "Turning point"
یعنی نیا موڑ آئے گا اور اسلام اس تیزی سے پھیلنا
شروع ہو گا کہ لوگ فوج در فوج اس میں داخل ہونے
لگیں گے اور دنیا دیکھ لے گی کہ خدا کے ایک ہی ہاتھ
نے کفر کی سب تدبیروں کو باطل کر کے رکھ دیا ہے۔
حتی کہ یوں محسوس ہو گا کہ مُردوں میں یکدم زندگی عود
کر آئی ہے اور معجزانہ طور پر اُن کی نبض یکایکی چلنے لگی ہے

● **چھٹی بات** ان بشارات میں یہ بتائی گئی
ہے کہ اس "Turning point" یعنی نئے
موڑ کے بعد یورپ میں اقوام اس کثرت اور اس زور سے
اسلام میں داخل ہوں گی کہ بجز اسلام کے باقی سب
مذاہب مٹ جائیں گے اور ہر طرف اسلام ہی اسلام
غالب نظر آئے گا۔

● **ساتویں بات** ان بشارات میں یہ بتائی گئی
ہے کہ ملت احمدیہ کی جو بنیاد وہاں ڈالی جائے گی اس
وقت اس پر قصر اسلام کی تعمیر بہر نوع مکمل ہو جائے گی
اس طرح یورپ میں لگایا جانے والا گلشن احمد
ایسی باد صبا کا مسکن بن جائے گا جس کے زیر اثر
وہاں کے لوگ خدا کے اس قدر قریب ہو جائیں گے کہ
خدا تعالیٰ انہیں اپنے الہام اور کلام سے مشرف کرے گا
سو گویا اس خطۂ ارض میں بھی روحانی بہار اپنے عروج
کو پہنچ جائے گی۔

اہل یورپ کی موجودہ حالت

یورپ میں غلبۂ اسلام کی آسمانی بشارات کا
بغور مطالعہ کرنے اور ان سے رہنمائی حاصل کرنے کے
بعد اب ہم اس پہلو کی طرف آتے ہیں کہ یورپ میں
آباد اقوام کی موجودہ حالت سے وہاں اسلام کے
روشن مستقبل کی کہاں تک نشاندہی ہوتی ہے؟ اس
ضمن میں ان اقوام کی ظاہری اور اندرونی ہر دو حالتوں
کا مطالعہ ضروری ہے۔ اس کے بغیر صحیح نتیجہ پر پہنچنا
ممکن نہیں ہے۔

جہاں تک ان اقوام کی ظاہری حالت کا تعلق
ہے سو ابھی تک یہ قومیں درجہ بدرجہ غلبۂ اسلام

کے ان ابتدائی مراحل میں سے گزر رہی ہیں جن کی آسمانی
بشارتوں میں آج سے چھیاسی سال قبل خبر دی گئی تھی
یعنی یہ کہ جماعت احمدیہ کی پچاس سالہ تبلیغی جدوجہد
اور اس کے خوش کن نتائج کے باوجود ابھی وہ مرحلہ
نہیں آیا کہ جس میں ان اقوام نے فوج در فوج اسلام
میں داخل ہونا ہے۔ غلبۂ اسلام کے ابتدائی آثار رونما
ظاہر ہوئے ہیں اور مسلسل ہو رہے ہیں۔ لیکن ابھی
یہ اتنے روشن اور نمایاں نہیں ہیں کہ مشرق سے وہاں
جانے والا ہر شخص پہلی ہی نظر میں انھیں محسوس کر سکے
اور اس کے لئے یہ اثر قبول کرنے کے سوا چارہ نہ
رہے کہ یہ لوگ عنقریب دھڑا دھڑ اسلام میں داخل
ہونا شروع ہو جائیں گے۔ جماعت احمدیہ کی مجاہدانہ اور
سرفروشانہ تبلیغی سرگرمیوں، مختلف یورپی ممالک میں
مساجد اور مشن ہاؤسز کی تعمیر، متعدد یورپی زبانوں میں
قرآن مجید کے تراجم اور دیگر اسلامی لٹریچر کی وہاں
وسیع پیمانہ پر اشاعت، حقانیت اسلام پر لیکچروں
اور مقالوں کے سلسلے، انفرادی سطح پر لوگوں کے ساتھ
تبادلۂ خیالات، نومسلم احمدیوں کی منظم جماعتوں کے
قیام، خدائی بشارات کے بموجب عیسائیت کی یکسر
ناکامی، نیز اسلام کے متعلق یورپی سکالرز اور
مستشرقین کے خیالات میں خوش کن تبدیلی اور اسلام
کے بارہ میں ان کی مفاہمانہ روش کے باوجود وہاں
اسلام کے عملاً غالب آنے کے آثار ہنوز دبے ہوئے
ہیں اور وہاں کی غالب اکثریت کی نگاہ میں وہ ابھی
منصۂ شہود پر نہیں آئے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ

اگرچہ یورپی اقوام عیسائیت سے یکسر بیزار ہو کر اسے
ترک کر چکی ہیں تاہم وہ ایک دلدل سے نکل کر دوسری
دلدل میں جا پھنسی ہیں اور وہ ہے دہریت کی دلدل
دہریت اور سراب نما راہِ نجات کی طرف میلان کے
باعث اس اباحت میں جو کفارہ جیسے باطل عقیدہ
پر ایمان رکھنے کے نتیجہ میں رونما ہوئی تھی پہلے کی
نسبت کئی گنا اضافہ ہو چکا ہے اور وہ معصیت کے
سمندر میں غرق ہوتی چلی جا رہی ہیں اور جیسا کہ حضرت
مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے وہ لالچ
سے بھرے ہوئے دل کے ساتھ اسی طرح دنیا پر گرے
ہوئے ہیں۔ جس طرح مکھی پیپ اور شہد پر گرتی ہے
اور عاقبت سے بالکل غافل ہیں اور ان کو تمیز اس کے

اور کوئی شغل نہیں ہے کہ شراب پئیں، عمدہ اور لذیذ کھانے کھائیں قیمتی اور نیم عریانی لباس زیبِ تن کریں اور بے حیائی کے کاموں میں مشغول رہیں۔ انھوں نے خدا تعالیٰ کی عظمتوں کو دلیری سے بھلا دیا ہے اور پاک لوگوں کی توہین ان کا دن رات کا مشغلہ ہے۔ اس ظاہری حالت کے بالمقابل ان کی اندرونی حالت یکسر مختلف ہے دین سے بے تعلقی اور معصیت نوازی کی دلدوز کیفیت ایک پردہ ہے جس کے پیچھے بے چینی کروٹیں اور مسلسل بے چین رکھنے والا اضطراب رینگ رہا ہے اس اضطراب نے انھیں اندرونی طور پر از خود رفتہ بنا رکھا ہے۔ ان کے لاشعور میں دبا ہوا یہ احساس رہ رہ کر اُبھر تا رہتا ہے کہ ہم لحظہ بہ لحظہ ایک ہولناک تباہی کی طرف بڑھ رہے ہیں اور یہ کہ اب کوئی غیر مرئی طاقت ہی ہمیں اس ہولناک تباہی سے بچا سکتی ہے۔ ان کی حالت ایک ایسے سمندر کی سی ہے جس کی سطح بظاہر پُرسکون ہے لیکن اُس کی تہہ میں زبردست تلاطم بپا ہے اور جس نے ہر چیز کو تہہ و بالا کر رکھا ہے۔ اُن کی یہ اندرونی کیفیت وہاں غلبہ اسلام کے حق میں نیک فال کی حیثیت رکھتی ہے۔

ماہرین کی طرف سے بے لاگ تجزیہ

ان کی اس اندرونی کیفیت کا اندازہ فلسفۂ تاریخ اور عمرانیات کے اُن ماہرین کی کتب سے آسانی لگایا جاسکتا ہے جو قوموں اور ان کے تہذیبی نظاموں کے عروج و زوال کے اسباب و عوامل پر گہری نظر رکھتے ہیں۔ وہ باعث مغربی تہذیب کے زوال اور اس کے عبرتناک انجام اور اس کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے خلاء کو پُر کرنے والے نئے روحانی نظام کا بغور مطالعہ کر رہے ہیں اور اپنے مشاہدات اور غور و فکر کے نتائج کو اپنی تصانیف میں پیش کر رہے ہیں۔ اگر ان کی تصانیف کا مطالعہ کیا جائے تو اس امر میں کوئی شبہ باقی نہیں رہتا کہ یورپ میں در پردہ ایسے تغیرات بڑی تیزی سے رونما ہو رہے ہیں جن کے نتیجہ میں غلبۂ اسلام کی آسمانی بشارتیں بڑی شان سے پوری ہوں گی اور کَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا کا نظارہ آنکھوں کے سامنے آئے بغیر نہ رہے گا اگر دیر ہے تو صرف ایک نئے موڑ (Turning Point) کے آنے کی اور جب وہ آئے گا تو خدا تعالیٰ کا ایک ہی ہاتھ کفر کی سب تدبیروں کو باطل کر دکھائے گا اور مُردوں کی نبض ناگہ پھر زندہ وار چلنے لگے گی۔

بین الاقوامی شہرت رکھنے والے فلسفۂ تاریخ کے برطانوی ماہر مسٹر آرنلڈ جے ٹوئن بی کے (جن کا انتقال گزشتہ سال ہی ہوا ہے) غور و فکر کا خلاصہ یہاں درج کرتا ہوں۔ کیونکہ انھوں نے اس امکان کا بڑی وضاحت سے ذکر کیا ہے کہ عنقریب مغربی تہذیب کے مٹنے کے بعد جو زبردست خلاء رونما ہوگا اسے وہ ارفع مذہب پُر کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے جسے جماعت احمدیہ فی زمانہ دنیا میں پیش کر رہی ہے۔ اُن کا نظریہ جسے انھوں نے

اپنی چھ ضخیم جلدوں پر مشتمل تصنیف "The Study of History" (یعنی مطالعۂ تاریخ) میں بڑی وضاحت سے پیش کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ دنیا میں نئی تہذیب کی بنیاد مذہبی عقائد و نظریات پر پڑتی ہے۔ جب مذہب میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے تو اس پر مبنی تہذیب کی بنیاد بھی متزلزل ہو جاتی ہے اور روحانی اقتدار کے پس پردہ چلے جانے کے باعث مادی اقتدار پنپنا شروع ہو جاتی ہیں اور بالآخر مادیت کا غلبہ اس تہذیبی نظام کو ملیا میٹ کر کے رکھ دیتا ہے۔ جب کوئی تہذیب زوال پذیر ہوتی ہے تو اس کے زوال کے زمانہ میں ایک ارفع مذہب بیج کی شکل میں ضرور نمودار ہوتا ہے۔ پرانی تہذیب دفتہ رفتہ مٹتی چلی جاتی ہے اور وہ ارفع مذہب بتدریج ترقی کر کے زور پکڑتا جاتا ہے یہاں تک کہ جب پرانی تہذیب مٹتی ہے تو اس ارفع مذہب کی بنیاد پر ایک نئی تہذیب معرضِ وجود میں آ کر نوعِ انسان کو مکمل تباہی سے بچانے اور از سرِ نو شاہراہِ ترقی پر گامزن کرنے کا موجب بنتی ہے۔

مسٹر ٹوئن بی نے دنیا بھر میں قائم ہونے والے مختلف تہذیبی نظاموں کے عروج و زوال کا بہت تفصیلی جائزہ پیش کر کے اپنے اس نظریہ کی صحت کو بہت مدلل طور پر ثابت کیا ہے اور پھر یہ بتایا ہے کہ مغربی تہذیب روحانی عنصر سے یکسر عاری ہو جانے کے باعث اب عنقریب مٹنے والی ہے۔ مغربی اقوام اپنی ظاہری اور مادی تدابیر سے اسے سنبھالا تو دے سکتی ہیں اور ناگزیر تباہی کو التوا میں ڈال سکتی ہیں لیکن اسے بالآخر کالعدم ہونے سے نہیں بچا سکتیں۔ اس کے مٹنے کے بعد رونما ہونے والے خلاء کو لازمی طور پر ایک ارفع مذہب ہی پُر کرے گا۔ وہ ارفع مذہب یقیناً پہلے ہی معرضِ وجود میں آ چکا ہے اور بلوغت کی منزلیں طے کر رہا ہے۔ مغربی تہذیب کے مٹنے اور اور اس ارفع مذہب کے بالغ ہو کر غالب آنے میں کئی صدیاں لگ سکتی ہیں لیکن یہ نہیں ہو سکتا کہ مغربی تہذیب نہ مٹے اور ایک ارفع مذہب غالب آ کر ایک نئے تہذیبی نظام کی بنیاد نہ ڈالے۔ چنانچہ ان کے نزدیک فی الوقت جس سوال کو بنیادی اہمیت حاصل ہے وہ یہ نہیں ہے کہ مغربی تہذیب کو مٹنے اور کالعدم ہونے سے کیونکر بچایا جائے کیونکہ اس کا مٹنا تو یقینی ہے۔ کوئی اسے مٹنے سے بچا نہیں سکتا بلکہ اصل اہمیت اس سوال کو حاصل ہے کہ

وہ ارفع مذہب کون سا ہے جس کی کوکھ سے نئی تہذیب نے جنم لینا ہے۔ چنانچہ وہ اپنے مضمون بعنوان:

"My View of History."

(یعنی تاریخ کے متعلق میرا نقطۂ نظر) میں رقمطراز ہیں:۔

"ابراہیمؑ موت سے ہم آغوش ہونے والے تہذیبی نظام سے منہ پھیر کر الگ ہو جانے والے ایک فرد تھے۔ اسی طرح انبیاء بنی اسرائیل نے بھی ایک مٹتی ہوئی تہذیب کی کوکھ سے جنم لیا۔ پھر ٹکڑے ٹکڑے ہو جانے والی یونانی اور رومی دنیا کے مصائب ہی تھے جنہوں نے عیسائیت کو جنم دیا۔ فی الوقت ہمارے سامنے سب سے اہم سوال یہ ہے کہ ہماری موجودہ دنیا کے تباہ حال انسانوں کی رہنمائی کے لئے بھی کوئی ایسی ہی روحانی روشنی اور تنویر منصۂ شہود پر آئے گی۔ جو اُن یہودیوں کے مثیل ہیں جن پر اُن کی اذیت ناک جلاوطنی کے زمانہ میں بابل کے دریاؤں کے کنارے پر بہت کچھ نازل کیا گیا تھا؟ اس سوال کا جواب خواہ کچھ ہی ہو وہ کرۂ ارض پر چھائی ہوئی ہماری مغربی تہذیب کے اپنے انجام سے کہیں زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔"

(Civilization on Trial. P. 15.)

ایک اور مضمون بعنوان "The Present Point in History." (یعنی فی زمانہ تاریخ کا مرکزی نقطہ) میں انہوں نے مغربی تہذیب کے بہرصورت مٹنے اور کالعدم ہونے کی پیشگوئی کرنے کے بعد لکھا ہے کہ:۔

"دنیا کو امریکہ اور روس نے آپس میں بانٹ رکھا ہے اور ایک دوسرے کے بالمقابل ان کے بلند بانگ دعاوی ایسے لاؤڈ سپیکر ہیں جن سے بلند ہونے والے شور و غوغا میں ایک نہ ایک ارفع مذہب کی نحیف آواز دبی ہوئی ہے۔ جب مغربی تہذیب اپنے انجام سے ہم آغوش ہو گی اور امریکہ اور روس کے لاؤڈ سپیکر زیر لب ہو جائیں گے تو پھر اس ارفع مذہب کی دبی ہوئی آواز دنیا کو اپنی طرف متوجہ کرے گی۔ ہو سکتا ہے کہ وہ الفاظ اور کارنامے جن سے موجودہ دنیا کی نجات وابستہ ہے ایک غیر متوقع افق پر نمودار ہوں اور دنیا ان کی طرف بے اختیار دوڑنا شروع کر دے۔"

پھر ایک اور مضمون بعنوان ———

"Islam, the west and the Future" (یعنی اسلام، مغربی دنیا اور مستقبل)
میں مسٹر ٹوئن بی نے اُن ارفع مذاہب میں (جو
ان کی رائے میں مغربی تہذیب کی تباہی کے نتیجہ
میں رونما ہونے والے خلاء کو پُر کر سکتے ہیں) اس
حقیقی اسلام کا خاص طور پر ذکر کیا ہے جسے جماعت
احمدیہ دنیا میں پیش کر رہی ہے اور اپنے مبلغین کے
ذریعہ دنیا بھر میں اس کی اشاعت میں مصروف ہے
اس مضمون کے آخر میں انہوں نے لکھا ہے :-

"جس طرح بسا اوقات دنیا کو
ایک عجیب پھسڈی نظر
آنے والا گھوڑا دوڑ میں بازی لے
جاتا ہے اسی طرح کوئی عجیب نہیں
کہ اسلام کی وہ ارفع شکل جسے جماعت
احمدیہ دنیا میں پیش کر رہی ہے۔
مغربی تہذیب کی جگہ لینے اور مغرب
میں ایک نئے تہذیبی نظام کی بنیاد
ڈالنے میں کامیاب ہو جائے۔"

(سویلزیشن آن ٹرائل صفحہ ۲۰۲)

مسٹر ٹوئن بی کے اس جائزہ سے یہ عیاں ہے
کہ یورپ کی مادی تہذیب اپنی تمام تر ظاہری سج
دھج اور خوشحالی و فارغ البالی کے باوجود روحانی
اخلاق سے عاری کھوکھلے پن کے باعث اس ایٹمی
دور میں مغربی طاقتوں کے ناگزیر باہمی ٹکراؤ کے
امکانات سے اس درجہ زار و نزار اور زبوں حالت
میں ہے کہ گویا اپنے آخری دموں پر ہے اور آخری ہچکی
کے لئے اُس معین وقت کی منتظر ہے جب خدا کا
ایک ہی ہاتھ کفر کی سب تدبیروں کو باطل کر دیگا
سب ملتیں ہلاک ہو جائیں گی مگر اسلام۔ اور سب
حربے ٹوٹ جائیں گے مگر اسلام کا آسمانی حربہ، کہ
وہ نہ ٹوٹے گا اور نہ کند ہوگا۔ جب تک مغربی تہذیب
کی پھیلائی ہوئی دجالیت کو پاش پاش نہ کر دے۔

یورپ میں غلبۂ اسلام سے پہلے دو مراحل

یورپ کی مذکورہ بالا حالت کی روشنی میں جب
ہم غلبۂ اسلام کی پیشگوئیوں پر نظر ڈالتے ہیں تو بالآخر
وہاں اسلام کا غالب آنا بظاہر حالات بھی عین ممکن
نظر آتا ہے۔ خود آسمانی پیشگوئیوں کے مطابق اسلام
کا آسمانی حربہ درجہ بدرجہ بروئے کار آکر مرحلہ وار
کامیابی سے ہمکنار ہوتا چلا آرہا ہے۔ تفصیلات کی رو
سے یوں تو اس نے کئی مرحلوں میں بروئے کار آنا تھا
لیکن ان مرحلوں میں سے تین مرحلوں کو خاص اہمیت
حاصل ہے۔ ابتدائی دو مراحل کے طور پر پہلے مغرب میں
عیسائیت کا مٹنا اور پھر اس کی جگہ دہریت کا غالب
آنا ضروری تھا جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے
ان دو مرحلوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے خود
فرمایا ہے :-

"عیسائی مذہب کی عمارت تو گرنی
شروع ہو گئی ہے۔ عنقریب
سوائے پادریوں کے اور بعض

نام مذہب کہلائیں گے۔"

(الحکم ۲ جنوری ۱۹۰۳ء بحوالہ ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۲۸۷)

لیکن ساتھ ہی حضورؑ نے یہ بھی فرمایا۔ کہ عیسائیت کے نابود ہونے کے دور کے بعد دہریت اور لامذہبیت کے دور کا آنا بھی خالی از حکمت نہ ہوگا گو ہوگا یہ عارضی۔ کیونکہ اس کے بعد یورپ میں بڑی تیزی سے اسلام غالب آئے گا۔ اسی لئے ایک دفعہ جب حضرت مولانا نورالدین خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور تو یورپ اور امریکہ میں اسلام کی اشاعت کرنا چاہتے ہیں لیکن وہاں کے لوگ مذہب کے نام سے ہی متنفر ہو رہے ہیں۔ اس پر حضورؑ نے ارشاد فرمایا۔

"اچھا ہے تختی صاف ہو رہی ہے
نقش اچھا جمے گا۔ مریم کے بیٹے
مسیحؑ کی خدائی کا بت قلوب سے
مٹنے دو تا اسلام کے لئے جگہ خالی ہو"

(مجدد اعظم حصہ سوم صفحہ ۱۸ مؤلفہ ڈاکٹر بشارت احمد طبع ۱۹۴۴ء)

جس زمانہ میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یورپ اور امریکہ میں بالآخر اسلام کے غالب آنے کی پیشگوئی فرمائی تھی اس وقت یورپ کو عیسائیت کے ایک بہت بڑے گڑھ اور مرکز کی حیثیت حاصل تھی اور مغرب کی عیسائی طاقتیں پورے کرۂ ارض پر چھائی ہوئی تھیں اور عیسائی پادری اور مناد ہزاروں ہزار کی تعداد میں مشرق و مغرب میں پھیلے ہوئے تھے اور ہر قوم اور نسل کے لوگوں کو دھڑا دھڑ عیسائی بنا رہے تھے۔ نتیجۃً عیسائیت کے پورے کرۂ ارض پر غالب آنے سے متعلق بلند آہنگ دعاوی سے انہوں نے آسمان سر پر اٹھایا ہوا تھا۔ اس وقت دو متضاد دعاوی کرۂ ارض کی فضا میں بلند ہوئے۔ ایک دعویٰ دولت واقتدار کے نشہ میں سرشار پادریوں کی طرف سے عیسائیت کے کامل غلبہ کی پیش خبری پر مشتمل تھا اور دوسرا دعویٰ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے عظیم روحانی فرزند حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے تھا۔ آپؑ نے ظاہری لحاظ سے بے زر اور بے زور اور یکہ و تنہا ہونے کی حالت میں دنیا میں اس آسمانی بشارت کا اعلان فرمایا کہ:۔

"یورپ اور امریکہ سے عیسائیت
کی صف لپیٹ دی جائے گی۔ بعد
ازاں وہاں دہریت کا دور دورہ ہوگا
اور جب یہ دوسرا دور بھی اپنے اختتام
کو پہنچے گا تو پھر وہاں اسلام غالب
آئے گا اور اس کا یہ غلبہ ہر لحاظ
سے کامل اور دائمی ہوگا۔"

آج ایک دنیا اس حقیقت پر گواہ ہے کہ فی زمانہ خود یورپ اور امریکہ میں عیسائیت کا زور ٹوٹ چکا ہے بلکہ سرے سے اس کی صف ہی لپیٹی جا چکی ہے اور وہاں کے لوگ دہریت کی رو میں بہے جا رہے ہیں عیسائیت اور دہریت کے مٹنے اور پھیلنے کے دو دور آسمانی بشارتوں کے عین مطابق رونما ہو

پہنچ چکے ہیں (انتہائی مخالف حالات میں ان دو دوروں کا رونما ہونا اس امر کو مستلزم ہے کہ تیسرا دور یعنی غلبۂ اسلام کا دور بھی ضرور رونما ہو گا۔ دو مرحلے پورے ہو چکے ہیں۔ اب صرف تیسرا مرحلہ پورا ہونا باقی ہے۔ وہ بھی پورا ہو گا اور دنیا کی کوئی طاقت اس کے رونما ہونے کو روک نہ سکے گی۔

غلبۂ اسلام کا تیسرا اور آخری مرحلہ

یہ تیسرا اور آخری دور اس وقت رونما ہو گا جب خدا کا ایک ہی ہاتھ کفر کی سب تدبیروں کو باطل کر دکھائے گا۔ اسلام کے سوا باقی سب مذاہب مٹ جائیں گے۔ وہ دور اب قریب آ رہا ہے خود مغرب کے دانشور اس خدائی ہاتھ کے بروئے کار آنے کے تصور سے لرزاں و ترساں ہیں۔ یہ اس وقت کے قریب آنے کی اس امر سے بھی نشاندہی ہوتی ہے کہ خدا تعالیٰ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو گزشتہ چند سالوں میں متعدد بار یورپ لے جا کر خدائی ہاتھ کے بروئے کار آنے سے متعلق آپ کے ذریعہ وہاں کی اقوام کو زبردست انتباہ فرما چکا ہے چنانچہ ۱۹۶۷ء کے دورہ یورپ کے دوران حضور ایدہ اللہ نے انہیں ایک ہولناک عذاب سے متنبہ فرمایا۔ وہاں ۱۹۷۶ء کے دورۂ یورپ میں حضور نے انہیں سرمایہ دارانہ نظام اور کمیونسٹ نظام کی مکمل ناکامی کے بعد جو روز بروز نمایاں سے نمایاں تر ہوتی جا رہی ہے۔ ہر طور اسلامی نظام کے غالب آنے کی بشارت دی۔ اس طرح اگر دیکھا جائے تو ان پر خاص اس زمانہ میں ہر طرح اور ہر رنگ میں اتمام حجت ہو چکا ہے۔

موعود غلبۂ اسلام کے دو بیّن شواہد

اس میں شک نہیں آج مادیت اور دہریت کی رَو میں بہتے ہوئے اور معصیت کی دلدل میں پھنسے ہوئے یورپ کی حیثیت ایک نقار خانہ کی سی ہے جس میں اسلام کے حق میں اٹھنے والی آواز طوطی کی آواز کی طرح ہے جو ابھی مادیت اور معصیت کے نقاروں سے اٹھنے والے شور میں دبی ہوئی ہے لیکن عنقریب وہ وقت آنے والا ہے جب خدا ان نقاروں کو خاموش کر کے رکھ دے گا اور اسلام

کے حق میں اٹھنے والی آواز کی دلآویزی اہل یورپ کے
قلوب کو مسحور کرنے لگے گی اور وہ اس آواز پر سر
دھنتے ہوئے جوق در جوق اسلام کی طرف کھنچے چلے
آئیں گے۔ دو باتیں ایسی ہیں جن سے مستقبل میں رونما
ہونے والی اس نئی صورتِ حال کی واضح نشاندہی
ہوتی ہے۔

اوّل: یہ کہ اہل یورپ کے دانشور طبقہ کو
یہ احساس ہو چکا ہے کہ ان کی مادی تہذیب انہیں
تباہی کی طرف لے جا رہی ہے اور اس تہذیب کا ملمع
نوشتۂ دیوار بن چکا ہے اور اب کسی ارفع
مذہب کے غالب آنے سے ہی اس کی جگہ ایک
روحانی اقدار کی حامل نئی تہذیب کی بنیاد پڑ سکتی ہے
اور بعض مغربی مفکرین کے نزدیک وہ ارفع مذہب
حقیقی اسلام ہی ہو سکتا ہے جسے جماعت احمدیہ
مغرب میں پیش کر رہی ہے۔

دوم: اب تک جماعت احمدیہ کی تبلیغی
مساعی کے نتیجہ میں یورپ میں وہاں کے نو مسلموں کی
جو مختصر جماعتیں معرضِ وجود میں آئی ہیں اُن میں
ایسے ایسے دُرِّ نایاب بھی شامل ہیں کہ جن کی چمک
دمک اور آب و تاب کو دیکھ کر دل عش عش کر اٹھتا
ہے۔ اسلام کی تعلیم پر عمل پیرا ہونے کے نتیجہ میں اُن
کی زندگیوں میں ایسا خوشکن انقلاب آیا ہے کہ
وہ باخدا ہی نہیں بلکہ خدا نما انسان بن چکے ہیں۔ وہ
مکروہاتِ دنیا سے یوں دامن کش ہوئے ہیں جیسے
وہ کبھی ان میں ملوث ہی نہ تھے اور مسابقت الی الخیرات

کا جوش ان میں اس قدر ہے کہ وہ حسب استعداد
تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا
مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ
مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ کی اس زمانہ میں جیتی جاگتی
تصویر نظر آتے ہیں۔ انگلستان کے جناب ناصر بیکرورڈ،
مبلغ اسلام جناب بشیر احمد آرچرڈ، اور جناب ناصر
وارڈ، ہالینڈ کے جناب عبدالعزیز فرحاخن اور جناب
عبدالحمید خان وینڈلینڈ، جرمنی کے جناب سعید
شائش ہاؤزر، جناب سعید کرلیشماں۔ اور جناب
ہدایت اللہ ہیلبش، ڈنمارک کے جناب عبدالسلام
میڈسن، جناب الحاج نوح سوئنڈ ہیلسن اور جناب
کمال کروگ، سویڈن کے جناب محمود ارکسن اور محترمہ
فاطمہ کرسٹینا، ناروے کے جناب نور احمد بولستاد،
سپین کے جناب عبدالرحمن گلیمنٹے۔ اور اسی طرح
مختلف یورپی ممالک کے درجنوں نو مسلم احباب وہ
قابلِ قدر ہستیاں ہیں جنہیں دیکھ کر خدا یاد آتا ہے
اور دل اس یقین سے بھر جاتا ہے کہ یورپ میں غلبۂ اسلام
کے خدائی وعدے ضرور پورے ہوں گے اور جس طرح
ان نو مسلموں کی زندگیوں میں عظیم الشان انقلاب
رونما ہوا ہے اسی طرح خدائی وعدوں کے بموجب
خدا کا ایک ہی ہاتھ جب یورپ میں غلبۂ اسلام
کی راہ ہموار کر دکھائے گا تو یورپ کے کروڑوں انسانوں
کی ایسی قلب ماہیت ہوگی کہ وہ خدا تعالیٰ کے حقیقی
عبد بن کر صحیح معنوں میں مسلمان بنے بغیر نہ
رہیں گے اور توحید کے متوالے بن کر حضرت صلی اللہ

علیہ وسلم پر درود بھیجنے کو سعادتِ عظمیٰ تصوّر کریں گے۔

حرفِ آخر

اسی لئے تو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یورپ کے بے دین باشندوں اور ان کی آئندہ نسلوں کی زندگیوں میں رونما ہونے والے موعودہ انقلاب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اُن کے متعلق فرمایا تھا:۔

"وَاِنِّیْ اَعْلَمُ اَنَّهُمْ بَیْضُ الْاِسْلَامِ وَسَتَخْرُجُ مِنْهُمْ اَفْرُخُ هٰذِهِ الْمِلَّةِ۔ وَسَتُصْرَفُ وُجُوْهُهُمْ اِلٰى دِيْنِ اللّٰهِ اِنَّهُمْ قَوْمٌ يُفَتِّشُوْنَ كُلَّ اَمْرٍ وَلَا يَغُضُّوْنَ الطَّرْفَ مِنَ الْحَقِّ الَّذِيْ حَصْحَصَ وَلَا يُتَثَبَّطُوْنَ مِنْ قَبُوْلِ الْحَقِّ وَيَطْلُبُوْنَ وَلَا يَتْعَبُوْنَ وَمَنْ طَلَبَ فَوَجَدَ وَلَوْ بَعْدَ حِيْنٍ۔"

اس عربی عبارت کا ترجمہ خود حضور علیہ السلام کے الفاظ میں یہ ہے:۔

"میں جانتا ہوں کہ یہ لوگ (یعنی اہلِ یورپ) اسلام کے انڈے ہیں۔ اور عنقریب ان میں سے اس ملت کے بچے پیدا ہوں گے اور اُن کے منہ الٰہی دین کی طرف پھیرے جائیں گے۔ کیونکہ یہ ایک ایسی قوم ہے کہ جو ہر ایک بات کی تفتیش کرتی ہے اور اس حق سے آنکھ بند نہیں کرتی جو کھل گیا ہو اور حق کے قبول کرنے سے شرم نہیں کرتی اور ڈھونڈتی ہے تھکتی نہیں اور جو ڈھونڈے گا وہ پائے گا۔ اگرچہ کچھ دیر کے بعد پاوے۔"

(نور الحق حصہ اول صفحہ ۶۰-۶۱ ۔ مطبوعہ ۱۸۹۴ء)

پس یورپ کی آئندہ نسلوں کا اسلام کی آغوش میں آنا ایک خدائی تقدیر ہے جو بہرحال پوری ہو کر رہے گی اور خدا تعالیٰ کے فضل سے اس کے آثار ظاہر ہونے شروع ہو گئے ہیں۔ بہتوں کے نزدیک وہ آثار ابھی روشن نہیں ہیں تاہم اہلِ خرد بچشمِ خود ان کا مشاہدہ کر رہے ہیں اور اس کا برملا اعتراف کرنے میں انہیں باک نہیں ہے اس لئے خدائی پیشگوئیوں، ان کے بتدریج ظہور اور زمانہ کے بدلتے ہوئے حالات کی روشنی میں یہ بات پورے یقین اور وثوق کے ساتھ کہی جا سکتی ہے کہ بحمد اللہ تعالیٰ یورپ میں اسلام کا مستقبل نہایت روشن اور درخشندہ ہے بلکہ حق یہ ہے کہ یورپ کا مستقبل صرف اور صرف اسلام ہی کے ساتھ وابستہ ہے۔

○

تعارف کتب حضرت مسیح موعودؑ

"فتح اسلام"

ماہ جنوری ۱۹۷۸ء (صلح) میں خدام کے مطالعہ کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب "فتح اسلام" مقرر ہے۔ خدام اس کتاب کا باقاعدگی اور اہتمام سے مطالعہ فرمائیں۔ (مہتمم تعلیم)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۱۸۹۰ء کے آخر میں رسالہ "فتح اسلام" لکھا جو اوائل ۱۸۹۱ء میں شائع ہوا۔ اس میں آپ نے اعلان فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق ——— "مسیح جو آنے والا تھا۔ یہی ہے۔ چاہو تو قبول کرو" ——— نیز تحریر فرمایا کہ ——— "مسیح کے نام پر یہ عاجز بھیجا گیا تا کہ صلیبی عقیدہ کو پاش پاش کر دیا جائے۔ سو میں صلیب کے توڑنے اور خنزیروں کو قتل کرنے کے لئے بھیجا گیا ہوں" ——— حضورؑ نے اس مضمون کا مقصد یہ بیان فرمایا کہ ——— "میں اس مضمون میں جہاں تک خدا تعالیٰ نے اپنی طرف سے مجھے تقریر کرنے کا مادہ بخشا ہے اس سلسلہ کی عظمت اور اس کارخانہ کی نصرت کی ضرورت آپ صاحبوں پر ظاہر کرنا چاہتا ہوں تا وہ حق تبلیغ جو مجھ پر واجب ہے اس سے میں سبکدوش ہو جاؤں" ——— اس کے بعد حضورؑ نے مسلمانوں کی ایمانی و عملی حالت اور اسلام پر عیسائیت کے حملوں کا ذکر کر کے فرمایا کہ ——— "میں وہی ہوں جو وقت پر اصلاح خلق کے لئے بھیجا گیا تا دین کو تازہ طور پر دلوں میں قائم کر دیا جائے" ——— حضورؑ نے الہام "دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا" تحریر فرما کر اسلام کی فتح کی زبردست پیشگوئی فرمائی اور فرمایا کہ ——— "اسلام کا زندہ ہونا ہم سے ایک فدیہ مانگتا ہے" ———

حضورؑ نے اشاعت اسلام کے اہم کام کو پانچ شاخوں میں تقسیم فرمایا۔ اوّل تصنیف و تالیف کا سلسلہ دوم۔ اتمام حجت کی غرض سے اشتہارات جاری کرنے کا سلسلہ۔ سوم: حق کی تلاش اور دیگر اغراض سے آنے والوں کی مہمان نوازی۔ چہارم: مکتوبات جو حق کے طالبوں یا مخالفوں کی طرف لکھے جاتے ہیں۔ پنجم۔ مریدوں اور بیعت کرنے والوں کا سلسلہ

اس کتاب میں حضرت مولانا حکیم نور الدین بھیروی خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے محبت و اخلاص سے بھرپور خطوط کی چند سطریں نمونہ کے طور پر پیش فرمائی گئی ہیں اور فرمایا "ان کا علم ان کے نور دل اخلاص کی طرح نُور دیں ہے" (نیز فرمایا کہ مولوی صاحب ممدوح کا صدق اور ہمت اور ان کی غم خواری اور جاں نثاری جیسے ان کے قال سے ظاہر ہے اس سے بڑھ کر ان کے حال سے ظاہر ہے)

اس کے بعد حضورؑ نے حضرت حکیم فضل دین صاحب بھیرویؓ، حضرت مرزا عظیم بیگ صاحب مرحومؓ رئیس سامانہ کے محبت و اخلاص اور حسن ارادت کا ذکر فرمایا ہے۔ آخر کتاب میں "مرثیہ تفرقہ اسلام" کے عنوان سے ایک معرکۃ الآراء فارسی نظم تحریر فرمائی ہے اس نظم سے پہلے یہ یادگار شعر ہے:-

جیتے جی قدر بشر کی نہیں ہوتی پیارو ۔۔۔ یاد آئیں گے تمہیں میرے سخن میرے بعد

Monthly **KHALID** Rabwah

DECEMBER 1977 | Editor : Hafiz Muzaffar Ahmad | Regd. No. L5830

صرف ٹائیٹل نصرت آرٹ پریس ربوہ میں چھپا